حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر مایہ ناز تصنیف

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

کے فیصلے



جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں حضرت عثمان غنی کی قبر مبارک

مصنف:
علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر مایہ ناز تصنیف

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مصنف:

علامہ محمد مسعود قادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فیصلے
مصنف: مسعود قادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت:

......ملنے کا پتہ......

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

انتساب:

اپنے اساتذہ کے نام

جن کی دعاؤں، توجہ اور عمدہ تربیت کی بناء پر

آج میں اس مقام تک پہنچا

جو شرم و حیاء کا پیکر تھے ، دامادِ رسول تھے
لقب جن کا ذوالنورین تھا ، وہ غنی تھے
اپنے مال سے کی دین اسلام کی آبیاری
اس عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان کی عادت پہ لاکھوں سلام

فہرست

حرفِ ابتداء

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود وسلام۔

خلیفہ سوم، پیکر شرم وحیاء، منبع جود وسخا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے مال سے دین اسلام کی آبیاری کی اور جب بھی مال کی ضرورت پیش آئی آپ رضی اللہ عنہ اپنا مال پیش کرنے میں آگے آگے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی نیک اور شریف تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور عاداتِ نیک کا اعتراف سب نے کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اپنے قبیلہ کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ رضی اللہ عنہ کی استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیوں کا یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ یہ وہ اعزاز ہے جو اس سے قبل کسی اور شخص کو حاصل نہیں ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی ہجرت حبشہ کی جانب کی اور پھر جب حضور نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ

رضی اللہ عنہ کے متعلق جیش عسرہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) آج کے بعد جو بھی عمل کرے گا اللہ عزوجل اس کا مواخذہ نہ کرے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا تو دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو مدینہ منورہ میں غریب اور مفلس مسلمانوں کے لئے اپنا مال وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد ایسے اجتہادی فیصلے کئے جو تاریخ میں سنہری حروف میں درج ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے حسد کرنے والوں نے اور دین اسلام کے دشمنوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر بے جا تنقید کی اور پھر بالآخر شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کر دیا۔

زیر نظر کتاب ''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فیصلے'' کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ میں آنے والے وہ امور جن کو کرنے کا بروقت فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممتاز کرتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وہ فیصلے جنہوں نے تاریخ رقم کی اور ان فیصلوں کی بدولت دین اسلام اور مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہوا انہیں ایک کتابی صورت میں یکجا کیا جائے۔ قارئین کے ذوق کے لئے کتابِ ہذا میں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک کے کئی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔ بارگاہِ خداوندی میں عاجزانہ التماس ہے وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسعود قادری

پہلا باب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پیدائش، نام ونسب،
القابات کا بیان، قبولِ اسلام سے قبل کے حالات
اسلام قبول کرنے کا فیصلہ

O......O......O

ملی تقدیر سے مجھ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ثناخوانی
ملا ہے فیض عثمانی رضی اللہ عنہ ملا ہے فیض عثمانی رضی اللہ عنہ
کئی دن تک رہے محصور بے دانہ و بے پانی
شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بے شک ہے لاثانی

ولادت باسعادت

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل ابرہہ نے اپنے لشکر کثیر کے ساتھ مکہ مکرمہ پر حملہ کیا۔ ابرہہ اور اس کا لشکر ہاتھیوں پر سوار تھا اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خانہ کعبہ کو شہید کر دیں گے مگر ان کا ارادہ خاک میں مل گیا اور اللہ عزوجل نے ابابیلوں کے ذریعے اس لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کو سورۂ فیل میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ عرب روایات کے مطابق یہ سال عام الفیل کے نام سے مشہور ہوا اور چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش بھی اسی برس ہوئی اسی لئے یہ سال مزید اہمیت اختیار کر گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے قریباً چھ برس بعد طائف میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ ' حضور نبی کریم ﷺ سے قریباً چھ برس چھوٹے تھے۔

O.....O.....O

نام ونسب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''عثمان'' رکھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے القابات ''غنی'' اور ''ذوالنورین'' ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابوعمرو ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنوامیہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے اور عشرہ مبشرہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب عبدمناف پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب پدری ذیل ہے۔

۱۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۲۔ بن عفان

۳۔ بن ابوالعاص

۴۔ بن امیہ

۵۔ بن عبدشمس

۶۔ بن عبدمناف

۷۔ بن قصیٰ

۸۔ بن کلاب

۹۔ بن مرہ

۱۰۔ بن کعب

۱۱۔ بن لوی

۱۲۔ بن غالب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم بیضا ہیں جو حضرت عبدالمطلب کی بیٹی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ اس رشتہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب پدری یوں ہے۔

۱۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۲۔ بن اروی

۳۔ بنت کریز

۴۔ بن ربیعہ

۵۔ بن حبیب

۶۔ بن عبد شمس

۷۔ بن عبد مناف

O.....O.....O

القابات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے القابات غنی اور ذوالنورین ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے القابات کی وجہ تسمیہ بیان کی جا رہی ہے۔

لقب غنی کی وجہ تسمیہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ''غنی'' اس وجہ سے معروف ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ راہِ خدا میں بکثرت صدقہ کیا کرتے تھے اور اپنا مال غرباء وفقراء پر بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے غرباء ومساکین کا خصوصی خیال رکھا کرتے تھے اور جب اسلام قبول کیا تو اپنا مال دین اسلام کی سربلندی اور ترویج کے لئے وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد نادار، مفلس اور غریب مسلمانوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھا اور جب بھی مسلمانوں کو مال کی ضرورت پیش آئی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے پیش کر دیا یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو غنی کہا جاتا تھا۔

لقب ذوالنورین کی وجہ تسمیہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس سے قبل کسی بھی نبی کی دو بیٹیاں کبھی ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئی تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین یعنی دونوروں والا کا لقب عطا کیا گیا۔

ہے مرے مقدور میں کیا اپنی ہستی کے سوا
آپ پر قربان جو کچھ ہے مرے مقدور میں

کنیت ابوعبداللہ کی وجہ تسمیہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت زمانہ جاہلیت میں ابوعمرو تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جن کے نام سے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی۔

یہ بھی منقول ہے زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا تو ان کے بطن سے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کے نام پر آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی۔

O......O......O

قبولِ اسلام سے قبل کے حالات

جیسا کے گذشتہ سطور میں بیان ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنی امیہ سے تھا اور بنی امیہ، قریش کا ہی کی ایک ذیلی شاخ تھی۔ بنی امیہ کے پاس قریش کا محکمہ دفاع تھا اور بنی امیہ کے جھنڈے پر عقاب کا نشان بنا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ بنی امیہ کے معززین اور امراء میں شمار ہوتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کو بھی بنی امیہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی بنی امیہ سے تھا اور وہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے لشکر کے سالارِ اعلیٰ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والوں نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ بنی امیہ کو نوازا ہے حالانکہ یہ الزام سراسر غلط تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کا گورنر مقرر کیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنی امیہ کو محکمہ دفاع اور دیگر اہم علاقائی ذمہ داریوں کی بناء پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور قریش میں بنی ہاشم کے بعد یہ دوسرا معزز قبیلہ سمجھا جاتا تھا۔ بنی ہاشم کے پاس خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آنے والے زائرین کی دیکھ بھال اور حجاج کی خدمت کا منصب تھا اور آبِ زمزم کی تقسیم بھی بنی ہاشم کی ذمہ داری تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کے عظیم الشان لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں بحیثیت فاتح داخل ہوئے تو اس وقت آبِ زمزم کی تقسیم کی ذمہ داری حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا تعلق بنی ہاشم سے ہے اور بنی ہاشم زمانہ جاہلیت سے ہی اپنی فیاضی اور دریا دلی کی بناء پر شہرت رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ آہستہ آہستہ مالی امور پر ان کی گرفت کمزور ہوتی چلی گئی اور ایک وقت تھا وہ خود صاحب ثروت تھے مگر اب ان کے حالات خود تنگی زمانہ کا شکار تھے چنانچہ حجاج کرام اور خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آنے والے زائرین کی ذمہ داری بنی ہاشم سے لے کر بنی امیہ کے سپرد کر دی گئی البتہ آبِ زمزم کی تقسیم کی ذمہ داری بنی ہاشم ہی کی تھی۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو جس قبیلہ نے سب سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کی مخالفت کی ان میں بنی امیہ پیش پیش تھے۔

تمام مروجہ علوم پر دسترس حاصل کی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بچپن اور لڑکپن کے حالات و واقعات کے متعلق زیادہ معلومات کتب سیر میں دستیاب نہیں ہیں اور نہ ہی ابتدائی مؤرخین نے ان پر کچھ تحقیق کی ہے لہٰذا یہ بیان کرنا مشکل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن اور لڑکپن کس ماحول اور کس حالات میں گزرا البتہ مستند کتب سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تعلیم کے زیور سے آراستہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں ہی اس دور میں رائج تمام مروجہ علوم پر دسترس حاصل کی اور علم کے زیور سے آراستہ ہونے کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کو بنی امیہ اور قریش کے دیگر قبائل میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

کامیاب تاجر:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اپنی تعلیم مکمل کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا خاندانی پیشہ تجارت کو اپنے روزگار کا ذریعہ بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا اور مکہ مکرمہ کے دیگر معززین کا سامانِ تجارت لے کر دیگر ممالک کا سفر کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایماندار اور سلجھے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا حسنِ سلوک ایسا تھا کہ ہر کوئی آپ رضی اللہ عنہ کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور خوشی خوشی اپنا سامان تجارت کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کو دے دیتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو کپڑے کی تجارت میں نمایاں مقام حاصل تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑے کی تجارت سے ہی نمایاں ترقی حاصل کی اور جب دیگر لوگوں نے دیکھا آپ رضی اللہ عنہ کو کپڑے کی تجارت کی وجہ سے بے پناہ مالی فوائد اور نفع حاصل ہوا ہے تو وہ بھی کپڑے کی تجارت کی جانب راغب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی محنت اور قابلیت کی بناء پر کچھ ہی عرصہ میں ایک کامیاب تاجر کا روپ دھار لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ لالچ کی بجائے جائز منافع کو ترجیح دیتے تھے اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کا سامان دیگر لوگوں کی نسبت جلدی فروخت ہو جاتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تجارت کے لئے چند راہنما اصول وضع کر رکھے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی کامیابی کا پہلا اصول یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مال کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اگر اس میں کچھ خامی ہوتی تو اس سے بھی خریدار کو آگاہ کر دیتے تھے اور جائز منافع پر اپنا مال فروخت کرتے تھے اور کبھی کسی کی ضرورت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ایمانداری اور اصول پسندی کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ جلد ہی قریش کے رؤساء میں شمار ہونے لگے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامانِ تجارت فروخت کرنے میں بھی اپنی

اصول پسندانہ طبیعت اور ایمانداری کو ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے امراء میں ہونے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ تجارت کے ساتھ ساتھ فلاحی کاموں میں بھی پیش پیش رہتے اور اپنے اردگرد موجود فقراء و مساکین کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ جاہلیت سے ہی لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو غنی کے لقب سے پکارنا شروع ہو گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے ہی ہر قسم کی معاشرتی برائیوں مثلاً شراب نوشی، جوا اور زنا وغیرہ سے دور تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دیانت داری اور امانت داری کے لوگ قائل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا مال غرباء و مساکین کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر رکھا تھا اور اپنے مال کا بیشتر حصہ فلاحی کاموں میں خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ تمام عادات ہی کسی مسلمان کی نمایاں خصوصیات ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی انہی نیک عادات و اطوار کو دین اسلام کا بنیادی جزو قرار دیا گیا۔

شہرت ہے جہاں بھر میں عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت کی
اس شانِ خلافت کی اس کانِ مروت کی

O.....O.....O

اسلام قبول کرنے کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ نے جس وقت نبوت کا اعلان کیا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۳۴ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے چند مسلمانوں میں سے ایک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اسلام قبول کیا۔

خالہ کی پیشگوئی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت ابتداء میں چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ میں ایک دن اپنی خالہ سعدی بنت کریز کے گھر گیا۔ خالہ کے گھر حضور نبی کریم ﷺ کے دعویٰ نبوت کا تذکرہ چھڑ گیا۔ میری خالہ سعدی بنت کریز نے حضور نبی کریم ﷺ کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف فرمائی اور کہا۔

''وہ صادق اور امین ہیں اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری خالہ سعدی بنت کریز نے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دو بیویاں ہوں گی جو انتہائی حسین اور

نیک سیرت ہوں گی اور تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی حسین عورتیں نہ دیکھی ہوں گی اور نہ ہی انہوں نے تم جیسا خاوند دیکھا ہوگا۔ یہ عورتیں نبی کی صاحبزادیاں ہوں گی۔ پھر انہوں نے کہا وہ نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خالہ سعدی بنت کریز کی باتیں سننے کے بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس وقت اسلام قبول کر چکے تھے اور میں نے اپنی خالہ کی کہی تمام باتیں ان کے گوش گزار کیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) تم سمجھدار اور معاملہ فہم ہو اور ہر کام میں غور و فکر سے کام لیتے ہو، تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کے بے جان بت نہ تو کسی کو کچھ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اگر یہ پتھر کے بت ہمیں کچھ فائدہ و نقصان نہیں دے سکتے تو یہ ہمارے رب کیونکر ہو سکتے ہیں؟"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام کی دیگر باتیں بتائیں۔ میں ان باتوں سے متاثر ہوا اور کہنے لگا آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں یہ پتھر کے بت واقعی ہمارے معبود نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا۔

"تمہاری خالہ نے درست کہا حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ عزوجل نے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ مخلوق خدا کو اللہ

عزوجل کی وحدانیت کا درس دیں۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر ہوا اور انہوں نے جس طرح دلائل کے ساتھ مجھے دین اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا اس سے میرے دل میں دین اسلام کے متعلق کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

میں تمہیں بھلائی اور بہتری کی دعوت دیتا ہوں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں شش و پنج میں مبتلا تھا کیونکہ میرا خاندان بنی ہاشم کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد ان کا دشمن ہو چکا تھا اور میرے خاندان کا ایک سردار ابوجہل، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی میں پیش پیش تھا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس جگہ سے گزرے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا اور فرمایا۔

"اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تمہیں جنت کی مہمانی کے لئے بلاتا ہے تم اس کی دعوت قبول کرو، اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اسلام قبول کرنے میں ہی سب کی بھلائی اور بہتری ہے اور میں تمہیں اسی بھلائی اور بہتری کی دعوت دیتا ہوں۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو بغیر کسی تردد کے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اس وقت چوتھے مسلمان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے قبل ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اسلام قبول کر چکے تھے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خالہ کی کہی ہوئی باتیں بھی سچ ثابت ہوئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ رضی اللہ عنہ کی نکاح میں آئیں۔

ہم لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے؟:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم، حسن خلق اور صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسی گفتگو فرمائی تھی کہ میرے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عشق کی بدولت بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی تبلیغ میں ایک کشش تھی جس کی وجہ سے جو بھی ان کی بات سنتا وہ انہیں رد نہ کرتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی ملاقات ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور وہ اس ملاقات سے بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں دین اسلام کی حقانیت واضح کر چکے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم لوگوں میں کیا مقام ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک

سے کلمہ سنا تو کانپ اٹھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سورۃ الذاریات کی آیات تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ ہے۔

”اے لوگو! یقین لانے والوں کے لئے زمین میں قدرت خدا کی بے شمار نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی کئی نشانیاں ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی، یہ بات حق ہے اور ایسی ہی یقینی ہے جیسے تم بول رہے ہو۔“

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ کلمات سنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے استدعا کی کہ انہیں بھی دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ دین اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے تعلقات حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مزید گہرے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

جس طرح بیعت کی سرکار دو عالم ﷺ نے
تمثیل ملے گی نہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی
ذوالنور لقب پایا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو لوگو
رفعت ہو بیان کیسے عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کی

بنی امیہ کی دشمنی مول لے لی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنی امیہ کی مخالفت کرتے ہوئے اسلام قبول کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اندازہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفتوں کی کچھ پرواہ نہ کی اور خود کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں دے دیا اور یہ وہ غلامی تھی جس پر آپ رضی اللہ عنہ تادمِ شہادت فخر کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے خاندان کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں بالخصوص آپ رضی اللہ عنہ کے چچا حکم بن العاص نے آپ رضی اللہ عنہ کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا۔

"میں تمہیں اس وقت تک آزاد نہ کروں گا جب تک تم دین اسلام کو نہیں چھوڑ دیتے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رسیوں میں جکڑ کر مارا جاتا، آگ جلا کر کمرے میں دھواں دیا جاتا مگر آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام پر قائم رہے۔ جب حکم بن العاص نے دیکھا کہ اس کا بھتیجا کسی بھی طرح دین اسلام چھوڑنے پر راضی نہیں تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے معززین میں ہوتا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو اس سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو رہا تھا حالانکہ اعلانِ نبوت سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی نظروں میں

صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے اور جن کی ایمانداری ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا تھی مگر ان کو اعلانِ نبوت کے بعد مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ قریش کے معاملہ فہم لوگوں میں شمار ہوتے تھے ان کو مظالم کا سامنا کرنا پڑا تھا چنانچہ یہی سلوک آپ رضی اللہ عنہ جو کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مکہ میں لوگوں کی فلاح و بہبود کے کاموں کی وجہ سے ایک نمایاں مقام کے حامل تھے آج ان کی اذیتوں کو برداشت کر رہے تھے۔

خلوصِ نیت سے حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خاندان بنی امیہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق اختیار کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان تمام باتوں کے باوجود خلوصِ نیت سے حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا اور اپنے جان و مال سے دین اسلام کی آبیاری کی۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ مثل صبا جن کا ہے کردار
وہ کامل ایمان و حیاء و سربسر ایثار

O---O---O

دوسرا باب:

قبولِ اسلام کے بعد سے ہجرتِ مدینہ تک

دخترِ رسول اللہ ﷺ سے شادی،

حبشہ کی جانب ہجرت، مدینہ منورہ کی جانب ہجرت

O---O---O

نبی کے نور سے دو نور لے کر ذوالنورین کہلائے
انہیں حاصل ہوئی یوں قربت محبوبِ رحمانی
نبی نے تیرے بدلے بیعت رضواں میں کی بیعت
کہا قرآن نے دست نبی کو دست یزدانی

دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دن اپنی خالہ سعدی بنت کریز کے گھر گیا۔ خالہ کے گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوئی نبوت کا تذکرہ چھڑ گیا۔ میری خالہ سعدی بنت کریز نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوئی نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی اور کہا۔

"وہ صادق اور امین ہیں اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری خالہ سعدی بنت کریز نے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دو بیویاں ہوں گی جو انتہائی حسین اور نیک سیرت ہوں گی اور تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی حسین عورتیں نہ دیکھی ہوں گی اور نہ ہی انہوں نے تم جیسا خاوند دیکھا ہوگا۔ یہ عورتیں نبی کی صاحبزادیاں ہوں گی۔ پھر انہوں نے کہا وہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔"

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور دین اسلام کے ساتھ خلوص کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی

صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے وقت حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک صرف بارہ برس تھی۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد طلاق پر ختم ہو گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے سال ہوئی۔ یہ ایک کامیاب شادی شدہ جوڑا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان کے ساتھ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے آرام و آسائش کا ہر ممکن خیال رکھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ان کے ہاتھ میں اس وقت کنگھا تھی۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا ابھی ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور میں نے ان کے سر میں کنگھی کی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کو کیسا خیال کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا بھلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کا اکرام ملحوظ رکھنا اس لئے کہ وہ اخلاق میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔“

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سر دھو رہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے میری بیٹی! عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خدمت اچھے طریقے سے کیا کرو کیونکہ یہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے گوشت کا پیالہ دیا اور فرمایا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر لے جاؤ چنانچہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور وہاں حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ میں کبھی دختر رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا۔ پھر جب میں وہ پیالہ دے کر واپس حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر کے اندر داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان سے بڑھ کر کوئی حسین جوڑا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس سے قبل ایسا جوڑا کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے میری جانب وحی فرمائی کہ میں اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

O---O---O

حبشہ کی جانب ہجرت

حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد چند ایک لوگ مسلمان ہوئے اور جو مسلمان ہوئے ان پر مشرکین مکہ نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حبشہ میں اس وقت ایک نیک سیرت عیسائی بادشاہ نجاشی حکمران تھا۔ ہجرتِ حبشہ کا واقعہ بعثت نبوی ﷺ کے چھٹے سال پیش آیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ شاہِ حبشہ نجاشی اپنی مہمان نوازی اور پرہیزگاری کی وجہ سے خاص شہرت رکھتا تھا اس لئے آپ ﷺ کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے گا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی ہجرت تھی جو مشرکین مکہ کے مظالم کی وجہ سے انہیں کرنی پڑی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی گئی۔ اس ہجرت کے پہلے قافلے میں بارہ مرد اور چار خواتین شامل تھیں جو مکہ مکرمہ سے پہلے جدہ اور پھر وہاں سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر سمندری راستے سے حبشہ پہنچے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اپنی زوجہ دخترِ رسول اللہ ﷺ حضرت سیّدہ

رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے کچھ عرصہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حالات کی خبر نہ ہوئی اس دوران قریش کی ایک عورت حبشہ سے مکہ آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اپنی بیٹی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کیا؟ اس عورت نے کہا میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک جانور پر سوار تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی بات سن کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل ان دونوں کا حامی و ناصر ہو، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔''

مؤرخین لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی جماعت جس نے حبشہ کی جانب ہجرت کی ان میں حضرت عثمان غنی، دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ رقیہ، حضرت ابوحذیفہ، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت لیلیٰ بنت ابی حیثمہ، حضرت ابوسبرہ، حضرت حاطب عمر اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہجرت کرنے والے پہلے قافلے کے سربراہ تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ میں بھی تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی قریش نے اسلام قبول کر لیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس آ گئے مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے تو دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔

مسلمانوں کا پہلا قافلہ کامیابی کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کر گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بیاسی مرد اور اکتیس عورتوں کا دوسرا قافلہ حبشہ کی جانب روانہ ہوا اور اس قافلے میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حبشہ میں انتہائی اطمینان کے ساتھ اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے تھے اور ہمیں وہاں کسی قسم کی پابندی نہ تھی۔ پھر جب قریش مکہ کو وہاں ہماری آسودگی کی خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا اور انہوں نے شاہِ حبشہ کو تحائف پیش کئے اور کہا کہ ہمارے کچھ نادانوں نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے نیا مذہب اختیار کر لیا ہے اور ہمارے اکابرین نے ہمیں انہیں واپس لانے کے لئے بھیجا ہے۔ نجاشی نے کہا جب تک مجھے حقیقت کا علم نہ ہو گا میں انہیں تمہارے حوالے ہر گز نہ کروں گا اور پھر نجاشی نے اپنے دربار میں پادریوں کو جمع کیا اور مہاجرین کو بھی بلایا۔ مہاجرین کی نمائندگی اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کی۔ نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے مذہب حق کے متعلق پوچھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ہم پر اپنا فضل کیا اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں مبعوث فرمایا اور وہ عالی نسب ہیں، امین ہیں اور انہوں نے ہمیں خدائے واحد کی طرف بلایا اور ہم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل ایک ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس ہم اللہ عزوجل

کا کوئی شریک نہیں ٹھہراتے، نماز پڑھتے ہیں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں، صلہ رحمی کی کوشش کرتے ہیں اور جب ہم نے نبی آخرالزمان ﷺ کی اطاعت کی تو ہماری قوم ہماری مخالف ہوگئی اور انہوں نے ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے جس کے بعد بالآخر ہم ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔

نجاشی نے جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی تو ان سے کہا کہ مجھے وہ کلام سناؤ جو نبی آخرالزمان ﷺ پر نازل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چند آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی جسے سن کر نجاشی رونے لگا اور وہ پادری جو اس وقت دربار میں موجود تھے وہ بھی ان آیات کو سن کر رونے لگے۔ نجاشی بولا اللہ عزوجل کی قسم! یہ وہی نور ہے جو نورِ موسیٰ علیہ السلام تھا اور پھر نجاشی نے قریش کے سفیروں سے کہا میں انہیں ہرگز تمہارے حوالے نہ کروں گا۔ پھر نجاشی نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے نبی اور روح اللہ ہیں جو مریم علیہا السلام کی جانب القاء کی گئی۔ نجاشی بولا مجھے یقین ہوگیا کہ تمہارا مذہب حق ہے اور تم حبشہ میں باآسانی رہ سکتے ہو اور یہاں تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

O----O----O

مدینہ منورہ کی جانب ہجرت

مشرکین مکہ کے ظلم وستم حد سے تجاوز کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے۔ اس دوران حج کے ایام میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے چند لوگ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اس دوران مکہ مکرمہ میں بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مدینہ منورہ کے بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی اور وہ مدینہ منورہ سے آنے والوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ اس دوران مدینہ منورہ کے ستر نقیب جو مسلمانوں کے سردار تھے انہوں نے حج کے ایام میں حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت

کی جسے بیعت عقبہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے عہد کیا آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئیں گے ہم ان کی معاونت کریں گے اور اپنی جان ان پر نچھاور کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل کا حکم آن پہنچا اور اس دوران قریش کے ظلم وستم میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک قافلہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہارا دارِ ہجرت دکھایا گیا ہے جو کھجوروں والا شہر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کا یہ دور نہایت ہی پر آشوب دور ہے۔ مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کئی مظالم ڈھائے۔ مشرکین مکہ کے سردار جن میں ابولہب، ابوجہل، اسود بن عبدیغوث، حارث بن قیس، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل اور دیگر جو کہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے پڑوسی تھے ایذا رسانیوں میں مصروف رہے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی

جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ وحی خداوندی کے منتظر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم جلدی نہ کرو ہوسکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم خداوندی آن پہنچا تو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور آپ ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ ہجرت کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے اپنی زوجہ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔

مدینہ منورہ میں کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کرنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو خدمت اسلام کا زیادہ موقع میسر آنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مسلمانوں کے لئے فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ کھیتی باڑی میں آپ رضی اللہ عنہ کی محنت اور لگن کو دیکھتے ہوئے کئی انصاریوں نے اپنی زمینیں آپ رضی اللہ عنہ کو کھیتی باڑی کے لئے دے دیں۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر میں حصہ لینا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ جگہ خرید کر اس میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد رکھی گئی۔ جگہ کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی اور ایثار و سخاوت کی مثال رقم کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح دن رات کام کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ ان کے برابر پتھر رکھیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر پتھر رکھیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے برابر پتھر رکھیں۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع پہلی مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسجد منقش پتھروں اور

چاندی کے پتروں سے دوبارہ تعمیر کی گئی اور مسجد نبوی ﷺ کے تمام ستون منقش پتھروں سے بنوائے گئے جبکہ چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی گئی اور مسجد کے رقبہ میں بھی مزید اضافہ فرمایا گیا۔

تجارتی اصولوں کی پاسداری کرتے تھے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنوقیقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت بھی کرتے تھے اور بنوقیقاع کے لوگ زیادہ تر یہودی تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی تجارتی اصولوں کی مکمل پاسداری کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

دولت دین اسلام کے فروغ کے لئے وقف کر دی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ ہجرت کر آئے تو اپنا تمام مال جو کہ حبشہ میں بطورِ تجارت استعمال کرتے تھے وہ بھی ساتھ لے آئے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ آئے تو کاروبار کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام دولت دین اسلام کے فروغ اور تبلیغ کے لئے خرچ کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگی معرکوں میں خود تو پیش پیش رہتے ہی تھے مگر اپنی دولت کے ذریعے جنگی ساز وسامان اور دیگر ضروری اشیاء بھی خرید کر مجاہدین کی مدد کرتے تھے۔

اتباعِ سنت میں معمولی لباس زیب تن کیا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں قیمتی لباس بھی زیب تن کیا مگر پھر حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع اور سنت کے مطابق معمولی لباس پہننا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی محافل میں باقاعدگی سے شرکت کرتے اور

ان محافل میں عام مسلمانوں سے لے کر خواص یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی شریک ہوتے تھے اور آزاد کردہ غلام بھی ان محافل میں موجود ہوتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر میں اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر تھے اور آپ ﷺ ان سب کے ساتھ برابری کا سلوک رکھتے تھے۔

بیئر رومہ خریدنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا نام ''بیئر رومہ'' تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کرتا تھا۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے اس لئے ان کے لئے اس کنویں سے پانی خریدنا بہت دشوار تھا۔ آپ ﷺ نے اس کنویں کا تذکرہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو بھاری رقم کے عوض خرید کر اسے وقف کر دیا۔

منقول ہے کہ جب مسلمان مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر کے آئے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا کیونکہ مدینہ منورہ کا پانی کھاری تھا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جو ایک یہودی جس کا نام رومہ تھا اس کی ملکیت تھا۔ رومہ اس کنوئیں کا پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رومہ سے فرمایا کہ اگر تم اس کنوئیں کو جنت کے کنوئیں کے عوض فروخت کر دو تو تمہارے لئے یہ سودا مناسب ہو گا۔ رومہ نے عرض کیا میرے اہل وعیال کا گزر بسر اس کنوئیں کی آمدن سے ہوتا ہے لہٰذا میں یہ کنواں فروخت نہیں کروں گا۔ پھر

اس بات کا علم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب رومہ سے اس کنوئیں کو فروخت کرنے کے متعلق پوچھا تو اس نے کنوئیں کو فروخت کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار دینار نقد دے کر رومہ سے وہ کنواں خرید لیا۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مجھے بھی اس کنوئیں کے عوض جنتی کنواں ملے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! یہ تمہارے لئے بھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے وہ کنواں خرید لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ رہیں میں نے وہ کنواں مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

جنت کو مدینے میں سرکار نے جب بیچا
اس وقت خرید کی عثمان رضی اللہ عنہ نے جنت کی

O....O....O

تیسرا باب:

مدنی زندگی کے اہم واقعات

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال،

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضور نبی کریم ﷺ کے نائب، غزوات میں شمولیت،

حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال

O.....O.....O

عداوت اور کینہ ان سے جو بھی رکھتا ہے سینے میں
وہی بدبخت ہے ملعون ہے اور مردود شیطانی
ہم ان کی یاد کی دھومیں مچائیں گے قیامت تک
پڑے ہو جائیں جل کر خاک سب اعدائے عثمانی رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں انتہائی پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے مگر مشرکین مکہ کو حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یوں پرسکون زندگی بسر کرنا ایک آنکھ نہ بھایا چنانچہ یہی وجہ ہے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب مشرکین مکہ کی جنگی تیاریوں کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں مہاجرین اور انصار دونوں شامل تھے ان کا ایک لشکر تیار کیا اور پھر مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے مابین پہلا معرکہ بدر کے مقام پر پیش آیا۔

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں تین سو تیرہ مجاہدین جن میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میدان میں اترے۔ مشرکین کا لشکر ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان میں اترا۔ اسلامی لشکر کے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں تھے۔

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔

صحیحین کی روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور وہ جنگی ساز و سامان سے لیس تھے جبکہ اسلامی لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کی۔

”اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے مٹھی بھر مسلمانوں

کی مدد فرمائی اور ہمیں جنگ میں کامیابی اصل ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر جرأت وشجاعت کی بے مثال داستانیں رقم کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرماتے رہے جبکہ مشرکین مکہ حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے دشمن تھے۔ مشرکین جب بھی حضور نبی کریم ﷺ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے آپ رضی اللہ عنہ اپنی بے مثال جرأت سے انہیں پیچھے دھکیل دیتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس نازک موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لمحہ کی بھی غفلت نہ برتی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سائبان کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں مبارک ہو اللہ عزوجل نے جس مدد کا وعدہ کیا تھا وہ آن پہنچی ہے اور جبرائیل (علیہ السلام) اپنے گھوڑے کی باگیں تھامے میدانِ جنگ میں پہنچ گیا ہے۔"

غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کے طفیل مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ آل عمران میں غزوۂ بدر کے متعلق فرمایا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

"تمہارے سمجھنے کے لئے نشانی ہے ان دو مخالف گروہوں میں جو ایک دوسرے سے لڑے ان میں سے ایک وہ تھا جو اللہ کی

راہ میں لڑا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔"

غزوۂ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا ان میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مشرکین کے ستر آدمی جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر شہداء کو بدر میں سپردِ خاک کیا گیا اور مشرکین کے ستر آدمی جو جہنم واصل ہوئے تھے انہیں ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا۔

"کیا تم نے اللہ عزوجل کے وعدہ کو حق نہ پایا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے اس وعدے کو حق پایا جو اللہ عزوجل نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تم اپنے نبی کے سب سے برے رشتہ دار بنے اور تم نے میرا انکار کیا جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میری سرزمین سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے ساتھ جنگ کی جبکہ دوسروں نے میری مدد کی۔"

روایات میں آتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں شمولیت کی درخواست کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی بیمار زوجہ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں جنگ میں شرکت کا بھرپور ثواب ملے گا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور دخترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں کامیابی کے بعد جب مالِ غنیمت

تقسیم کیا تو اس مالِ غنیمت میں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی حصہ دیا جو اس بات کی گواہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اصحابِ بدر کے برابر ثواب ملا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ہمراہ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین میں مصروف تھے اس وقت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں فتح کا پیغام لے کر آئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی نورِ نظر حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر ملی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے حد غمگین ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ ختم ہونے پر انتہائی افسردہ تھے۔

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جن کے نام پر آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' مشہور ہوئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال چھ برس کی عمر میں ہوا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر چھ برس ہوئی تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماری جس سے وہ بیمار ہو گئے اور ۴ھ میں ان کا وصال ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند کو خود لحد میں اتارا۔

O.....O.....O

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح

خیالِ مرگ سے بے فائدہ انسان ڈرتا ہے
بغیر اِذن خالق کوئی جیتا ہے نہ مرتا ہے

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتیبہ سے ہوا تھا جو ابولہب کا بیٹا تھا اور پھر جب سورۂ لہب نازل ہوئی تو عتیبہ نے اپنے باپ کے کہنے پر آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی بھی نہ ہوئی تھی۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح ۳ھ میں ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین یعنی دو نوروں والے کے لقب سے مشہور ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ کرنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ

ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اور انہیں کہا اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور نبی کریم

ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا۔

''جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم ﷺ کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

نکاح حکم خداوندی کے مطابق ہوا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد روتے ہوئے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا خاندانِ رسالت ﷺ کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرتِ جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ آپ ﷺ اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان

غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہی مقرر فرمایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں ہی ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کوئی اولاد تولد نہ ہوئی۔ حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت اسماء اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن نے غسل دیا جبکہ نمازِ جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور لحد میں اتارا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تدفین کے بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھا تو فرمایا۔

''اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی جس کا میں نکاح کرتا تو یقیناً میں اس کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہی کرتا۔''

O.....O.....O

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب

ربیع الاول ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خبر ملی کہ نجد کے علاقے زوامر میں بنی ثعلبہ اور محارب کے مشرکین جمع ہیں اور وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس اطلاع کے ملتے ہی لشکر اسلامی کو تیار ہونے کا حکم دیا جس میں چار سو پچاس گھڑ سوار مجاہدین شامل تھے۔ آپ ﷺ نے اس معرکہ پر روانگی کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے ایک ماہ تک بنی ثعلبہ اور محارب کا محاصرہ کئے رکھا جس کے بعد وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

۴ھ میں حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ باغی یہودی قبائل اور مشرکین کے کچھ گروہوں کی سرکوبی کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پھر مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ کا انتظام اسی طرح چلایا جیسے آپ ﷺ چلایا کرتے تھے۔

O---O------O

غزوات میں شمولیت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چند ایک کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حصہ لیا اور ان غزوات میں مسلمانوں کی مالی معاونت بھی کی اور لشکر اسلام کی ضروریات کی تمام چیزیں بھی فراہم کیں۔ ذیل میں ان غزوات کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے شمولیت اختیار کی۔

غزوۂ احد:

غزوۂ بدر میں مشرکین کے جو لوگ جہنم واصل ہوئے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے ہجرت کی رات حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ غزوۂ بدر میں شکست کے بعد قریش کی راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں انہوں نے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ اکٹھا کرنا شروع کیا اور اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو کہ سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے مگر مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ سے ہی واپس لے گیا اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی جن میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تا کہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں روک سکیں۔ مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مجاہدین ان کے خیموں تک پہنچ گئے اور مشرکین نے اپنا ساز و سامان وہیں چھوڑ کر بھاگنے میں عافیت محسوس کی۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے جب مشرکین کو بھاگتے دیکھا تو مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ

مسلمان شہید ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں نے حضور نبی کریم ﷺ کا محاصرہ کر لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش وخروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا تھے انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور پھر ہندہ کے غلام حبشی کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔ آپ ﷺ شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

"اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان

والا ہے اور کون منافق ہے۔"

غزوۂ احد کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی غلط ہے یہ جنگ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہوئی کیونکہ اس جنگ میں دونوں فریقوں کا نقصان ہوا اور کوئی ایک فریق دوسرے پر حاوی نہ ہو سکا۔ مشرکین ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جاںنثاروں کے آگے بے بس نظر آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے جب غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے جنہوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرتے رہے۔

معاویہ بن مغیرہ کی سفارش کا فیصلہ:

شوال ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ حمرۃ الاسد پہنچے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اس معرکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حمرۃ الاسد پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے دو افراد کو گرفتار کیا جن میں ابوغزہ نامی ایک شاعر بھی تھا جسے غزوہ بدر میں قید کیا گیا اور اس شرط پر رہا کیا گیا وہ کبھی دوبارہ مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں آئے گا۔ ابوغزہ نے چونکہ وعدہ خلافی کی تھی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا جبکہ دوسرا شخص معاویہ بن مغیرہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن مغیرہ کی سفارش کی جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس شرط پر کہ وہ تین دن کے اندر اندر مدینہ منورہ چھوڑ دے گا اس کو امان دے دی۔ معاویہ بن مغیرہ نے اپنا قیام مدینہ منورہ میں تین دن سے زیادہ

کر لیا جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اسے قتل کروا دیا۔

غزوۂ خندق:

مدینہ منورہ اور اس کے گردونواح میں رہنے والے یہودیوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل عزت و وقار حاصل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ میں دین اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا تو ان یہودیوں نے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ نے معاہدے کر لئے جن کی رو سے وہ مشرکین مکہ کا ساتھ نہ دیں گے اور اگر انہیں کوئی خطرہ لاحق ہوگا تو مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ یہود ان معاہدوں کے باوجود دل میں بغض رکھتے تھے اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ یہودیوں نے مشرکین مکہ بالخصوص قریش کے ساتھ اپنے روابط بڑھانے شروع کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب یہودیوں کی ان سازشوں کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں کو مدینہ سے باہر نکال دیا۔

ذیقعدہ ۵ ھ کو دشمنانِ اسلام کا یہ گٹھ جوڑ چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر حملے کے لئے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہر کے گرد ایک خندق کی کھدوائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچہ کی شکل اختیار کر لی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ٹولیاں بنائیں اور خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی خندق کی کھدائی میں پیش پیش تھے۔

مشرکین کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیراندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا سفیر مقرر کرنا:

یکم ذیقعد ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا مشرکین مکہ کے عزائم

خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر لیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے بغیر طوافِ کعبہ نہ کرنے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر روانہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''ہم تمہیں بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لیں گے۔''

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ نے بطورِ سفیر مکہ مکرمہ بھیجا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ)

خوش نصیب ہیں وہ بیت اللہ شریف کی زیارت کر لیں گے جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہمیں یہ سعادت نصیب ہوتی ہے یا نہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات کا علم ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) ہر گز طواف نہیں کرے گا جب تک ہمیں مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں مل جائے گی۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں پتہ چلا تو حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی کہ جب تک ہم عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔ اس بیعت میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

"اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا

پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس
کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس
نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو
اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

معاہدہ حدیبیہ:

مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کر رہا تھا۔ سہیل بن عمرو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم باسم اللھم لکھ لو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھو۔ سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) لکھا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

آپ ﷺ کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں یہ نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) لکھ دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں اور محمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بھی ہوں۔

غزوۂ خیبر:

محرم الحرام ۷ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند و بالا قلعے بھی تعمیر کیے۔ غزوۂ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جانثاروں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا عہد کیا۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی مدد نہ کرنے کا فیصلہ:

رمضان المبارک ۸ھ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک بڑے اسلام لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور یہ وہی شہر تھا جہاں سے آپ ﷺ کو آٹھ برس قبل انتہائی ناساعد حالات میں ہجرت کرنا پڑی تھی اور یہ آپ ﷺ کا آبائی شہر تھا اور مکہ مکرمہ پر لشکر اسلام کی چڑھائی کی وجہ یہ ہوئی کہ مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی دو برس تک پابندی کی اور پھر انہوں نے بنی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے

حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کو نقصان پہنچایا۔ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

مشرکین مکہ نے اس وقت تک گھمنڈ میں یہ کہہ دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو ختم کرتے ہیں مگر بعد میں انہیں احساس ہوا کہ وہ غلطی پر ہیں۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے سردارانِ مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اس وقت مسلمانوں کی طاقت بہت زیادہ ہے اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر سردارانِ مکہ نے ان کی باتوں کو نظرانداز کر دیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے معاہدہ حدیبیہ کو بچانے کی کوشش میں مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا یہ حضور نبی کریم ﷺ کا بستر ہے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ

دیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

تاریخ اسلام کے سنہری دور کا آغاز:

جب حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کسی صحابی حتیٰ کہ اپنے رازدان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تمام تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ ہوتی رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

لشکر اسلام جب مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور

نبی کریم ﷺ کے لشکر میں شامل ہوئے۔

مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ اتنا عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تا کہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔

مشرکین مکہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور غسل کرنے کے بعد خانہ کعبہ میں آئے اور آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں موجود بتوں کو توڑنا شروع کیا اور اس موقع پر آپ ﷺ فرماتے تھے۔

"حق آ گیا باطل مٹ گیا بلاشبہ باطل مٹنے والا ہے۔"

یہ فرمانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے وہ اوندھے منہ گر پڑتا۔ پھر ایک بت جو بلند مقام پر نصب تھا اسے توڑنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے کندھوں پر

چڑھ کر اس بت کو توڑ دو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھا لو گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! تمام پردے ہٹ چکے اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بت توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور عرض کیا میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہو سکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔

حنین میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنے کا فیصلہ:

شوال ۸ ھ میں حنین کے مقام پر حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں دین اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف ابھار رہے تھے۔

ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا

ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات واملاک اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں زیادہ تر نومسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ اس کے علاوہ دو ہزار ایسے افراد بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے لیکن مالِ غنیمت کی لالچ میں ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو دیکھ کر نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا۔ اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہیں تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

> ”بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔“

بنو ہوازن جو تیر اندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکر اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نو مسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاںنثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان جاںنثاروں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کی ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کوئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا کہ کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد میں سے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس، حضرت سیّدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ باآوازِ بلند پکاریں کہ اے معشر انصار! اے بیعت رضوان کرنے والو چنانچہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے یونہی پکارا تو لوگ پلٹے اور جواب میں لبیک لبیک کہنا شروع کر دیا۔

غزوۂ تبوک:

رجب المرجب ۹ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے سفر کی تیاریاں شروع کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے چالیس ہزار درہم فراہم کئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار باپیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔

روایات میں آتا ہے ۹ھ میں غزوہ تبوک کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم

ﷺ کو اطلاع ملی کہ ملک شام کے رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ بھی تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہیے۔''

حضور نبی کریم ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

لشکر اسلام جب عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی مملکت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔

تبوک سے واپسی کے بعد جزیرۂ عرب کے دور دراز علاقوں سے بے شمار وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ نصر اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ

''پس اللہ کی مدد آن پہنچی اور فتح نصیب ہوئی اور تم نے دیکھ لیا
کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔''

غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کی مدد کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس سخاوت کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

''آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو کچھ کرے گا اس کو اس کچھ
نقصان نہ ہوگا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک تہائی لشکر کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لیا اور اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور دیگر سامانِ حرب کے علاوہ ایک ہزار دینار بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک سے قبل اپنا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام بھیج رہے تھے جس میں دو سو اونٹ شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دو سو اونٹ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار غزوۂ تبوک کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو دیکھتے اور دعا فرماتے تھے۔

''اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے
راضی ہو جا۔''

لشکرِ اسلام کی کفالت کا فیصلہ:

ایک روایت کے مطابق غزوۂ تبوک کے موقع پر کھانے پینے کی اشیاء کی قلت ہوگئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہیں چلے گئے اور جب کچھ دیر بعد لوٹ کر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سامانِ خورد ونوش سے بھرے ہوئے اونٹ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر اسلام کی کفالت کی۔

دیگر غزوات میں شمولیت:

مندرجہ بالا غزوات کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تقریباً ہر مہم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ شامل ہوتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کیا اور جس جس موقع پر لشکر اسلام کے لئے مالی ضرورت درپیش آئی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے اس ضرورت کو پورا کیا۔ ان غزوات میں غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ بنی قریظہ، غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ بن لحیان، غزوۂ ذی قرہ و دیگر غزوات شامل ہیں۔

بے دام ہی بک جائیں گے بازارِ نبی میں
اس طرح کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے

○...○...○

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال

نصیب دوستاں گر ان کے در پر موت آنی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کا ایک بندہ ایسا ہے جسے اللہ عزوجل نے اختیار دیا چاہے دنیاوی دولت حاصل کرے چاہے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کرے اور پھر اس نے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو رو پڑے اور جان گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا وقت آن پہنچا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں اس بندے سے مراد خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے احسان کئے اور وہ احسان مال کا بھی تھا اور صحبت کا بھی تھا اور اگر میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا اور اب خلت نہیں مگر اسلامی اخوت قائم ہے اور مسجد میں تمام دروازے بند کر دو ماسوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سورۂ نصر

نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم مت روؤ تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھ سے آن ملو گی۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو مسکرا دیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی یہ کیفیت دیکھی تو وجہ دریافت کی مگر وہ ٹال گئیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جب ایک مرتبہ پھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر سنائی جسے سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل وعیال میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی جسے سن کر میں ہنس پڑی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے وصال کے ڈر سے رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ ﷺ نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

"اے لوگو! لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر

رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا ولی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے بھلے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے خطا کاروں سے درگزر فرمائے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا ڈرانے والا ہو تاکہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ نے تمہارے اور میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتہٰی کی طرف

اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق
اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔ ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے سفید کپڑے میں سے۔ ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چارپائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔ ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔

روایات میں آتا ہے ۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ

ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیّدنا عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو

پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ان کی جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال کا وقت آن پہنچا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصال بہت قریب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو کاش ہمیں ہمارے انجام کی بھی کچھ خبر ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سدرۃ المنتہٰی، جنت الماویٰ، فردوسِ اعلیٰ، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب مبارک زندگی کی بشارت ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے اور یمنی لباس اور مصری سفید چادر سے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں بہترین جزا دے جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا چکو تو پھر مجھے میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک چارپائی پر رکھ دینا اور پھر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل درود و سلام پڑھے گا اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرشتے آئیں گے اور مجھ پر درود و سلام پڑھیں گے۔ اس کے بعد تم گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ تم لوگ رو کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو قبر میں کون اتارے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران حضرت عمر فاروق اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ

رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت خلط ملط ہو گئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں واپس آ جائیں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔"

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

"اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب یہ آیت مبارکہ سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔

روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ایسے ہچکیاں بھر رہے تھے جیسے گھڑا چھلک رہا ہو مگر اس حالت میں بھی وہ قول و فعل میں مضبوط اور استقلال دکھا رہے تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ پر جھکے، حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ کھولا اور پیشانی اور رخساروں کو بوسہ دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور بے ساختہ رونے لگے اور کہنے لگے۔

”میرے ماں باپ میرے بیوی بچے اور میری جان آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ زندگی اور وصال ہر حال میں راضی رہے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے جو آپ ﷺ سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کی وصال پر ختم نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ اوصاف عظیم کے مالک ہیں، گریہ سے بالا ہیں، آپ ﷺ کو وہ خصوصیات حاصل ہیں یہاں تک کہ اب آپ ﷺ پرسکون اور محفوظ ہو چکے ہیں اور ہم آپ ﷺ کے بارے میں برابر ہو گئے اگر وصال آپ

ﷺ کو پسند نہ ہوتا تو ہم آپ ﷺ کے غم کے لئے سب لوگ اپنی جانیں پیش کر دیتے اور اگر آپ ﷺ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ ﷺ پر پانی کے چشمے چلا دیتے اور جس کی ہم سکت نہیں رکھتے یعنی غم اور آپ ﷺ کی یاد تو ہمیشہ تازہ رہے گی۔ اے اللہ! ہماری بات آپ ﷺ تک پہنچا دے۔ یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمایئے گا۔ اے اللہ! اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا پیغام پہنچا دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدت غم سے نڈھال تھے مگر اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس بلند ہمتی کا مظاہرہ کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اللہ عزوجل کا فرمان سنایا وہ اس بات کی قوی دلیل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم، بلند ہمت اور مضبوط دل شخص اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی سلامتی بن کر آئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے ننھیال والے ہیں اور اسلام میں ہماری بھی جگہ ہے۔ قریش نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے ددھیال والے ہیں اور ہمارا اور آپ ﷺ کا خاندان ایک ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند فرمایا۔

"اے گروہ مسلمان! ہر قوم اپنے جنازہ کی بہ نسبت اپنے غیر

کے زیادہ مستحق ہے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ تم اگر داخل ہو گے تو جن کا حق ہے تم ان کو آپ ﷺ کے پاس سے ہٹاؤ گے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں داخل ہوگا ماسوائے اس کے جس کو بلایا جائے۔''

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود وسلام پڑھتے اور کسی نے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم مہاجرین وانصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرۂ مبارک میں آ سکے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا اور کہا۔

''اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو آپ ﷺ کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع کر دے۔ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور اس کے عوض ہم نے کوئی قیمت طلب نہ کی۔''

مہاجرین وانصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

سیرت ابن ہشام میں منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز وتکفین کا

معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شش و پنج میں مبتلا ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔

امت کی نجات کا ذریعہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حیرانگی کی بات نہیں میرا گزر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

''تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسا نہیں کیا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم سچ کہتے ہو اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر سکا اور اسی سوچ میں گم تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے وہ کلمہ

قبول کر لیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تو اور انہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی نجات کا ذریعہ ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کلمہ کون سا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غم:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کیفیت بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر اوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں رویا کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر اپنی کیفیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شدید رنج کی کیفیت طاری ہو گئی جبکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وسوسہ اور جنون کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا اثر مجھ پر بھی ہوا۔ میں مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔ مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سلام کی کچھ خبر نہ ہوئی اور انہوں نے اس کی شکایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کی اور فرمایا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایک عجیب بات نہ

بتاؤں کہ آج میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرا اور انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرا گزر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے دریافت فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"مجھے سعد (رضی اللہ عنہ) کے سلام کرنے کا کچھ علم نہیں۔ واللہ! میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر رہا تھا اور جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھ اور دل پر ایک پردہ پڑ جاتا ہے جس کے بعد مجھے اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔"

O......O......O

چوتھا باب:

خلافت صدیق اکبر و خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہم
اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت،

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں اہم امور پر مشورہ دینا،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت،

دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں اہم امور پر مشورہ دینا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

تو ابھی رہ گزر میں ہے، قید مقام سے گزر
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر
جس کا عمل ہے بے غرض، اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ منتخب ہونا:

حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین ابھی عمل میں نہ آئی تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا ایک اجتماع ہوا اور انصار کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ گفتگو کے دوران انصار نے مطالبہ کیا ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک تمہارا ہوگا۔ انصار کے اس مطالبہ کو قبول کرنے کا مطلب تھا اسلامی اخوت کو خود اپنے ہاتھوں ہی ختم کر دیا جائے اور اگر انصار کا مطالبہ مانتے ہوئے انہیں مسند خلافت پر فائز کر بھی دیا جاتا تو عرب کے دیگر قبائل بالخصوص قریش اس پر کبھی راضی نہ ہوتے اور وہ انصار کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے۔ اس کے علاوہ انصار کے بھی دو گروہ تھے بنی اوس اور بنی خزرج اور ان میں بھی اس موقف پر باہم اتفاق نہ پایا جاتا تھا لہٰذا یہ امر محال تھا کہ انصار میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جاتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرمایا یہ جائز نہیں مسلمانوں کے ایک وقت میں دو امیر ہوں اس طرح امور میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ اس سے فتنہ وفساد شروع

ہو جائے گا اور سنتیں ترک ہو جائیں گی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تجویز دی امراء مہاجرین جماعت میں سے ہوں گے اور وزراء انصار سے ہوں گے۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا تاریخی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

''ہم تمہارے فضائل ومناقب سے انکار نہیں کرتے مگر قریش اور عرب کے دوسرے تمام قبائل کبھی بھی تمہاری خلافت کو تسلیم نہ کریں گے اور ویسے بھی مہاجرین نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ان کا حضور نبی کریم ﷺ سے نسبی تعلق بھی ہے اور یہاں اس محفل میں عمر (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہے اور ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہیں تم ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو تاکہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور حضور نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تمام مخلوق آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر ٹوٹ پڑی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد انصار نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ آپ

رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس لوٹے اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کسی شخص نے کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔''

جب تمام لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر چکے اور آپ رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہارے کاموں پر تمہارا نگران بنایا گیا ہوں، میں تم میں سے ہوں اور تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں، جب میں کوئی اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر تم مجھ میں کوئی کوتاہی دیکھو تو تم مجھے راہِ راست پر آنے کی نصیحت کرنا، یاد رکھو راست گوئی امانت ہے اور تم میں سے ہر کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اسے حق نہ دلوا دوں اور ہر قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں، جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتے ہیں اللہ ان کو ذلیل کر دیتا ہے، جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ عزوجل اس قوم کو غرق کر دیتا ہے، میں جس کام میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تم فوراً میری اطاعت سے انکار کر دو۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر اس جگہ کھڑے ہو گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں اس لئے تم مجھ سے زیادہ صحت مند اور طاقتور آدمی کے سپرد یہ معاملہ کر دو۔''

لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اس لئے اس معاملے کے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار ہیں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بات سن کر فرمایا۔

''دیکھو اگر تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حق دار ہوں تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام مت لینا اور یہ یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصے کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین زمانہ جاہلیت سے ہی دوستی کا خوشگوار رشتہ تھا اور یہ رشتہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید پختہ ہو چلا گیا اور جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اسلام قبول کیا تھا چنانچہ جب تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتفاقِ رائے سے خلیفہ تسلیم کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی بلا تامل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔

ام المومنین رضی اللہ عنہن کے سفیر:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں اپنا سفیر بناتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس وراثت کے لئے بھیجنا چاہا مگر اس موقع پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

”میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔“

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں مجلس مشاورت کا حصہ تھے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ مجلس شوریٰ تو قائم نہ کی تھی مگر جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا آپ رضی اللہ عنہ ہر امور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے تھے اور ان سے مشاورت کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے تھے ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضٰی، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات

کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے اکابرین سے بھی مشورہ کرتے تھے اور ان کے مشوروں کو ترجیح دیتے اور ملکی معاملات انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت کے بعد ہی ترتیب دیئے جاتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا کام خبریں لکھنا تھا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خبریں لکھنے کا کام کیا کرتے تھے اور حالاتِ حاضرہ کے متعلق آگاہی رکھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تھے تو پھر جو بھی موجود ہوتا اسے خبریں لکھنے کا کام سونپا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو محکمہ مال کا انچارج مقرر کیا گیا تھا اور وہی مالِ غنیمت اور فتوحات کے ذریعے آنے والے مال کا حساب کتاب رکھتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب مقرر کیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکتوبات تحریر کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منصب قضاء پر فائز کیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قاضی القضاء تھے اور کسی بھی مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ہوتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ قاضی القضاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس عرصہ میں کوئی بھی مقدمہ نہ آیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کو عدل و انصاف کی فراہمی کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قاضی القضاء کے عہدے پر فائز کیا جبکہ ان کی معاونت کے لئے حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضٰی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا تاکہ لوگوں کو انصاف کی فراہمی بروقت ممکن ہو۔

لوگوں کو دینی وفقہی مسائل سے آگاہ کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک محکمہ قائم کیا جو لوگوں کی دینی وفقہی مسائل کی جانب رہنمائی کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضٰی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن ابی کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام اس محکمہ میں لوگوں کی دینی وفقہی خدمت کے لئے موجود تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشورہ کرنا:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں اختیار دیتا ہوں تم اپنے لئے خلیفہ چن لو۔ لوگوں نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی رائے میں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قدرے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔

"میرے نزدیک عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب سے بہتر کوئی نہیں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا

تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر عمر (رضی اللہ عنہ) کو جانتے ہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''جتنی میری معلومات ہیں عمر (رضی اللہ عنہ) کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے اور ہم میں اس وقت ان جیسا کوئی نہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیگر احباب سے مشورہ کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم تحریر کرو۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو خلیفہ نامزد کیا۔''

اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس طریقے سے بھی منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میری حالت دیکھ رہے ہو اور مجھے یقین ہے کہ میرا وصال ہو جائے گا اور اب اللہ عزوجل تمہیں میری بیعت سے آزاد کر رہا ہے اور اللہ عزوجل نے ایک مرتبہ پھر معاملہ تمہارے سپرد کر دیا ہے اور جو گرہ لگی ہوئی تھی وہ کھل گئی ہے تم جسے چاہو اپنا امیر مقرر کر لو اور اگر تم میری زندگی میں اپنا کوئی امیر مقرر کر لو گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم میرے بعد اختلافات کا شکار ہو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے غور کیا مگر وہ کچھ فیصلہ نہ

کر پائے اور وہ واپس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو اپنا مشورہ مانیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے کچھ مہلت دو تاکہ میں اللہ، اس کے دین اور اس کے بندوں کے متعلق کچھ غور کروں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا رائے ہے؟ وہ بولے آپ رضی اللہ عنہ انہیں مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا تم عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا کہتے ہو؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں جتنا جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم انہیں چھوڑ بھی دیتے تو میں تم سے کچھ ناراض نہ ہوتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر اور دیگر مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل گواہ ہے ہم انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہتر خیال کرتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خوش ہوتے ہیں یا غضبناک ہوتے ہیں اور ان جیسا کوئی قوی آدمی نہیں جو منصب خلافت کا حقدار ہو۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو پندرہ روز تک بیمار رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بخار کی شدت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے مگر جب بخار کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا۔ پھر جب اپنے وصال کا یقین ہو گیا تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کے مشورہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام بطورِ خلیفہ پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں عمر (رضی اللہ عنہ) کے خلیفہ

بننے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کا مزاج سخت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزاج کے سخت ہونے کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب کی باتیں سننے کے بعد فرمایا جب خلافت کا بوجھ ان کے کندھوں پر پڑے گا تو ان کی طبیعت خود بخود نرم ہو جائے گی۔ کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اب اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس وقت تم سب میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پروانہ تیار کریں۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ لکھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی مہر ثبت کی اور دعا کی اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ عنہ) کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''میں نے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا انتخاب کیا ہے تم اس کے احکامات پر عمل کرو اور اس کی اطاعت کرو۔''

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور انہیں امورِ خلافت سے متعلق کچھ نصیحتیں کیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت لکھا:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا حتمی فیصلہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا

جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کتابت کیا کرتے تھے اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کا پروانہ لکھیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں پروانہ خلافت یوں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما نے دنیا سے آخرت کی جانب جاتے ہوئے تحریر کروایا بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو تم پر خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کا حکم بجالاؤ اور اس کی اطاعت کرو اور اگر وہ عدل کریں اور میں ان کے بارے میں یہی رائے رکھتا ہوں اور اگر وہ بدل جائیں تو پھر تم وہی کرو جو تمہارا گمان ہو اور میں نے تو بھلائی کا ارادہ کیا اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا۔ تم لوگوں کو میرا اسلام ہو اور اللہ عزوجل کی رحمت تم پر نازل ہو۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب تحریر لکھ دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ تحریر کر لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے پڑھ کر سنایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پڑھ کر سنایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر بلند کی اور فرمایا مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری غشی میں میری جان چلی جاتی اور لوگ اختلاف کا شکار ہو جاتے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر لگائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے باہر جا کر لوگوں سے کہا مجھے جو نام لکھوایا گیا ہے کیا تم اس کی بیعت کرو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں! ہم اس کی بیعت کریں گے۔

ایک روایت میں ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے فرمایا بلاشبہ میں نے تم سے ایک عہد کیا اور کیا تم اس عہد پر راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم راضی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک منصب امارت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کیا جائے گا ہم راضی نہ ہوں گے اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کی ابتداء سات جمادی الثانی کو ہوئی۔ اس روز سوموار کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک رہا۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر امامت فرماتے رہے۔ بالآخر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں گریہ کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے زیادہ تیمارداری کی اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہ

کی خدمت میں رہے۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کا قیام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے والے مکان میں تھا جو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے وقف کیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے حسب وصیت دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اکثر روزہ سے ہوتی تھیں اور جس دن آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قسم دے کر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ بوقت غسل کہیں نقاہت نہ ہو جائے۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ میرا جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا جائے جس پر حضور نبی کریم ﷺ کا جنازہ اٹھایا گیا تھا۔ وہ چارپائی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ لکڑی کی چارپائی تھی اور کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر وہ چارپائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام نے چار ہزار درہم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی میراث میں خریدی اور عام مسلمانوں کی ملکیت قرار دے دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور قبر مبارک حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں کھودی گئی۔ قبر مبارک میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی لحد میں اترنا چاہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا۔

''بس کافی ہیں۔''

O......O......O

خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ مقرر ہونا:

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ دوراندیشی پر مبنی تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے ذریعے دین اسلام کو تقویت ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اندر چھپے جوہر کو پہچانتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کوئی مسلمانوں کی نمائندگی کا حق رکھتا ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کا حق یوں ادا کیا کہ مسلمانوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دین اسلام افریقہ، وسطی یورپ اور ایشیائی ممالک تک پہنچا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدل وانصاف کے وہ معیار قائم کیے جو آئندہ آنے والے کسی بھی حکمران کے لئے مشعل راہ بن گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

''صاحب فراست تین شخص ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کہ انہیں خلیفہ نامزد کیا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جنہوں نے اپنے والد حضرت شعیب

علیہ السلام سے کہا انہیں ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اہلیہ۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۴ جمادی الثانی ۱۳ھ کو منصب خلافت سنبھالا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً باون برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد منبر پر تشریف لائے اور ذیل کا خطبہ دیا۔

''اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں اگر مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں کبھی تمہارا حاکم بننا پسند نہ کرتا۔

اے لوگو! اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے لئے آزمائش بنایا ہے اور تمہیں میرے لئے آزمائش بنایا ہے۔ جو نیک کام کرے گا میں بھی اس کے ساتھ نیکی کروں گا اور جو برائی کا مرتکب ہوگا میں اس کو عبرتناک سزا دوں گا۔''

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا کی۔

''الٰہی! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے۔

الٰہی! میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دے۔

الٰہی! میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے۔''

جب لوگوں کے دلوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سختی کے متعلق شکوک پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ میری سختی اب کم ہو چکی ہے البتہ میں مسلمانوں پر کسی ظلم اور ظالم کا وجود برداشت نہیں

کروں گا۔ میں امن اور سلامتی اختیار کرنے والوں کے ساتھ نرم رہوں گا اور ظالموں کو حرفِ غلط کی مانند صفحہ ہستی سے مٹا کر دم لوں گا۔''

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے بعد فرمایا۔

''اما بعد! میں جانتا ہوں تم مجھے سخت دیکھتے ہو اور میری سختی کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک عرصہ گزارا ہے اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر کریم تھے اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ایک تلوار کی مانند تھا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میان میں رکھا اور مجھے جس امر سے منع کیا میں اس سے باز رہا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے کوچ کر گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال فرمایا اس وقت مجھ سے راضی تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور وہ رقیق القلب اور رحم کرنے والے تھے اور میں ان کا بھی خادم تھا اور میری سختی ان کی نرمی کے ساتھ مل جاتی تھی۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے کسی بات سے رکنے کا حکم دیتے تو میں اس سے رک

جاتا تھا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گئے اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ مجھ سے راضی تھے اور انہوں نے مجھے خلیفہ مقرر کیا۔ اب جبکہ میں خلیفہ بن چکا ہوں تو تم مجھے جانتے ہو اور تمہیں میرا بخوبی تجربہ ہے اور تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی بخوبی آگاہ ہو۔ میں کمزوروں کو ان کا حق دلوانے والا ہوں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور خود کو میری مدد پر آمادہ کرو اور اپنی جانوں کو میری سزا سے محفوظ رکھو اور مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تنبیہ کرو اور اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے جن امور کا نگہبان مقرر کیا ہے ان کے متعلق مجھے نصیحت کرنے سے کبھی خوفزدہ نہ ہونا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پروانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان پر تحریر کیا تھا چنانچہ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باقاعدہ منصب خلافت پر فائز ہوئے اور لوگوں نے ان کی بیعت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی بلاتامل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور انہیں خلیفہ تسلیم کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدینہ نہ چھوڑنے کا مشورہ دینا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبردست جنگی حکمت عملی کی بناء پر لشکر اسلام

کے ہاتھوں ایرانیوں کو زبردست شکست ہوئی اور مسلمان عراق کے بیشتر علاقوں پر قابض ہو گئے۔ اس دوران ایرانی تخت پر یزدگرد متمکن ہوا۔ یزدگرد کی حکمت عملی کی بناء پر ایرانیوں نے عراق کے ان مفتوحہ علاقوں میں جن پر اب اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی شرانگیزی شروع کر دی۔ یزدگرد کی اس منصوبہ بندی کی وجہ سے بے شمار مفتوحہ علاقے ایک مرتبہ ایرانی مملکت کے زیر تسلط چلے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب ان واقعات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر ایرانیوں کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور اس مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے پیمانے پر جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ خود لشکر اسلام کی قیادت کریں گے اور ایرانیوں کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ آئندہ شرانگیزی سے توبہ کر لیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب لشکر کی تیاری کے بعد خود مدینہ منورہ سے جانے لگے تو اس موقع پر حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو جہاد پر جانے سے روک دیا اور کہا آپ رضی اللہ عنہ چونکہ امیر المومنین ہیں لہٰذا دارالخلافہ کو چھوڑ کر جانا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہ ہوگا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کو چاہئے ایرانیوں کی سرکوبی کے لئے کسی قابل اور اہل شخص کو سالار مقرر فرمائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے ہوئے ان سے لشکر کے سالار کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کی نگاہ میں کسے لشکر کا امیر مقرر کیا جائے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سالار مقرر کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر اسلام کو لے کر حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں جو اس وقت عراق کے ایک سرحدی علاقے سیراف

میں آٹھ ہزار کے لشکر کے ہمراہ موجود تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نائب:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک میں رومیوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کرنے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس پہنچنے کا حکم دیا کہ وہ وہاں پہنچ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدد کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب لشکر اسلام کو لے کر بیت المقدس پہنچے تو عیسائیوں نے اتنی بڑی تعداد میں لشکر اسلام دیکھ کر ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کی درخواست کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ معاہدہ امن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہاں آ کر خود تحریر فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ساری صورتحال سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کر کے خود بیت المقدس روانہ ہوئے۔

دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں مجلس شوریٰ کے رکن:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو مجلس شوریٰ قائم کی گئی جس میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کیا گیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ مجلس شوریٰ کا کام تھا کہ وہ روزمرہ کے معمولی اور اہم نوعیت کے تمام معاملات کو نبٹائے۔ جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو مجلس شوریٰ کے ارکان اکابر مہاجر و انصار کا اجلاس طلب کرتے جس میں سب کی رائے معلوم کرنے کے بعد فیصلہ کیا جاتا۔

بیت المال کے قیام کا مشورہ دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوتے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے اور اگر کسی کو کچھ ضرورت نہ ہوتی تو چلے جاتے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے چند نمازیں پڑھائیں لیکن نماز کے بعد نہ بیٹھے۔ میں نے حضرت یرفاء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا کچھ معاملہ ہے؟ اس دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور ہم سب مل کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مالِ کثیر سامنے رکھا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت یرفاء رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ مال تم لے لو کیونکہ تم دونوں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ مالِ کثیر رکھتے ہو تم دونوں یہ مال آپس میں تقسیم کر لو اور جو بچ جائے وہ مجھے لوٹا دو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ مال اس وقت اللہ کے پاس نہیں تھا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کھال بھون کر کھاتے تھے۔ میں نے عرض کیا بے شک یہ مال تب بھی اللہ عزوجل کے پاس ہی تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور یہ مال اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتح کے بعد حاصل ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ کرتے جو آپ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے؟ میں نے عرض کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کو کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ میری بات سن کر آپ رضی اللہ عنہ اس درد کے ساتھ روئے کہ ان کی پسلیاں ایک دوسرے کے اوپر چڑھ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں معاملہ خلافت سے سراسر چھوٹ جاؤں اور نہ مجھے کچھ نفع ہو نہ خسارہ۔

بیت المال کا قیام ۱۵ھ میں ہوا۔ روایات میں آتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی طرح بیت المال کے قیام کا مشورہ دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے قیام کے بعد حضرت عبداللہ ابن ارقم رضی اللہ عنہ کو اس کا انچارج مقرر فرمایا کیونکہ وہ حساب کتاب کے ماہر تھے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رجسٹر اور عملہ کے مقرر کیے جانے میں مشورہ کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر سال آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مال جمع ہو تو اسے تقسیم کر دیا کیجئے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے تمام لوگوں کے لئے مالِ کثیر کی ضرورت ہو گی اور اگر لوگوں کا شمار نہ ہو گا تو کیسے پتہ چلے گا کس کو مال مل چکا ہے اور کس کو نہیں ملا؟ اس دوران حضرت ولید بن ہشام بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا امیر المومنین! میں نے شام میں بادشاہوں کو دیکھا تھا انہوں نے رجسٹر اور کارندے مقرر کر رکھے تھے جو تمام مال کا حساب و کتاب رکھتے تھے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہم کو بلوایا جو کہ قریش کے نسب سے واقفیت رکھتے تھے اور ان کو حکم دیا تم مراتب کے حساب سے ابتداء کرو چنانچہ ان حضرات نے بنی ہاشم سے ابتداء کی اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کا اندراج کیا اور اس کے بعد دیگر لوگوں کا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی تحریر کو پسند فرماتے ہوئے فرمایا۔

''میں بھی یہی چاہتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان عمر (رضی اللہ عنہ) سے اوپر ہو یہاں تک کہ تم مجھے اسی ترتیب پر رکھو جہاں

اللہ نے رکھا ہے۔''

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ صدقہ کے کچھ اونٹ بیت المال میں آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا تا کہ ان کے کوائف تیار کیے جائیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ خود دھوپ میں کھڑے ہو کر ان اونٹوں کے رنگ، عمر اور حلیہ لکھواتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صدقہ:

حضرت نافع بن الحارث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور جمعہ کے دن دارالندوہ میں داخل ہوئے اور ارادہ کیا کہ دارالندوہ سے مسجد الحرام کے جانے میں ذرا نزدیکی رہے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر گھر کی ایک کھونٹی پر ڈال دی۔ اس پر ایک کبوتر وہاں کے کبوتروں میں سے آ کر بیٹھا اس کو آپ رضی اللہ عنہ نے اڑا دیا اس پر ایک سانپ لپکا اور اس نے اسے مار ڈالا۔ آپ رضی اللہ عنہ نمازِ جمعہ سے فارغ ہوئے تو میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم دونوں میرے اوپر ایک ایسی شے کے بارے میں حکم لگاؤ جو میں نے آج کے دن کیا، میں اس گھر میں داخل ہوا اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ یہاں سے مجھے مسجد الحرام میں جانے میں نزدیکی رہے گی، میں نے اپنی چادر ایک کھونٹی پر ڈالی اور اس پر ایک کبوتر آن بیٹھا، مجھے ڈر ہوا کہیں یہ میری چادر پلید نہ کردے میں نے اسے اڑا دیا اور وہ ایک اور کھونٹی پر جا بیٹھا جہاں ایک سانپ نے اسے مار ڈالا' میں نے خیال کیا کہ میں

نے اسے ایک ایسی جگہ سے اڑایا جو اس کے لئے امان تھی چنانچہ اس کی موت واقع ہوئی۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"آپ رضی اللہ عنہ اس کے کفارہ میں دو دانتی بھوری بکری کے صدقہ کریں چنانچہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔"

دینی مسائل میں مباحثہ کرنا:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مابین دینی مسائل میں یوں بحث ہوتی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں میں کبھی صلح نہ ہوگی اور پھر جب دونوں حضرات مباحثہ سے علیحدہ ہوتے تو یوں دکھائی دیتا تھا کہ دونوں میں کبھی کوئی جھگڑا یا مباحثہ ہوا ہی نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے چھ نامزدگیاں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاؤ چنانچہ میں نے انہیں بلایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"تم جاؤ اور میرے بھائیوں کو بلا لاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کون سے بھائی؟ والد بزرگوار نے فرمایا۔

''عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن العوام، سعد
بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان حضرات کو بلانے چلے گئے اور والد بزرگوار میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ جب تمام حضرات اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں تم چھ حضرات کو لوگوں کا سردار اور ان کی قیادت کرنے
والا پاتا ہوں اور یہ خلافت تم حضرات میں چھوڑتا ہوں اور جب
تک تم میں استقامت رہے گی لوگوں کو بھی خلافت پر استقامت
حاصل رہے گی اور جب تم میں اختلاف ہو گا تو پھر لوگوں میں
بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے فرمایا۔

''تم تین دن تک لوگوں سے مشورہ کرنا اور خود میں سے ایک
شخص کو خلیفہ چن لینا۔ اس دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ
لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔''

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تم جا کر حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھے اس لئے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر لو۔''

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس آدمی کو جو اس خلافت کا والی ہوگا اسے معلوم ہونا چاہئے اس سے خلافت کو قریب اور جلد سب واپس لینے کا ارادہ کریں گے۔ میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا رہوں گا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اس کو آگے بڑھاتا تاکہ وہ میری گردن مار دیتا' یہ بات مجھے زیادہ پسند بہ نسبت اس کے کہ میں اس کا والی ہوتا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم انصار کے پچاس افراد کو لے کر ان اصحابِ شوریٰ کے ہمراہ رہنا اور مجھے قوی امید ہے یہ عنقریب کسی گھر پر جمع ہوں گے اور تم اس گھر کے دروازے پر رکے رہنا یہاں تک کہ تین دن گزر جائیں اور یہ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں اور اس دوران کسی کو کسی بھی صورت اس گھر کے اندر داخل نہ ہونے دینا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز ہفتہ ہوا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً تریسٹھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بیری کے پتوں میں ابلے ہوئے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جو حضور نبی کریم ﷺ کے منبر اور مزار کے درمیان ریاض الجنۃ میں ادا کی گئی جبکہ حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

''اللہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی قبر کو روشن کرے جنہوں نے تراویح کی نماز قائم کر کے مساجد کو مزید کر دیا۔''

O......O......O

پانچواں باب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا
منصب خلافت پر فائز ہونا

مجلس شوریٰ کا فیصلہ، خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا،
دورِ خلافت کے اہم فیصلے، نظامِ خلافت،
دورِ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور

O.......O.......O

تمہیں کو جامع قرآن کا حق نے دیا منصب
جمع قرآن کو کر کے کی عطا امت کو آسانی
خدا بھی، نبی بھی خود علی بھی ہیں اس سے ناراض
عدو ان کا اٹھائے گا قیامت میں پریشانی

مجلس شوریٰ کا فیصلہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب فیروز ابولولو نے والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر خنجر سے وار کئے اور آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو گمان گزرا شاید میرا قتل کسی مسلمان نے کیا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان کو اپنے قریب بٹھانے کے بعد ان سے پوچھا میری خواہش ہے میں جان لوں کیا مجھے قتل کرنے والا مسلمان ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو باہر نکلے تاکہ جان سکیں کیا قاتل کا تعلق مسلمانوں کی جماعت سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے باہر نکل کر دیکھا تو سب رو رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے واپس آ کر بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں بلکہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام فیروز ابولولو ہے۔ والد بزرگوار نے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا ان کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے لوگوں سے فرمایا تھا تم اپنے پاس عجمی کافر غلاموں کو نہ لاؤ لیکن تم لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد والد بزرگوار حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''تم جاؤ اور میرے بھائیوں کو بلا لاؤ۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کون سے بھائی؟ والد بزرگوار نے فرمایا۔

''عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن العوام، سعد بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان حضرات کو بلانے چلے گئے اور والد بزرگوار میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ جب تمام حضرات اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں تم چھ حضرات کو لوگوں کا سردار اور ان کی قیادت کرنے والا پاتا ہوں اور یہ خلافت تم حضرات میں چھوڑتا ہوں اور جب تک تم میں استقامت رہے گی لوگوں کو بھی خلافت پر استقامت حاصل رہے گی اور جب تم میں اختلاف ہو گا تو پھر لوگوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے فرمایا۔

''تم تین دن تک لوگوں سے مشورہ کرنا اور خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ چن لینا۔ اس دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر طبیب کو بلایا گیا جس نے والد بزرگوار کو دودھ پینے کے لئے دیا جو آپ رضی اللہ عنہ کے زخموں سے باہر نکل آیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر اس وقت میرے لئے ساری دنیا ہوتی تو آئندہ آنے والی وحشتوں سے بچنے کے لئے میں اسے صدقہ کر دیتا اور ایسا کہاں؟ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ میں نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب والد بزرگوار کی بات سنی تو فرمایا۔

''اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی اللہ عزوجل دین اسلام کو آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے مضبوط فرمائے اور جب مسلمان مکہ میں خوف میں مبتلا تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دین اسلام کو تقویت بخشی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت ہم مسلمانوں کے لئے فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ آپ رضی اللہ عنہ ہر غزوہ میں شامل رہے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا وزیر مقرر کیا اور ان کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے دین کا پرچم عرب سے نکال کر عجم میں بھی بلند کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے

بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنے دین کو وسعت عطا فرمائی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مرتبہ شہادت پر فائز کیا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام سنا تو فرمایا۔

"اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تم روزِ محشر میرے لئے گواہی دو گے؟"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بے شک۔ والد بزرگوار نے فرمایا۔

"سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہی ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر والد بزرگوار مجھ سے فرمایا میرا رخسار زمین سے ملا دو اور پھر انہوں نے اپنا رخسار اور داڑھی زمین پر ٹیک دی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تم جا کر حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھے اس لئے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر لو۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم ﷺ پر بے شمار درود و سلام۔

اما بعد! میں اپنے بعد منتخب ہونے والے کو خلیفہ مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے اور ان کی عزت اور بڑائی کا خیال رکھے اور انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ اور مہاجرین سے قبل اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا۔ میں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بھلوں کی باتیں مانیں اور ان میں لغزش کرنے والوں سے درگزر کریں اور میں اس کو یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اہل شہر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے اور یہ لوگ اسلام کے لئے حفاظتی دستہ اور مال کا ذخیرہ کرنے والے اور دشمنوں کے لئے باعث غیظ و غضب ہیں اور یہ کہ ان سے کچھ نہ لیا جائے مگر جو ان کے پاس زائد ہو اور وہ بھی ان کی رضامندی سے اور میں اعراب کے بارے میں بھلائی کرنے کی بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ یہی لوگ

عرب کی جڑ اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے مال سے ان
کے جانوروں کی زکوٰۃ لے کر انہیں کے فقراء پر تقسیم کر دے۔
اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان پر جو
ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں منتخب ہونے والے خلیفہ کو
وصیت کرتا ہوں لوگوں کے لئے جیسا ان سے معاہدہ ہے اس
کو پورا کرے اور جو دشمن ان کے پیچھے ہیں انہیں بھیج کر ان
سے جہاد کرے اور کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ ہرگز تکلیف
نہ دے۔"

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس آدمی کو جو اس خلافت کا والی ہوگا اسے معلوم ہونا چاہئے
اس سے خلافت کو قریب اور جلد سب واپس لینے کا ارادہ کریں
گے۔ میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا
رہوں گا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام
کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اس کو آگے بڑھاتا تاکہ وہ
میری گردن مار دیتا، یہ بات مجھے زیادہ پسند بہ نسبت اس کے
کہ میں اس کا والی ہوتا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم انصار کے پچاس افراد کو

لے کر ان اصحابِ شوریٰ کے ہمراہ رہنا اور مجھے قوی امید ہے یہ عنقریب کسی گھر پر جمع ہوں گے اور تم اس گھر کے دروازے پر رکے رہنا یہاں تک کہ تین دن گزر جائیں اور یہ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں اور اس دوران کسی کو کسی بھی صورت اس گھر کے اندر داخل نہ ہونے دینا۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد اصحابِ شوریٰ کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے اس کام کو تین کے حوالے کر دو چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا میں خود کو اس امر سے دستبردار کرتا ہوں۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک طرف لے گئے اور کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو ان کی اطاعت کریں

گے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان کو ایک طرف لے گئے اور کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا ان کی اطاعت کریں گے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے مشاورت کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں کتاب اللہ پر، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سیرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم پر۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا جتنی میری قوت ہوئی۔ میں نے یہی بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دہرائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوا۔

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشاورت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں پوچھا اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کروں تو پھر کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے فرمایا تم علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینا۔ پھر میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں پوچھا اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کی

بیعت نہ کروں تو کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے فرمایا تم عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینا۔ پھر میں نے یہی سوال حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کیا کہ اگر میں ان کی بیعت نہ کروں تو پھر کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کی یا پھر علی رضی اللہ عنہ کی۔ میں نے یہی سوال حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے کیا اور انہوں نے مجھ سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار ہیں۔ پھر میں نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مشورہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام لیا چنانچہ یہی وجہ ہے میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں سبقت کی، پھر سب نے اتفاقِ رائے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔

حضرت سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر سب سے پہلے بیعت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کی اور پھر ان کے بعد دیگر لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محرم الحرام ۲۴ھ میں مسند خلافت پر بیٹھے اور مجمع عام سے بیعت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً اڑسٹھ (۶۸) برس تھی۔

O.....O.....O

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد پہلی نماز جس میں لوگوں کی امامت فرمائی وہ نمازِ عصر تھی۔ نمازِ کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! سفر ابتداء میں انتہائی کٹھن اور دشوار ہوتا ہے اور آج کے دن کے بعد مزید دن بھی آئیں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو میں تمہیں اسی طریق پر خطبہ دوں گا اور میں فن خطابت سے آشنائی نہیں رکھتا مگر اللہ عزوجل کے فضل وکرم کا امیدوار ہوں کہ وہ مجھے علم وحلم کی نعمت عطا فرمائے گا۔

لوگو! تم دارالامان مدینہ منورہ میں حالت امن میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہو اور تمہاری عمر گزری جا رہی ہے اور ایک خاص رفتار کے ساتھ زندگی موت کی جانب بڑھ رہی ہے۔ انسان بھلائی کے کاموں میں سستی کا مظاہرہ کر رہا ہے حالانکہ وہ اپنے کل سے بے خبر ہے۔ دنیا کی زیب وزینت درحقیقت شیطان کا مکر ہے اور شیطان تمہارے پیچھے ہے اور تمہارے

نیک اعمال کے سوا کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ تم دنیا کی طلب سے خود کو مامون رکھو اور حرص و طمع کو باہر نکال پھینکو اور آخرت کے طلبگار بنو۔ تم اپنی زندگیاں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور فرامین کے مطابق بسر کرو۔ اگر تم قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرو گے تو یقیناً فلاح پاؤ گے۔ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے قرآن مجید میں فرمایا کہ لوگوں کو دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمائیں جو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے بارش برسائی، پھر اس کے ذریعے اس زمین کو آباد کیا اور پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور اللہ عزوجل قادر المطلق ہے۔ مال و اولاد سب دنیاوی زندگی کا ہی ایک حصہ ہیں جبکہ باقی رہنے والے صرف اعمالِ صالحہ ہیں اور اعمالِ صالحہ ہی اللہ عزوجل کے نزدیک بلحاظ ثواب اور جزاء کے عمدہ اور بہتر ہیں۔''

منبر رسول اللہ ﷺ

مسجد نبوی ﷺ میں منبر کے تین درجے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ منبر کے سب سے اوپر والے درجہ پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق خلیفہ تسلیم کیا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ منبر کے دوسرے درجہ پر بیٹھا کرتے تھے اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر

کے تیسرے درجہ پر بیٹھنا شروع کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیسرے درجہ پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منبر پر حضور نبی کریم ﷺ کے درجہ پر بیٹھنا شروع کیا۔ جب لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ”میں منبر کے دوسرے درجہ پر اس لئے نہیں بیٹھا کہ کہیں لوگ سمجھیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر ہوں اور منبر کے تیسرے درجہ پر اس لئے نہیں بیٹھا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے برابر ہوں اور میں منبر کے پہلے درجہ پر بیٹھا جس پر حضور نبی کریم ﷺ بیٹھا کرتے تھے اور یہ سب جانتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی برابری کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا میرے متعلق بھی یہ گمان نہیں ہوگا۔“

O.....O.....O

دورِ خلافت کے اہم فیصلے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محرم الحرام ۲۴ھ میں منصب خلافت کا عہدہ سنبھالا اور آپ رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عربوں کا سیاسی و معاشی افق بہت بدل چکا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہونے والی فتوحات سے بیشتر عرب معاشی اعتبار سے کمزور قوم تھے مگر اب ان کی معاشی حالت بدل چکی تھی۔ مسلمان افواج مصر، شام، عراق، ایران، کرمان، فلسطین اور دیگر کئی ممالک پر قبضہ کر چکی تھیں اور ان ممالک پر اب اسلامی حکومت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان ممالک میں فوجی چھاؤنیاں بھی قائم کر دی گئی تھیں اور جو لوگ ماتحت تھے ان سے جزیہ اور خراج کی وصولی بھی جاری تھی۔ عہدیداران، فوجیوں اور ماتحت عملہ کی تنخواہیں مقرر کی جا چکی تھیں اور ان کے علاوہ بڑی تعداد میں وظائف بھی عوام الناس میں تقسیم کیے جاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ہر آزاد بچہ، بوڑھا حتیٰ کہ ہر شخص سالانہ وظیفہ لے رہا تھا اور تجارت کا بھی وسیع میدان کھل چکا تھا۔ اہل عرب کے وہ لوگ جو تاجر تھے ان کی آمدنی میں بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا اور نسلی تعصبات جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دب چکے تھے اب خطرہ تھا کہ کہیں وہ پھر سر نہ اٹھانے لگیں کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک رعب و دبدبہ والے انسان تھے اور ان کے سامنے

کسی کو غلط بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔ اسلام کی اس بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھتے ہوئے منافقین جو بظاہر مسلمان تھے لیکن درپردہ ان کے افعال و کردار اسلام کے خلاف تھے سازشوں میں مصروف تھے اور انہی سازشوں کے نتیجے میں مذہب اسلام اپنے ایک عظیم قائد اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محروم ہو گیا تھا۔ منافقوں کی سازشیں آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی شر پھیلاتی رہیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو بے شمار مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد گورنروں، فوجی سالاروں، خراج وصول کرنے والے افسروں اور دیگر عہدیداروں کو مکتوب لکھے تاکہ ان پر حکومتی پالیسی واضح ہو۔

گورنروں کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مستقبل میں درپیش مسائل کو نظر میں رکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ تمام گورنروں کو مراسلے ارسال کئے اور انہیں اپنے منصب کے ساتھ انصاف کرنے اور دین اسلام کی ترقی و ترویج کی ہدایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ جس طرح دین اسلام کی ترقی کے خلاف منافقین نے سازش کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی سازشوں کا محاذ کھول لیں گے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بھی ممکنہ طور پر ان حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گورنروں کے نام ذیل کا مکتوب تحریر کیا۔

> ''میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے منصب کی اہمیت کے پیش نظر اپنی تمام توجہ دین اسلام کی ترقی کی جانب ملحوظ رکھو۔ تم لوگوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو اور اپنے فیصلے

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرو۔ عوام الناس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان پر محصولات کا زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ ذمیوں کے جو حقوق تم پر واجب ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو۔ ان کے حقوق پامال نہ ہونے دینا اور عدل وانصاف کی فراہمی تمہاری اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ اپنے دشمنوں پر نظر رکھنا اور جنگی قیدیوں کے ساتھ رواداری اور مروت برتنا۔ انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ جزیہ وصول کرنا اور اگر وہ جزیہ ادا نہ کر سکیں تو اپنے بہترین اخلاق سے انہیں متاثر کرنا اور لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا تا کہ وہ تمہاری اطاعت کو اپنا فرضِ اولین سمجھیں۔"

سرحدی کمانڈروں کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سرحدی کمانڈروں کے نام ذیل کا مکتوب لکھتے ہوئے فرمایا۔

"یاد رکھو تم مسلمانوں کے نگہبان اور محافظ ہو۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو ضابطہ اخلاق مقرر کیا تھا اس سے واقف ہو بلکہ اس ضابطہ اخلاق کو انہوں نے ہمارے مشورہ سے ہی لاگو کیا تھا پس یاد رکھو تمہاری کسی بدعنوانی کی شکایت نہیں آنی چاہئے اور اگر ایسا ہوا تو تم سے یہ منصب واپس لے لیا جائے گا اور تم سے بہتر کو اس منصب پر مقرر کیا جائے گا۔ مجھ پر بحیثیت خلیفہ کے جو ذمہ داریاں ہیں میں ان کو انشاء اللہ

ضرور پورا کروں گا۔"

خراج وصول کرنے والے افسروں کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد خراج وصول کرنے والے افسروں کے نام ذیل کا مکتوب لکھا۔

"اما بعد! اللہ عزوجل نے مخلوق کو حق اور انصاف کے ساتھ پیدا کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ صرف حق اور انصاف کو قبول کرتے ہیں پس جب تم خراج وصول کرو تو حق و انصاف کو ملحوظ رکھو اور جب تم دوسروں کے حقوق ادا کرو گے تو انصاف اور حق کے ساتھ ادا کرو اور میں تمہیں ایمانداری اور دیانتداری کی تلقین کرتا ہوں اور اللہ عزوجل تمہیں اس پر ثابت قدم رکھے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ سب سے پہلے تم ہی دیانتداری کا دامن چھوڑ دو اور اگلی نسلوں کے بددیانتی کرنے والوں کی فہرست میں تمہارا شمار ہو۔ امانت و دیانت کے ساتھ ضروری ہے کہ تم اپنے عہد و پیمان پر بھی قائم رہو اور کسی یتیم کا حق نہ مارو۔ تم کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرنا اور ایسا کرنے والے کا مواخذہ اللہ عزوجل کرنے والا ہے۔"

عوام الناس کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد دیگر صوبوں اور شہروں کے عوام کے نام ذیل کا مکتوب لکھا جسے ان علاقوں کے گورنروں نے خطبہ جمعہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔

''اما بعد! یاد رہے کہ آپ نے جو کامیابی اور سربلندی حاصل کی ہے وہ اقتداء اور اتباع کی مرہونِ منت ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر کہیں تم راہِ حق سے نہ بھٹک جاؤ اور میں اس کے آثار دیکھتا ہوں کہ تم نعمتوں سے خوب نفع اٹھاؤ گے اور لونڈیوں سے تمہاری اولاد بالغ ہو جائے گی اور بدوں عربوں اور غیر عربوں میں قرآن خوانی عام ہو جائے گی تو تم اقتداء اور اتباع کو چھوڑ کر اپنی رائے سے اجتہاد کرو گے اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے غیر عربوں کی سمجھ میں جب کوئی بات نہیں آتی تو وہ اجتہادِ رائے سے کام لیتے ہیں۔''

آپ رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تاریخی اہمیت:

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ اس وقت منصب خلافت پر فائز ہوئے جب مملکت اسلامیہ کی سرحدیں طول و عرض میں پھیل چکی تھیں اور مسلمان دنیا کے ایک بڑے حصہ پر حکمران تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہترین حکمت عملی کی بناء پر اور ان کی شخصیت کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے لوگ ان کی حکم عدولی سے خوفزدہ رہتے تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں نرمی کا عنصر زیادہ تھا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کا طرزِ حکومت چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جدا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان مکتوبات کے ذریعے اپنی حکومتی حکمت عملی کو واضح کیا اور یہ واضح کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی صورت عوام الناس کی فلاح و بہبود کے خلاف کوئی کام نہ ہونے دیں گے اور جو لوگ جزیہ یا خراج ادا کرتے ہیں ان کے حقوق بھی کسی صورت غصب نہ ہونے دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان مکتوبات نے آپ رضی اللہ عنہ کی حکومت

کی سمت واضح کر دی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ جو بھی کام کریں گے اس میں عوام کی فلاح و بہبود کو ملحوظ رکھیں گے اور کوئی بھی ایسا کام نہ کریں گے جس سے دوسروں کے حقوق غصب ہوتے ہوں۔

دورِ خلافت کے پہلے مقدمہ کا فیصلہ:

ہرمزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ ہرمزان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ میں رہنے کی درخواست بھی کی اور اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرما لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے فیروز ابولولو کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے پہلے ہرمزان کے پاس دیکھا گیا تھا اور جس خنجر سے اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ خنجر بھی ہرمزان کے پاس موجود تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس خنجر کو شناخت کیا اور بتایا انہوں نے یہ خنجر ہرمزان کے پاس دیکھا تھا نیز فیروز ابولولو بھی ہرمزان کے پاس موجود تھا اور ان کے ساتھ ایک عیسائی غلام جفینہ بھی تھا۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مشتعل ہو کر ہرمزان کو قتل کر دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خنجر مارتے دیکھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پکڑ لیا جبکہ ہرمزان زخموں کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا جو اس وقت عارضی طور پر مسند

خلافت پر متمکن تھے۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ نئے منتخب ہونے والے خلیفہ پر چھوڑ دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر بیٹھے اور تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پیش کیا گیا کہ انہوں نے نومسلم ہرمزان کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہرمزان کے قتل کا اعتراف کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے مشورہ دیا کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قصاص کے بدلے میں قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے ابھی کل ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہے اور آج ان کے بیٹے کا خون بہایا جائے یہ مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ کی تائید مجلس شوریٰ کے دیگر تمام ارکان نے بھی کی جس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں یہ نہیں کرسکتا کہ جس شخص کا باپ شہید کیا گیا ہو آج اس کو بھی قتل کروا دوں۔"

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے مال میں سے ہرمزان کی دیت کی رقم ادا کی اور دیت کی رقم باقاعدہ بیت المال میں جمع کروا دی۔

انتظامی امور میں تبدیلیوں کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ منصب خلافت پر اس وقت فائز ہوئے جب امت مسلمہ اپنے ایک عظیم رہنما حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محروم ہوئی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ میں اتفاق و اتحاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے انتظامی امور میں

کچھ تبدیلیاں نہ کیں مگر کچھ عرصہ بعد اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انتظامی امور میں چند اہم تبدیلیاں کیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے بصرہ کا گورنر بنایا تھا مگر بعد میں تبدیل کر کے انہیں کوفہ کا گورنر بنا دیا تھا مگر اب حالات کے پیش نظر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی اس سے قبل کوفہ کے گورنر رہ چکے تھے مگر اہل کوفہ کی شکایت پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ میں چند لوگوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی شکایات سننے کے بعد چند معتبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوفہ روانہ کیا تا کہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کریں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ پہنچے اور انہوں نے کوفہ کی مساجد میں ہر نمازی سے قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ ہر نمازی نے حلفاً کہا کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایماندار پایا ہے اور انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوفہ کے متعدد لوگوں کی رائے جانی اور ان سب کی رائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی تھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس منصب کے حقدار ہیں ماسوائے ایک شخص کے جس نے حضرت سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خلاف تین شکایات پیش کیں اور کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مالِ غنیمت تقسیم کرتے وقت انصاف سے کام نہیں لیتے اور لشکروں کے ساتھ خود جہاد میں شریک نہیں ہوتے اور نہ ہی مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت انصاف سے کام لیتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ان الزامات کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی۔

"اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر دراز فرما دے اور اس کی محتاجگی کو بھی دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا فرما دینا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کی شکایت پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

منقول ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعلق عرب سے نہ تھا اور نہ ہی وہ قریشی تھے اور نہ ہی مُضری اور عدنی بلکہ یمنی تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا حقیقی نام عبداللہ اور کنیت ابوموسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سنا تو یمن سے سفر کرتے ہوئے مکہ مکرمہ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی ملاقات میں ہی اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اپنے قبیلہ کے پچاس افراد کے ہمراہ مدینہ منورہ کے لئے عازمِ سفر ہوئے مگر چونکہ آپ رضی اللہ عنہ سمندر کے راستہ عازمِ سفر تھے اس لئے بادِ مخالف نے آپ رضی اللہ عنہ کو حبشہ پہنچا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ پہنچے اور پھر اس کے بعد تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اقصائے یمن کا عامل بنایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل بنایا اور نصیحت فرمائی کہ لوگوں پر سختی نہ کرنا اور ان

کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے معتمد خاص تھے اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔ پھر جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی گورنری سے معزول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ پھر جب اہل کوفہ کی شکایت پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا تو اہل کوفہ کی خواہش پر آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا مگر پھر کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ پھر بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ بصرہ کے ہی گورنر تھے اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اہل بصرہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایات کے انبار لگا دیئے جس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کے گورنر کے عہدہ سے ہٹا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ معزولی کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور یہیں پر گوشہ نشینی کی زندگی بسر کی اور ۴۴ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ جوان تھے اور مشکلات ومصائب کا سامنا کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے اور انہوں نے فتوحات کے معاملہ میں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی مصر کی گورنری سے معزول کرتے ہوئے ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

منقول ہے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش سے تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کی شاخ بنی سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی ذہین اور غیر معمولی فہم وفراست کے مالک اور عظیم فاتح تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کاوشوں اور بہادری کی وجہ سے ملک مصر فتح ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی آخری زمانہ میں یہ شکایت کی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مصر کے خراج میں کمی کر دی تھی اور یہی شکایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی تھی چنانچہ اسی لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملک مصر دو حصوں میں تقسیم تھا۔ ایک حصے کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے جبکہ دوسرے حصے کے گورنر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصر کو ایک مکمل ملک کا درجہ دیتے ہوئے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اگرچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا مگر کچھ ہی عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس عہدہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیت المال سے کچھ رقم بطورِ قرض لی تھی مگر وہ یہ قرض وقت پر ادا نہ کر سکے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جو کہ بیت المال کے خزانچی تھے انہوں نے اس رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے دونوں حضرات کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ

نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا مگر ۳۰ھ میں ان کی جگہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت کوفہ کے گورنر تھے اور بعد میں اپنا منصب چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلے گئے۔

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خراج وصول کرنے پر مامور کر رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی خراج وصول کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ۲۵ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اس وقت کوفہ کے اندر آذربائیجان کا علاقہ بھی شامل تھا۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے انہیں آپ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے اپنے انتخاب کو اپنی بہادری، اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور انتظامی امور پر اپنی گرفت سے درست ثابت کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گورنروں اور عاملین کی معطلی اور تقرری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق کیں کیونکہ ان گورنروں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ معطل کرنا چاہتے تھے لیکن زندگی نے انہیں اس کی مہلت نہ دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کے وسیع تر مفاد میں یہ فیصلے کیے تاکہ انتظامی امور کو چلانے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجے جانے والے خراج میں کمی کر دی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے انہیں اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا اونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ جواب دوسرے گورنروں کو بھی اس طرح کی حرکت پر ابھار سکتا تھا اور اس طرح صاف جواب کئی قسم کے شکوک وشبہات بھی پیدا کرتا تھا جس کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے اراکین سے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ انہیں معزول کر دیا جائے لیکن زندگی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مہلت نہ دی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا تھا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ پر برقرار رکھنا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے اور قریش کے ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جو تاریخ سے واقفیت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت ان کے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ، عہد صدیقی اور عہد فاروقی رضی اللہ عنہم میں تمام معرکوں میں اپنے بھائی کے ہمراہ شریک رہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سادگی پسند تھے اور ملک شام کا گورنر ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کے لباس میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زبردست فقیہہ بھی تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد دمشق کا گورنر مقرر کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی معاملہ فہمی اور اپنی قابلیت سے ثابت کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس عہدہ کے حقدار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ۱۲ سالہ دورِ خلافت میں اس عہدہ پر فائز رہے اور آپ

رضی اللہ عنہ کی ایمانداری اور خلوصِ نیت کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کو اس عہدہ سے معزول نہیں کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت واحد شخصیت ہے جو کسی ایک عہدہ پر مسلسل اتنے عرصہ تک فائز رہی حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وقتاً فوقتاً اپنے گورنروں کو تبدیل کرتے رہتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے گورنر تھے مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ملک شام کا گورنر مقرر کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والوں نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا رشتہ دار ہونے کی بناء پر اس منصب پر فائز کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے اعتراض کے جواب میں کہا تھا کہ اس عہدہ کے لئے انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا تھا اسی لئے وہ ان کے زمانہ میں اس منصب پر فائز رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں دیگر گورنروں کی طرح کبھی تبدیل یا عہدہ سے معزول نہیں کیا۔

فتوحات عہد عثمانی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس وقت مملکت اسلامیہ کی حدود لاکھوں مربع میل پر محیط تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شروع ہونے والی فتوحات کا دائرہ ملک عرب سے نکل افریقہ، یورپ اور وسطی ایشیاء تک پھیل چکا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گیارہ سالہ دورِ حکومت میں مملکت اسلامیہ بے حد وسیع ہو چکی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بھی کئی ممالک میں

اسلامی افواج برسر پیکار تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کئی علاقوں میں بغاوتیں بھی شروع ہوئیں اور کئی نئے علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد جاری مہمات پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بحری لشکر ترتیب دیا گیا اور یوں اسلامی افواج نے سمندر کے راستہ بھی کئی ممالک تک رسائی حاصل کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بحیرہ روم کے متعدد علاقے فتح ہوئے۔ شمالی افریقہ اور اس سے ملحقہ دیگر علاقے میں سلطنت اسلامی کا حصہ بنے۔ وسطی ایشیاء کی کئی ریاستیں سلطنت اسلامی کا حصہ بنیں اور روم اور ایران کے وہ علاقے جہاں بھی مسلمانوں کا تسلط قائم نہ ہوا تھا وہ علاقے بھی اب مملکت اسلامیہ میں شامل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی علاقوں میں بغاوتیں بھی ہوئیں جنہیں اسلامی افواج نے ان علاقوں پر دوبارہ حملہ کر کے ختم کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اندرونِ ملک رفاعی اور فلاحی کاموں کی جانب اپنی توجہ مبذول کی بلکہ مملکت اسلامیہ کے استحکام کے لئے ایک بہترین عسکری نظام بھی وضع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق چونکہ قریش کی شاخ بنی امیہ سے تھا اور بنی امیہ عسکری معاملات میں انتہائی زیرک تھے اور جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ قریش کی عسکری امور کی ذمہ داری بھی بنی امیہ کے سپرد تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا عسکری معاملات سے لگاؤ اسی بدولت تھا۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونے والی فتوحات اور بغاوتوں کا ذکر مختصراً بیان کیا جا رہا ہے۔

اسکندریہ کی بغاوت کچلنے کا فیصلہ:

اسکندریہ، ملک مصر کا ایک اہم ساحلی شہر ہے اور ۳۳۳ قبل مسیح میں اس

شہر کو سکندر اعظم نے آباد کیا تھا اور اسی کے نام پر اس شہر کا نام "اسکندریہ" رکھا گیا۔ سکندر اعظم کی موت کے بعد اس کا بیٹا ہرقوس تخت نشین ہوا اور پھر جب ہرقوس کی موت ہوئی تو اسکندریہ کا ریاستی ڈھانچہ اندرونی خلفشار کا شکار ہو گیا۔ پھر اسکندریہ پر لطالسہ نے ۳۰۵ قبل مسیح میں قبضہ کیا اور اس خاندان کی حکومت ۳۰ قبل مسیح تک رہی۔ پھر اسکندریہ پر رومیوں کا قبضہ ہو گیا اور عہد فاروقی رضی اللہ عنہ تک اسکندریہ پر رومی ہی قابض رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب بادشاہوں کی جانب دعوتِ اسلام کے مکتوب بھیجے تو ان میں مصر کا حاکم مقوقس بھی تھا اور مقوقس نے اگرچہ اس دعوتِ اسلام کے جواب میں اسلام تو قبول نہ کیا مگر اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی عزت اور عقیدت کی بناء پر بے شمار تحائف حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے قبول کر لیا۔

روایات میں آتا ہے شاہِ مصر مقوقس نے اگرچہ سارے مصر کے حوالہ سے صلح کی تھی لیکن قیصر روم ہرقل نے انکار کر دیا اور اس نے مقوقس کو لکھا۔

"اگر قبطیوں میں لشکر اسلام سے لڑنے کی ہمت نہ تھی تو وہ رومیوں کو کہتا ہم ایک بڑی فوج لشکر اسلام کے مقابلے کے لئے بھیج دیتے۔"

ہرقل نے مقوقس کی طرف سے صاف جواب کے بعد اسکندریہ میں اپنی فوج اکٹھی کی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اسکندریہ کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ ہرقل کی اس پیش قدمی کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کو لے کر اسکندریہ پہنچ گئے۔

لشکر اسلام کی قوت دیکھ کر ہرقل کی فوج قلعہ بند ہو گئی۔ لشکر اسلام نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے دوران کبھی کبھی رومی فوج کے کچھ سپاہی قلعے سے باہر آ کر لڑتے لیکن وہ لشکر اسلام کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا کر واپس بھاگ جاتے۔ اس دوران رومی فوج کا کافی جانی نقصان بھی ہوا بالآخر رومی فوج قلعے سے باہر نکل آئی اور زبردست لڑائی کے بعد لشکر اسلام کامیاب رہا اور رومی افواج کو ایک انتہائی ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب ایک تیز رفتار شتر سوار کو مدینہ منورہ روانہ کیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اسکندریہ کے طویل محاصرہ کی وجہ سے پریشان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جس وقت اسکندریہ کی فتح اور رومیوں کی ذلت آمیز شکست کے بارے میں پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت بطور شکرانہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ کیا۔

عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں اسکندریہ فتح ہوا اور رومی لشکر کا سالارِ اعلیٰ ہرقل اس معرکہ میں ذلیل و رسوا ہو کر میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایات پر انہیں عہدہ سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا نیا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چونکہ جنگی معاملات کا وسیع تجربہ تھا چنانچہ ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر میں موجود لشکر اسلام کا سالار مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسکندریہ میں بغاوت ہوئی اور رومیوں نے جزیہ دینے سے انکار کر دیا۔ ہرقل جو کہ

پہلے معرکہ میں میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا تھا اس نے ایک بڑا لشکر لے کر اسکندریہ کی جانب پیش قدمی کی اور اسکندریہ میں موجود رومیوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اس وقت اسکندریہ میں لشکر اسلام کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی اور انہیں ایسی کسی بغاوت کی توقع بھی نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس بغاوت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ فوراً اسکندریہ کی جانب پیش قدمی کریں اور اس بغاوت کو ہر حال میں ختم کریں۔ جس وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ اسکندریہ کی جانب پیش قدمی کی اس وقت ہرقل اور اس کے سپاہی اسکندریہ پر اپنا قبضہ جما چکے تھے اور لوٹ مار میں مصروف تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حکم ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کی بے خبری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا۔ رومیوں کو شدید جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے اور قلعہ بند ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور جب یہ محاصرہ شدید ہوا تو رومی لشکر ایک مرتبہ پھر قلعہ سے باہر آ گیا مگر زبردست معرکہ کے بعد انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ میں دین اسلام کا پرچم ایک مرتبہ پھر بلند کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اسکندریہ کے نواحی علاقوں کی جانب متوجہ ہوئے جہاں بغاوت سر اٹھا رہی تھی اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان تمام علاقوں میں موجود شر پسندوں کو بھی بغاوت ختم کرنے پر مجبور کر دیا۔

روایات میں آتا ہے اسکندریہ کی دوبارہ فتح کے بعد اہل شہر نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا ہم ذمی لوگ تھے اور ہماری حفاظت کی ذمہ داری لشکر اسلام کے سپرد تھی۔ رومیوں نے ہمارا مال و اسباب اور تمام قیمتی

اشیاء لوٹ لی ہیں ہمیں ہمارے اموال واپس دلائیں جائیں۔ اہل اسکندریہ کا یہ معاملہ جائز تھا اور دین اسلام کی تعلیمات میں ہے کہ ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اہل اسکندریہ کی اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے جو مالِ غنیمت رومی لشکر سے حاصل ہوا تھا وہ ان میں تقسیم کر دیا۔

ایرانی بغاوتوں کو کچلنے کا فیصلہ:

دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں ایران کا بیشتر علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے حضرت عبداللہ بن عامر کریز رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا جبکہ حضرت عبیداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کو خراسان کی گورنری سے تبدیل کر کے انہیں ایران کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جب حضرت عبیداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ ایران پہنچے تو ایرانیوں نے اصطخر اور جور کے مقامات پر بغاوت کر دی۔ باغیوں کی سرکوبی کے لئے حضرت عبیداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ نے اصطخر پر چڑھائی کر دی جہاں ایک خونریز معرکہ کے بعد لشکر اسلام کو شکست ہوئی اور حضرت عبیداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ جو اس وقت بصرہ کے گورنر تھے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی توجہ ایرانی بغاوتوں کی جانب مبذول کریں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے ہمراہ اصطخر پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے باغیوں کے خلاف اپنا لشکر یوں ترتیب دیا کہ میسرہ پر حضرت عقیل بن یسار رضی اللہ عنہ کو تعینات کیا جبکہ میمنہ پر حضرت ابوبریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو تعینات کیا جبکہ سواروں کا سالار حضرت حصین رضی اللہ عنہ

کو مقرر کیا اور لشکر کے مقدمہ پر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تعینات تھے۔

جب حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر اسلام میدانِ جنگ میں اترا تو ایک خونریز معرکہ کے بعد ان باغیوں کو شکست دے کر اصطخر پر قابض ہو گیا۔

اصطخر کی فتح کے بعد حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے دارابجرد کا رخ کیا اور وہاں کے لوگوں نے بھی بغاوت کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں پر بھی بغاوت کا سر کچلا اور پھر اپنے ایک سالار ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ہمراہ جور کی جانب بھیج دیا اور خود شیراز کی جانب پیش قدمی کی۔ شیراز کو فتح کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے جور کا رخ کیا اور ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے پہنچے۔ لشکر اسلام نے جور کا کئی دن تک محاصرہ کئے رکھا اور پھر ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس سے مسلمانوں کے لئے فتح آسان ہو گئی۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جور کے محاصر کے دوران ایک سپاہی کے پاس ایک تھیلا تھا جس میں روٹی اور گوشت موجود تھا۔ اس دوران ایک کتا آیا اور اس نے وہ روٹی اور گوشت کا تھیلا منہ میں ڈالا اور شہر کی جانب بھاگا۔ وہ سپاہی بھی اس کتے کے پیچھے بھاگا اور کتا ایک خفیہ راستہ سے شہر میں داخل ہوا جس سے اس سپاہی کو بھی اس خفیہ راستے کے متعلق پتہ چل گیا۔ وہ سپاہی، حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہر میں داخل ہونے کے اس خفیہ راستے کے متعلق بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے غیبی مدد جانا اور لشکر کو اس خفیہ راستے سے شہر کے اندر داخل کر دیا چنانچہ کچھ دیر کی لڑائی کے بعد لشکر اسلام نے جور فتح کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ پیش قدمی جاری رکھے ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ اصطخر کے لوگوں نے پھر بغاوت

کر دی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ ایک مرتبہ پھر اصطخر پہنچے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل اصطخر قلعہ بند ہو گئے۔ لشکر اسلام نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر اسلام نے قلعہ پر سنگ باری شروع کر دی اور شدید مقابلہ کے بعد اہل اصطخر کو بالآخر پسپا ہونا پڑا اور انہیں بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

فتوح البلدان میں منقول ہے کہ اس معرکہ میں اہل اصطخر کے چالیس ہزار لوگ مارے گئے۔

ایرانی بادشاہ یزدجرد اور اس کے امراء مدائن کی فتح کے بعد مختلف علاقوں میں پھیل چکے تھے اور انہی کی فتنہ انگیزیوں کی بناء پر وہ علاقے جو فتح ہو چکے تھے وہاں پر بغاوتوں کو سلسلہ شروع ہوا تھا۔ اصطخر کی بغاوت بھی انہی کی فتنہ انگیزیوں کا پیش خیمہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنی پیش قدمی سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وقتاً فوقتاً آگاہ کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایرانی بغاوتوں کے سلسلہ میں ہونے والی پیش رفت سے جب آگاہ کیا اور لکھا کہ ان بغاوتوں کو کچل دیا گیا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان علاقوں پر اپنے نگران مقرر کر کے خود واپس بصرہ لوٹ جائیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے ان علاقوں پر نگران مقرر کیے اور خود بصرہ کی جانب واپس لوٹ گئے۔

۳۰ھ میں حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم پر خراسان اور طبرستان پر دو مختلف راستوں سے چڑھائی کر دی۔ اس معرکہ میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن

عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم شامل تھے وہ بھی شریک تھے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ سے پہلے پیش قدمی کرتے ہوئے خراسان پہنچ گئے اور حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل ہی جرجان، خراسان اور طبرستان کو فتح کرلیا۔

خراسان کی بغاوتوں کو کچلنے کا فیصلہ:

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خراسان کے کئی علاقوں میں بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ جب ایران کی بغاوتیں ختم کرنے کے بعد بصرہ واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان بغاوتوں کو ختم کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو بصرہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود ایک لشکر کے ہمراہ خراسان کی جانب پیش قدمی شروع کی۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کئی شہروں کو فتح کیا اور وہاں کے حکمرانوں سے جزیہ لے کر صلح کر لی اور پھر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ جرجان پہنچ گئے۔

فتوح البلدان میں منقول ہے کہ اہل کرمان نے بھی چونکہ غداری کی تھی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ کو کرمان کی جانب ایک لشکر کے ہمراہ روانہ کیا جبکہ

حضرت ربیع بن زیاد الحارثی رضی اللہ عنہ کو سینانا کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا کیونکہ انہوں نے بھی علم بغاوت بلند کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو بھیجنے کے بعد خود ایک لشکر کے ہمراہ نیشاپور کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کی سربراہی حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ سب سے پہلے طین پہنچے اور یہ خراسان کا مضبوط قلعہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے طین کو فتح کیا اور پھر کوہستان کی جانب پیش قدمی کی۔ اہل کوہستان قلعہ بند ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر نے قلعہ پر سنگ باری شروع کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر اسلام نے چونکہ قلعہ کا چاروں جانب سے محاصرہ کر رکھا تھا چنانچہ جب اہل کوہستان کو فرار کا کوئی راستہ دکھائی نہ دیا تو انہوں نے بالآخر چھ لاکھ درہم سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔

لشکر اسلام کی پیش قدمی جاری رکھنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے اب تک کے ہونے والے تمام اقدامات اور فتوحات سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پیش قدمی جاری رکھنے کا حکم دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ خراسان کی فتح کے بعد حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے قبل نیشاپور پہنچے اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے قومس کی جانب پیش قدمی کی۔ قومس، طبرستان کے ساحل سمندر کا ایک شہر تھا۔ جب مقابلہ سخت ہوا تو حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے کہنے پر نمازِ خوف ادا کی اور اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو فتح عطا کی۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے حکم پر ایک شخص کے علاوہ باقی مردوں

کو قتل کر دیا گیا۔ پھر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے نامیہ کی جانب پیش قدمی کی اور نامیہ کو فتح کیا۔ اس دوران محمد بن الحکم رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام میں شامل تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ نامیہ کی فتح کے بعد حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ واپس کوفہ لوٹ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ جو اپنے لشکر کے ہمراہ نیشاپور پہنچے تھے وہاں آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی پیش قدمی کے بعد اردگرد کے کئی علاقے با آسانی فتح ہوتے چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان مفتوحہ علاقوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق اپنے نائب مقرر کئے اور اپنی پیش قدمی کو جاری رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کیا اور انہیں اردگرد کے مختلف علاقوں کی جانب روانہ کیا اور وہ تمام علاقے بھی کسی بڑے معرکہ کے بغیر ہی فتح ہو گئے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے نیشاپور کے کئی علاقے فتح کئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور قلعہ بند ہو گئے۔ لشکر اسلام کا یہ محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا۔

مؤرخین لکھتے ہیں نیشاپور کے چار حصے تھے اور ہر حصے کا ایک علیحدہ حاکم تھا۔ پھر ایک حصہ کے حاکم مرزبان نے حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اس یقین دہانی پر کہ اسے امان دی جائے گی اس نے رات کے وقت قلعہ کا ایک دروازہ کھول دیا۔ لشکر اسلام شہر میں داخل ہو گیا اور یوں نیشاپور کے دیگر حصوں کے حکمرانوں نے ایک معرکہ کے بعد دس لاکھ درہم سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔

نیشاپور کی فتح کے بعد حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن حازم السلمی رضی اللہ عنہ کو حمراندز کی جانب بھیجا اور اہل حمراندز نے تین لاکھ

درہم سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔

آذر بائیجان کی بغاوت کو کچلنے کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا تو حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ فرمان بھی جاری کیا کہ آذر بائیجان کا تمام علاقہ گورنر کوفہ کے ماتحت ہوگا۔ پھر کوفہ کی فوجی چھاؤنی سے آذر بائیجان میں فوجی سپہ سالار کو تعینات کیا گیا۔ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے آذر بائیجان میں لشکر اسلام کے سپہ سالار تھے انہیں بھی معطل کر دیا گیا۔

حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد آذر بائیجان میں لشکر اسلام کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے جاتے ہی آذر بائیجان میں بغاوت شروع ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی آرمینیہ کے مفتوحہ علاقوں میں بھی بغاوت شروع ہو گئی۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آذر بائیجان کی بغاوت کچلنے کا حکم دیا اور خود آرمینیہ کے ان مفتوحہ علاقوں کی جانب روانہ ہوئے تا کہ بغاوت ختم کر سکیں۔

آرمینیہ کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت دمشق کے گورنر تھے انہوں نے حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر کو آرمینیہ کے دیگر علاقوں کی جانب روانہ کیا۔

حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہروں کو فتح کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور رومیوں کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کرتے رہے۔ ہرقل کا بیٹا قسطنطین اس وقت

سلطنت روم کا بادشاہ تھا اور اس نے اسی ہزار رومیوں کا ایک بڑا لشکر حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے مشورہ طلب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں کسی دلیر سالار کی سربراہی میں دس ہزار مجاہدین کو حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مکتوب جب حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ملا اس وقت وہ موصل میں تھے اور آذربائیجان میں بغاوت کو ختم کرنے کے بعد کوفہ کی جانب واپس آرہے تھے۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آٹھ ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ آرمینیہ میں لشکر اسلام کا رومی افواج سے ایک زبردست مقابلہ ہوا جس کے بعد رومی فوج پسپا ہونے پر مجبور ہوگئی اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور آرمینیہ باقاعدہ اسلامی سلطنت میں شامل ہوگیا۔ اس دوران لشکر اسلام آرمینیہ سے ہوتا ہوا ایشیائے کوچک تک چلا گیا اور طبرستان سے ہوتے ہوئے بحر قزوین کے مشرقی کنارے جا پہنچے۔ اس دوران شمال کی جانب فتوحات کا سلسلہ بحر اسود تک جا پہنچا۔

بحیرہ خزر کے نواح میں طبرستان کو خاصی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ اس لشکر میں نوجوان مجاہدین بڑی تعداد میں موجود تھے۔ لشکر اسلام نے

مختصر سی جنگ کے بعد فتح حاصل کی اور سالانہ دو لاکھ درہم جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ اس معرکہ میں طبرستان، خراسان اور جرجان کے علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔

افریقہ کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حکم ملا کہ وہ افریقہ پر چڑھائی کریں۔ اگر افریقہ فتح ہو گیا تو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ انہیں انعام کی صورت میں ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت ملتے ہی دس ہزار سپاہ کے ہمراہ مصر سے نکل کر برقہ کی جانب پیش قدمی کی۔ برقہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دور میں جزیہ کی شرط پر صلح ہو چکی تھی لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد برقہ کے لوگوں نے بغاوت کر دی اور جزیہ کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جب برقہ پر دوبارہ چڑھائی کی تو ان لوگوں نے جزیہ کی ادائیگی کے لئے دوبارہ حامی بھر لی جس پر بغیر کسی جنگ کے برقہ پر دوبارہ لشکر اسلام کا کنٹرول ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے برقہ کے بعد طرابلس کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔ طرابلس یونانی افریقہ کے شمالی ساحلی علاقوں میں ایک مشہور شہر تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر عظیم حضرت

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کی سربراہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کر رہے تھے جو نہایت برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ رومیوں نے طرابلس سے باہر نکل کر مقابلہ کیا اور کچھ دنوں کی جنگ کے بعد شکست فاش سے دوچار ہوئے اور بھاری مالی و جانی نقصان اٹھانے کے بعد میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور طرابلس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام جس کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی رفتہ رفتہ آگے بڑھا اور تیونس، مراکش اور الجزائر کو فتح کرتا ہوا شمالی افریقہ کے ایک بہت بڑے حصے پر قابض ہو گیا۔ افریقہ پر اس وقت جرجیر کی حکومت تھی اور اس کی سلطنت طنجہ اور طرابلس کے درمیانی علاقوں کے درمیان سبیطلہ میں واقع تھی۔ جرجیر ہرقل کا ماتحت تھا۔ جب اس کو لشکر اسلام کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر عظیم لیا اور لشکر اسلام سے مقابلے کی غرض سے نکلا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جرجیر کو پیغام بھیجا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ ادا کرو۔ جرجیر نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت صرف بیس ہزار مجاہدین کا لشکر تھا اور دیگر مجاہدین کو آپ رضی اللہ عنہ نے طرابلس کی فتح کے بعد دیگر علاقوں کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مجاہدین کو صف بندی کا حکم دیا اور یوں جنگ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھجوائی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو واپس مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے ان کی سربراہی میں ایک

لشکر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجا جنہوں نے نہایت برق رفتاری سے سفر طے کیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب لشکر لے کر میدانِ جنگ میں پہنچے تو اس وقت گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ لشکر اسلام کی اس تازہ دم فوج نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جرجیر کو جب لشکر اسلام کے اس تازہ دم دستے کی اطلاع ملی اس نے اپنے سالاروں کی ایک میٹنگ طلب کر لی تاکہ جنگ میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔ اگلے روز صبح جب میدانِ جنگ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو جرجیر نے اعلان کروا دیا کہ جو بھی حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر اس کے پاس لائے گا وہ اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے گا اور اسے ایک لاکھ دینار انعام میں دیئے جائیں گے۔ جرجیر کی جانب سے اس اعلان کے بعد رومی سپاہیوں نے اپنی جان سے بے پرواہ ہو کر لشکر اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے جس سے لشکر اسلام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اعلان کروا دیں کہ جو کوئی جرجیر کا سر کاٹ کر ان کے پاس لائے گا وہ اسے ایک لاکھ درہم اور جرجیر کی بیٹی کی شادی اس سے کریں گے اور اسے اس ملک کا حاکم مقرر کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام میں اعلان کروا دیا کہ جو کوئی جرجیر کا سر کاٹ کر ان کے پاس لائے گا اسے وہ ایک لاکھ درہم انعام دیں گے اور جرجیر کی بیٹی کی شادی اس سے کر دی جائے گی اور ساتھ ہی اسے افریقہ کا حاکم بنا دیا جائے گا۔ لشکر اسلام میں اس اعلان کے بعد ایک نئی روح پیدا

ہو گئی اور انہوں نے بھی رومی لشکر پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے۔

رات کے وقت جب حسب معمول جنگ بند ہوئی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ ہم اپنے بہترین جنگجوؤں پر مشتمل ایک دستہ علیحدہ رکھیں کیونکہ رومیوں کا لشکر بہت بڑا ہے اور انہیں وقتاً فوقتاً تازہ امداد میسر آرہی ہے۔ جس وقت شام کو جنگ بند ہو اور رومی اپنے لشکر کی جانب واپس جانے لگیں تو ہمارا یہ تازہ دم دستہ رومی فوج پر حملہ آور ہوتا کہ جنگ کا فیصلہ بھی جلد از جلد ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تجویز کو پسند کیا اور تازم دم مجاہدین کا ایک لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی قیادت میں علیحدہ کر دیا تا کہ وہ شام کے وقت رومی فوج پر حملہ کر سکیں۔ صبح کے وقت نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد لشکر اسلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور جنگ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ دوپہر کے وقت جب دونوں لشکر تھکے ماندے واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر کے ہمراہ رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی سمجھے لشکر اسلام کی مدد کے لئے تازہ دم دستہ آن پہنچا جس سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

لشکر اسلام جو حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں واپس پلٹ رہا تھا اس نے بھی دوبارہ رومی فوج پر دھاوا بول دیا جس سے رومی فوج کو بے تحاشا جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ جرجیر جو کہ بھاگ کر اپنے خیمے کی طرف بڑھ رہا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تلوار کی زد میں آ گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کا سر قلم کر دیا۔ جرجیر کی لڑکی باپ کی چیخ سن کر خیمے سے باہر آئی

اور اپنے باپ کا سر قلم دیکھ کر دوبارہ خیمے میں واپس چلی گئی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جرجیر کی لڑکی کو گرفتار کر کے لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور انہیں یہ نہ بتایا کہ جرجیر کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جرجیر کی بیٹی سے پوچھا جو ابھی تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بے نیازی پر حیران تھی جو اتنی بڑی انعامی رقم، افریقہ کی حکومت اور اس سے شادی کو چھوڑ کر اس بات سے انکاری تھے کہ انہیں اس بات کا علم نہیں کہ جرجیر کو کس نے قتل کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر اس لڑکی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب اشارہ کیا کہ انہوں نے میرے باپ کو قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس بات کا اقرار کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ تم نے خود مجھے اس بات کا مشورہ دیا تھا اور اب تم خود ہی جرجیر کے قتل سے انکاری ہو گئے؟ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے کسی لالچ اور طمع کے بغیر جہاد میں حصہ لیا اس لئے میں اس انعام کو قبول نہیں کرتا۔ جرجیر کی لڑکی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اس کردار کو دیکھ کر حیران تھی۔

رومیوں کی پسپائی کے بعد لشکر اسلام شہر میں داخل ہوا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اسلامی پرچم شہر میں لہرایا۔ اس معرکہ میں بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے حصے میں آیا۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مال غنیمت کے پانچویں حصے کے ساتھ اور

افریقہ کی فتح کی خوشخبری کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ مروان بن الحکم کے ہاتھ پانچ لاکھ دینار میں فروخت کیا جو آپ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانچ لاکھ دینار کی یہ رقم اپنے پاس سے ادا کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس طرح مالِ غنیمت کو فروخت کرنے کے بارے میں بے شمار چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں کیونکہ اس سے پہلے کبھی مالِ غنیمت اس طرح فروخت نہیں کیا گیا تھا۔ جرجیر کے خاتمے کے بعد حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ مصر واپس لوٹ آئے۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے واپس آتے ہی قسطنطین جو کہ ہرقل کا بیٹا تھا چھ سو کشتیوں پر اپنی فوج کے ہمراہ اسکندریہ پر حملہ آور ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اسکندریہ پر قسطنطین کے حملہ کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ اسکندریہ پہنچے۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامی فوج کے ہمراہ اسکندریہ پہنچ گئے۔ نمازِ فجر کے بعد اسلامی فوج کی صف بندی کی گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد رومی فوج میدانِ جنگ سے فرار ہو گئی۔ لشکر اسلام نے تباہ حال رومی فوج کا قتل عام شروع کر دیا۔ قسطنطین زخمی ہونے کے بعد صقلیہ فرار ہو گیا وہاں اہل صقلیہ اس کی بزدلی سے نہایت برہم ہوئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو افریقہ کی فتح کے ساتھ پانچواں حصہ انعام کے طور پر دیا مگر دیگر اکابرین نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو دی گئی انعامی رقم واپس لے لی۔

فتح کابل اور ترکوں کو شکست:

کابل کا محاصرہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے کیا اور کئی روز کے شہر کے محاصرے کے بعد دشمن ہاتھیوں کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا۔ حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ نے بے مثال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی جس سے وہ چیختا ہوا واپس پلٹا اور باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا۔ لشکر اسلام نے تابڑ توڑ حملے جاری رکھے جس سے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی اور امان کی درخواست کی جسے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔

ایران میں لشکر اسلام کی فتوحات نے ترکوں پر ایک رعب طاری کر دیا اور وہ مسلمانوں کو ناقابل شکست تسلیم کرنے لگے۔ ترکوں کے دلوں میں یہ اعتقاد روز بروز زور پکڑنے لگا کہ مسلمانوں کو کوئی نہیں مار سکتا۔ ترکوں کی اس بدلتی ہوئی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ترک بادشاہ قارن نے اپنی فوج سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان بھی تمہاری طرح انسان ہیں اور تمہارے دل و دماغ پر ان کے متعلق غلط عقیدہ رواج پکڑ رہا ہے۔ اس خطاب کے بعد قارن نے چالیس ہزار ترکوں کا ایک لشکر تیار کیا اور خراسان کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔ حضرت قیس بن الہیثم رضی اللہ عنہ اس وقت خراسان کے حاکم تھے۔ انہوں نے اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ کو خراسان میں تعینات کیا اور خود حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ سے مدد لینے روانہ ہو گئے۔ ترک فوج نے خراسان پر یلغار کر دی اور حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ نے زبردست جنگی حکمت عملی کے ساتھ صرف چار

ہزار فوج سے چالیس ہزار کے لشکر کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ اس جنگ کے دوران ہزاروں ترک قتل ہوئے اور ہزاروں قید کر لئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ کی اس بے مثال جرأت پر انہیں خراسان کا گورنر بنا دیا گیا۔

فتوحات جرجان اور گیلان:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ترکی اور خزرجی قوموں نے آپس میں متحد ہو کر مسلمانوں پر زبردست حملہ کر دیا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد لشکر اسلام کے سالار حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے لشکر اسلام کی کمان سنبھال لی۔ پھر لشکر اسلام نے جنگی حکمت عملی کے تحت گیلان کے راستہ پسپائی اختیار کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور اس دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ایک لشکر لے کر ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے چنانچہ اسلامی فوج کا ایک لشکر گیلان اور جرجان کی جانب بڑھا جس میں حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے اور ایک خونریز لڑائی کے بعد جرجان اور گیلان پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر نے باب پر حملہ کر دیا اور گھمسان کی لڑائی کے بعد اسے فتح کر لیا۔

قبرص کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ بحری جنگ کے خلاف تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی جانوں کا ضیاع ہو اس لئے انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ عنہ سے قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت دی کہ وہ کسی بھی شخص کو لشکر میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کریں گے اور جو بھی اس لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ اپنی مرضی سے شامل ہو اور جو لشکر اسلام میں شامل ہو اس کی بھرپور مدد کی جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلا اسلامی بحری بیڑہ تیار کیا۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بحری جنگ کے ماہر مانے جاتے تھے لیکن وہ رومی بندرگاہ کے ساحل پر ابھی جہاز کا لنگر کھولنے میں مصروف تھے کہ ایک چھوٹی سی کشتی میں چند رومی فوجی آئے اور انہوں نے ان کو پہچاننے کے بعد انہیں شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ مصر سے ایک جنگی بحری بیڑہ لے کر قبرص کی جانب روانہ ہوئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب رومیوں کی شورش کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا مقابلہ کریں اور انہیں ایسی عبرتناک شکست دیں کہ وہ دوبارہ مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش نہ کر سکیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اسکندریہ پہنچیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں قیصر روم قسطنطین کو عبرتناک سبق سکھائیں۔ قیصر روم کو اس کی خبر ہوئی تو وہ

مقابلہ کے لئے نکلا۔

مؤرخین لکھتے ہیں شام سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر نکلے جبکہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ نکلے اور وہ امیر بحر تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق دونوں حضرات اسکندریہ پہنچے اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمیں خشکی کی بجائے سمندر میں جنگ کرنی چاہئے کیونکہ خشکی پر رومی افواج کی پوزیشن مضبوط ہو گی چنانچہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑے کو اسلحہ سے لیس کرنے کے بعد سمندر میں پھیلا دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے بعد اپنے لشکر کی صف بندی کی اور لشکر کو مناسب ہدایات دینے کے بعد قیصر روم کو پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہو تو لڑائی ساحل سمندر پر ہو اور اگر چاہو تو سمندر میں ہو۔ قیصر روم نے جواباً پیغام بھیجا کہ لڑائی سمندر پر ہو گی اور فیصلہ بھی سمندر پر ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ اپنے جہازوں کو رومی جہازوں کے ساتھ لگا دیں اور پھر باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا اور پھر گھمسان کی لڑائی ہوئی یہاں تک کہ سمندر کا پانی بھی خون سے سرخ ہو گیا۔ رومی افواج چونکہ جدید اسلحہ سے لیس تھیں اس لئے شروع میں ان کا غلبہ بھاری تھا مگر وہ مسلمانوں کے جذبہ کے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکیں اور پھر بالآخران کا حوصلہ جواب دے گا اور لشکر اسلام کے تابڑ توڑ حملوں نے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ جب رات ہوئی تو رومی بحری بیڑہ سسلی کی جانب فرار ہو گیا اور یوں اس پہلے بحری معرکہ میں فتح لشکر اسلام کا مقدر بنی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے پہلے بحری بیڑے کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہوں گی اور ان کی قبر قبرص میں بنے گی چنانچہ جب لشکر اسلام کا پہلا بحری بیڑہ قبرص پہنچا تو اس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں اور جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار ساحل پر اترنے لگیں تو ان کا گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑیں اور ان کا وصال ہو گیا ان کو قبرص کے ساحل میں ہی مدفون کیا گیا۔

قبرص کی فتح کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کو لے کر روڈس پر حملہ آور ہوئے۔ روڈس اس وقت دفاعی لحاظ سے ایک اہم جزیرہ تھا۔ لشکر اسلام اور اہل روڈس کے درمیان زبردست معرکہ ہوا جس کے بعد اہل روڈس نے شکست تسلیم کر لی۔ اس وقت روڈس میں تانبے کا ایک بہت بڑا مجسمہ تھا جس کی ایک ٹانگ جزیرہ کے ساحل پر اور دوسری ٹانگ جزیرہ کے نزدیک ایک ٹاپو پر تھی اور کوئی بھی بحری جہاز اس کی ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر جاتا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ لشکر اسلام کے ان پہلے بحری بیڑے نے اپنی فتوحات کا آغاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں شروع کیا۔ لشکر اسلام نے اپنی کم بحری تعداد کے باوجود اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور بحیرہ روم میں رومی افواج کے بحری طلسم کو توڑ کر رکھ دیا اور رومی افواج کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کرنا شروع کر دیا۔ لشکر اسلام کے بحری معرکوں میں بہترین جنگی حکمت عملی کے سبب رومی افواج اپنے ہی علاقوں میں بے بس ہو کر رہ گئیں۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہوا قیصر روم قسطنطین اپنے لشکر کے ہمراہ سسلی کی جانب فرار ہو گیا تھا اور سسلی کے لوگ قیصر روم کے ماتحت تھے۔ سسلی کے لوگوں کو جب علم ہوا کہ قیصر روم ایک عبرتناک شکست کے بعد فرار ہو کر ان کے پاس پہنچا ہے تو انہوں نے غصہ میں آ کر قیصر روم کو اس وقت قتل کر دیا جبکہ وہ ایک حمام میں موجود تھا۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو
آہ! کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

O___O___O

نظامِ خلافت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ مقرر ہوئے جب مملکت اسلامیہ اپنے ایک عظیم قائد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے غم سے دوچار تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کا زمانہ بکثرت فتوحات کی بناء پر تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دین اسلام افریقہ اور یورپ تک پہنچ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد انتظامی امور میں کئی تبدیلیاں کیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اپنی فکری سوچ تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فکری سوچ اور اپنے رفقاء کی مشاورت سے ایسے اہم فیصلے کئے جو مملکت اسلامیہ کی بہتری اور ترقی کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوئے اور تاریخ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ان فیصلوں کو سراہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامیہ کی ترقی اور عوام الناس کی خوشحالی کے لئے جو اقدامات کئے وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت بارہ برسوں پر محیط ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ہند کی سرحدوں تک بھی پہنچے اور قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کا خاتمہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت بارہ برسوں پر محیط ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بے شمار فتوحات ہوئیں

اور کئی علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے اور کئی ایسے علاقے جو پہلے سے مفتوحہ تھے مگر ان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بغاوتیں شروع ہوئیں ان علاقوں میں بھی امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محکمہ فوج کو مزید فنڈز کی فراہمی یقینی بنائی اور فوج میں نئی بھرتیاں کی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہلا بحری بیڑہ تیار ہوا جس نے اپنی جرأت اور بہادری کی بدولت سمندروں پر بھی اپنا رعب و دبدبہ قائم کیا۔

فتوحات کا اجمالی جائزہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو فتوحات ہوئی ہیں اور جن بغاوتوں کو کچلا گیا ان کے متعلق مختصراً گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہونے والی فتوحات کا اجمالی جائزہ بیان کیا جا رہا ہے۔

۲۴ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رے اور آرمینیہ میں شورشیں برپا ہوئیں اور یہاں پر بغاوتوں نے سر اٹھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بروقت فیصلوں اور آپ رضی اللہ عنہ کے سالاروں کی جرأت کی بناء پر ان بغاوتوں کو ختم کیا گیا اور ان علاقوں پر ایک مرتبہ پھر پرچم اسلام لہرایا۔ اس کے علاوہ اس برس روم کے کئی مزید علاقے بھی مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔

۲۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں افریقہ پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور افریقہ کے کئی علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔

۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پہلا اسلامی بحری بیڑہ تشکیل دیا گیا جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں قبرص پر حملہ

کیا اور قبرص کی فتح میں ایک بڑا کردار حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کا تھا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق قبرص ۲۸ھ میں فتح ہوا تھا۔

۲۷ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں افریقہ کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور کئی مزید ممالک جن میں اندلس اور قسطنطنیہ بھی شامل تھے وہ مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے اور ۲۷ھ میں ہی جرجان اور دارِ بجرد بھی مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے اور اسی برس ہسپانیہ بھی مملکت اسلامیہ کا حصہ بنا۔

۲۸ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کئی اہم فیصلے کرتے ہوئے جن علاقوں پر اسلامی حکومت تھی ان علاقوں پر مملکت اسلامیہ کی گرفت مضبوط کرنے کے لئے اقدامات کئے اور وہ علاقے جہاں بغاوتیں سر اٹھا رہی تھیں ان علاقوں میں بغاوتوں کا قلع قمع کیا گیا۔

۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکران مملکت اسلامیہ کا حصہ بنا اور اس کے علاوہ دیگر کئی علاقے بھی مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔

۳۰ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اقدامات اور فیصلوں کی بناء پر لشکر اسلام نے طبرستان، نیشاپور، جور، خراسان اور ایران کے کئی شہر جن میں طوس، سرخس اور مرو شامل تھے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے اور ان سب کے علاوہ کئی دیگر بغاوتیں جو سر اٹھا رہی تھیں ان کا خاتمہ کیا گیا۔

۳۱ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ملک شام کے تمام علاقوں پر مملکت اسلامیہ کا کنٹرول ہو گیا اور اسی برس سے رومیوں سے کئی بڑے معرکے ہوئے اور ان معرکوں کی تفصیل اگرچہ طویل ہے مگر مختصراً یہ کہ ان معرکوں

میں بھی فتح مسلمانوں کا مقدر بنی اور اسی برس خراسان کے کئی اور علاقے بھی مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے۔

۳۲ھ میں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور فاریاب، جوزجان اور طخارستان کے علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے جبکہ بلخ اور ہرات بھی اسی برس فتح ہوئے اور یوں پورے خراسان پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

۳۳ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں افریقہ کے کچھ علاقوں میں بغاوتوں نے سر اٹھایا جنہیں آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے کچلا۔ اس کے علاوہ کئی مزید علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے جبکہ ۳۴ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں صواری کا معرکہ پیش آیا۔

نئے صوبوں کے قیام کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملک شام کو تین صوبوں میں تقسیم کو ختم کر کے ملک شام کو ایک صوبہ قرار دے دیا تاکہ انتظامی طور پر مثبت نتائج برآمد ہوں۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آرمینیہ، طبرستان، قبرص اور طرابلس فتح ہوئے تو انہیں بھی علیحدہ علیحدہ صوبوں کا درجہ دیا گیا۔

خراج میں اضافہ کے لئے اقدامات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملکی آمدنی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رائج نظام میں بہتری پیدا کی جس کی بدولت مصر کا سالانہ خراج جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ

خلافت میں بیس لاکھ دینار تھا وہ چالیس لاکھ دینار تک پہنچ گیا اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی بھرپور انتظامی صلاحیتوں کا مظہر تھا۔

مالِ غنیمت میں اضافہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور بے شمار مالِ غنیمت بیت المال میں جمع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے کئی لوگوں کے وظائف مقرر کیے اور جن لوگوں کے پہلے سے وظائف مقرر تھے ان میں اضافہ کیا تاکہ لوگ خوشحال ہو سکیں۔ بیت المال سے وظائف کی ادائیگی کے علاوہ محتاجوں کو اشیائے ضروریہ بھی دی جاتی تھیں اور شہد، کپڑا اور گھی وغیرہ تقسیم کیے جاتے تھے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منادی کرتے دیکھا وہ اعلان کر رہے تھے۔

''اے لوگو! صبح اپنے اپنے وظائف لینے آؤ۔''

پس لوگ آئے اور اپنے وظائف لے کر جانے لگے اور پھر شام کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ منادی کرتے۔

''اے لوگو! آؤ اور اپنے روزینے لیتے جاؤ۔''

چنانچہ لوگ جوق در جوق آتے اور روزینے لے کر جاتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہونے والی فتوحات اور مال کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی مال و دولت کی فراوانی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ دل کھول کر لوگوں میں عطیات اور مال تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ مملکت اسلامیہ میں کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جس کے پاس مال موجود نہ ہو اور مال کی فراوانی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مدینہ

منورہ میں ایک ایک گھوڑا ایک ایک لاکھ درہم میں فروخت ہوتا تھا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا اگر چہ بعض لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کیا کرتے تھے مگر میں نے دیکھا کہ لوگوں میں روزانہ مال اور رزق تقسیم کیا جاتا تھا۔

عوامی فلاح و بہبود کے کام:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے عوام سے رابطہ مہم شروع کی تا کہ لوگوں سے ملکی معاملات اور نظم و نسق کے بارے میں ان کے رویوں سے آگاہی حاصل کی جائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مال کی کثرت کی وجہ سے رفاہ عامہ کے کئی کام بھی کئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کی بدولت مملکت اسلامیہ ایک مثالی ریاست بن گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رفاہ عامہ کے لئے جو محکمے قائم کئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان محکموں کو ترقی دی اور ان کے فنڈز میں بھی بے پناہ اضافہ کیا تا کہ عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹیں پیش نہ آئیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ نمازِ جمعہ کے خطبہ کے لئے جب منبر پر تشریف لاتے تو خطبہ کے آغاز سے پہلے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں ان علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے اور اگر ان کے کوئی مسائل ہوتے تو متعلقہ گورنروں کو ان علاقوں کے مسائل حل کرنے کا حکم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے پاس آئے ہوئے سائلوں کی بات نہایت توجہ اور غور سے سنتے۔ اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کروا رکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو حاکم سے کوئی

شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر آئے اور اس شکایت کو ان تک پہنچائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام گورنروں کو یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ عوام الناس کی شکایات سنیں اور ان کے مسائل کے حل کی طرف فوری توجہ کریں تاکہ عوام الناس کا حکمرانوں پر اعتماد بحال رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی سخاوت اور مروت کی وجہ سے قریش و انصار دونوں میں یکساں مقبول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں لوگوں کی ضروریاتِ زندگی کا بھرپور خیال رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آمدنی میں اضافہ ہوا اور اشیائے خوردونوش میں خوب فراوانی آئی جس کی وجہ سے لوگ خوشحال ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "تاریخ الخلفاء" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں میں اس قدر مال تقسیم کیا گیا کہ ہر شخص کے حصہ میں ایک ہزار تھیلی آئی اور ہر تھیلی میں چار ہزار اوقیہ تھا یعنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم ہر شخص کے حصہ میں آئے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عبادت کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، مسافروں اور مساکین کے لئے دسترخوان بچھایا کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے کئی مقامات پر پانی کے نئے کنوئیں کھودے گئے تاکہ عوام کو پینے کا پانی باآسانی دستیاب ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زرعی اراضی کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بچھائے گئے نہری نظام میں نہ صرف توسیع کی بلکہ کئی مزید نہریں بھی کھدوائیں تاکہ زرعی زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے پانی میں کمی واقعہ نہ ہو۔ اس

کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی ایسے کنوئیں جو لوگوں کی ملکیت تھے انہیں بھی ذاتی مال سے خرید کر عوام الناس کے لئے وقف کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حجاج کرام اور دیگر مسافروں کے لئے مختلف مقامات پر سرائے بھی تعمیر کروائیں اور ان سراؤں میں مسافروں کی ہر قسم کی سہولت کے لئے انتظامات بھی کروائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیگر علاقوں سے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ آنے والے راستوں پر مختلف پولیس چوکیاں بھی قائم کروائیں تاکہ مسافروں کی شکایات کا بروقت ازالہ ممکن ہو۔ ان اقدامات کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مدینہ منورہ چونکہ دارالخلافہ تھا اور لوگوں کی آمدورفت مدینہ منورہ میں بہت زیادہ تھی جبکہ مکہ مکرمہ میں لوگوں کی آمدورفت کی وجہ عمرہ اور حج کی وجہ سے بہت زیادہ تھی چنانچہ جو لوگ ان شہروں کی جانب عازم سفر ہوتے تھے ان کی سہولت اور ان کے آرام کا خصوصی خیال رکھا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کروائے گئے تھے جن میں مسافروں کے قیام اور کھانے پینے کا خصوصی خیال رکھا جاتا تھا چنانچہ اس کام میں بھی بہتری لاتے ہوئے مزید شہروں میں مہمان خانے تعمیر کروائے گئے اور مہمانوں اور مسافروں کی سہولتوں کے پیش نظر کئی ایسے اقدامات کئے گئے جن کی بدولت مہمانوں اور مسافروں کو کسی بھی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تعمیرات کی جانب کافی توجہ دی گئی اور اس سلسلہ میں بے شمار سڑکیں، مہمان خانے، مساجد اور پل تعمیر کئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ عرفات میں پانی کے حوض بنوائے اور بہت سی نئی نہروں کی کھدوائی بھی کروائی۔ کوفہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔ مدینہ منورہ

میں آنے والے تاجروں اور مسافروں کی سہولت کے لئے ایک بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی دونوں وادیوں پر بند بھی تعمیر کروائے کیونکہ بارشوں کے دنوں میں عموماً مدینہ منورہ میں سیلاب آ جاتا تھا اور لوگوں کو شدید پریشانی کے علاوہ مالی نقصان کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مدینہ منورہ کی ان دونوں وادیوں پر بند کی تعمیر کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک نہر کھدوائی اور اس کا رخ دوسری جانب موڑ دیا تاکہ سیلاب کا پانی مدینہ منورہ کو نقصان نہ پہنچا سکے اور اس بند کا نام ''سد مرور'' تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں سیلاب آ گیا جس سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچنے کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس خطرے کا سدباب کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے چشمہ فیروز پر ایک بند تعمیر کروایا تاکہ اگر دوبارہ کبھی سیلاب آئے تو اس کا رخ مدینہ منورہ کی طرف نہ ہو سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زائرین، مسافروں اور تاجروں کی سہولت کے لئے جدہ میں ایک بندرگاہ بھی تعمیر کروائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرب کی بنجر زمینوں کو سیراب کرنے اور انہیں کھیتی باڑی کے قابل بنانے کے لئے بھی کئی اقدامات کئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے انہی اقدامات کی بناء پر کئی بنجر زمینیں زرخیزی میں بدل گئیں۔

گورنروں اور امراء کے احتساب کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کا ایک اور اہم ستون امراء اور گورنروں کا احتساب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے

امراء اور گورنروں کے مال واسباب کی تحقیق کی اور ان کے مال واسباب کا تمام ریکارڈ مرتب کرنے کے بعد ان کے مال واسباب کی وقتاً فوقتاً تحقیق بھی کرتے رہتے۔ اس معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ مختلف وفود ان علاقوں میں بھیجتے جہاں کے گورنر کا احتساب کرنا ہوتا۔ ان گورنروں کی نگرانی کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک کمیٹی بنا رکھی تھی تا کہ کسی بھی شخص کو کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مقرر کردہ گورنروں سے کسی بھی قسم کی رعایت کے قائل نہ تھے اور اگر کسی گورنر کے خلاف کوئی شکایت ملتی تو اس کا فوری نوٹس لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی انہی کاوشوں کی بدولت اسلامی حکومت کا نظم ونسق بہتر ہوا۔ اس سلسلہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مثال واضح ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے۔ جب انہوں نے مصر کے خراج میں کمی کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گورنروں کی سطح پر بھی ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں تمام صوبوں کے گورنر اور عہدیداران وقتاً فوقتاً شامل ہوتے اور اپنے اپنے مسائل سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مجلس شوریٰ کی سربراہی خود کرتے اور گورنروں کو انتظامی امور میں ان کی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا حکم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان کاوشوں کی بدولت عوام الناس کے لئے بے شمار فلاحی کام شروع ہوئے۔ نظامِ خلافت کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ ہر شخص کی رائے کو فوقیت دیتے تھے۔

فلاحی ریاست:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ذرائع آمدن زکوٰۃ، جزیہ، خراج،

عشر، غنیمت، فے اور محصولات کی شکل میں جمع ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زکوٰۃ کو بیت المال میں جمع کروانے کی پابندی میں نرمی کر دی گئی اور جو از خود زکوٰۃ کسی حقدار کو دینا چاہے تو وہ بیت المال میں زکوٰۃ جمع کروانے کا پابند نہ ہوگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس بات کا خیال رکھا کہ حقوق کی پامالی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق کا یکساں خیال رکھا اور اس معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی پالیسیاں واضح تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مختلف اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جاگیریں بھی عطا کیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مساکین، فقراء اور بے گھر لوگوں کو دو وقت کا کھانا کھلایا جاتا تھا اور رمضان المبارک میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا کہ کوئی بھی حقدار محروم نہ رہے۔

اہل گورنروں کی تقرری کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقررہ گورنروں میں زیادہ تبدیلیاں نہ کیں مگر جس گورنر کے متعلق کوئی شکایت یا اس کی جانب سے بھیجے والے خراج میں اگر کمی ہوئی تو پھر اس کی جگہ کسی اور اہل شخص کو گورنر مقرر کیا۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو نئے علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے ان علاقوں پر بھی گورنروں کو تعینات کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا کہ کوئی بھی گورنر اپنی ذاتی سہولت اور اپنے آرام کو ترجیح نہ دے بلکہ عوام الناس کے لئے فلاحی کام کرے اور عوام الناس کی سہولت کے لئے اور ان کو انصاف پہنچانے کے لئے کمربستہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں تعینات

گورنروں کے نام ذیل ہیں۔

گورنر کا نام	صوبے یا علاقے کا نام
حضرت نافع بن عبدالحارث الخزاعی رضی اللہ عنہ	مکہ مکرمہ
حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ	طائف
حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	جند
حضرت لیلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ	صنعاء
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	کوفہ
حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	بصرہ
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	مصر
حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ	حمص
حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	دمشق
حضرت عبدالرحمٰن بن عقبہ رضی اللہ عنہ	فلسطین
حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ	بحرین

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ گورنر یہ تھے۔

گورنر کا نام	صوبے یا علاقے کا نام
حضرت عبداللہ بن خضرمی رضی اللہ عنہ	مکہ مکرمہ
حضرت قاسم بن ربیعہ ثقفی رضی اللہ عنہ	طائف
حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	جند
حضرت لیلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ	صنعاء

بصرہ	حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ
کوفہ	حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ
مصر	حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ
شام	حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما
حمص	حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما
قنزین	حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ
اردن	حضرت ابو الاعوار بن سفیان رضی اللہ عنہ
فلسطین	حضرت علقمہ بن حکیم کنانی رضی اللہ عنہ
بحرین	حضرت عبداللہ بن قیس بن فزاری رضی اللہ عنہ
قرقیسیا	حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
ملوان	حضرت عقبہ بن نہاس رضی اللہ عنہ
ماہ	حضرت مالک بن حبیب رضی اللہ عنہ
ہمدان	حضرت نسیر رضی اللہ عنہ
رے	حضرت سعید بن قیس رضی اللہ عنہ
سبزان	حضرت جیش رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت نافع بن عبدالحارث خزاعی رضی اللہ عنہ تھے جو قریشی نہیں تھے اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کے عہدہ پر برقرار رکھا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں طائف کے گورنر

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ تھے اور وہ بھی قریشی نہ تھے۔

جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ابتدائی زمانہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں میں سے کسی گورنر کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ انہیں ان کے عہدوں پر برقرار رکھا تھا مگر بعد میں حالات کے مطابق فیصلے کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا اور کچھ کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کو سختی سے اس بات کا پابند کرتے تھے کہ وہ عوام الناس کی فلاح و بہبود کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور ان کے کسی بھی عمل سے عوام الناس کو تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔

صوبوں کی تقسیم:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام کو چار فوجی علاقوں میں تقسیم کیا گیا تھا جن میں دمشق، حمص، اردن اور فلسطین شامل ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس تقسیم کو ختم کر کے شام کو ایک مکمل صوبہ اور ایک فوجی علاقے کا درجہ دے دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصر بھی دو حصوں میں تقسیم تھا اور اسے بالائی مصر اور زیریں مصر کہا جاتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مصر کی تقسیم کو بھی ختم کر کے اسے ایک صوبے کا درجہ دے دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیونس، الجزائر، مراکز، قبرص، کابل، طبرستان اور آرمینیہ کے علاقے فتح ہوئے تو انہیں نئے صوبوں کا درجہ دے دیا گیا اور یوں مملکت اسلامیہ میں دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ کی نسبت جو توسیع ہوئی اسی مناسبت سے اہم فیصلے کرتے ہوئے نئے صوبوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور پہلے سے قائم

صوبوں کی سرحدوں میں بھی مناسب ردوبدل سے کام لیا گیا۔

نئی فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر کا آغاز ہوا تھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی جاری رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑھتی ہوئی فوجی ضروریات کے پیش نظر کئی نئی فوجی چھاؤنیاں تعمیر کروائیں۔ ان فوجی چھاؤنیوں میں لشکر کی ضرورت کا سامان جن میں ہتھیار، گھوڑے اور دیگر جنگی سامان شامل تھا وافر موجود ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام اور اسکندریہ کے ساحلوں پر بحری بیڑے قائم کیے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نئی فوجی چھاؤنیوں کے قیام کے ساتھ ساتھ ان سے ملحقہ رہائش گاہیں بھی بنائیں جن میں فوجی قیام پذیر ہوتے تھے اور ان فوجی چھاؤنیوں سے ملحقہ گھوڑوں کے اصطبل اور چراگاہیں بھی ہوتی تھیں۔ مؤرخین لکھتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان فوجی چھاؤنیوں میں ہر ایک چھاؤنی میں ہزاروں اونٹ اور گھوڑے موجود ہوتے تھے جو ان چراگاہوں میں پرورش پاتے تھے اور بوقت جنگ انہیں استعمال کیا جاتا تھا۔

محکمہ قضاء:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں محکمہ افتاء و قضاء کا قیام عمل میں آچکا تھا پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے جہاں دیگر محکموں کی ترقی کی جانب توجہ دی وہیں محکمہ افتاء و قضاء کی جانب بھی خصوصی توجہ دی اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تابعین میں سے بھی جو ذہین و فطین لوگ تھے انہیں بھی مجلس مشاورت کا حصہ بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا جبکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو شام میں قاضی

القضاء کا عہدہ دیا گیا جبکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مفتی اعظم تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں اگرچہ بہت زیادہ نئے محکمے قائم نہیں کئے گئے مگر وہ محکمے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قائم ہوئے تھے ان میں ترقی کا عمل جاری رہا اور عوامی فلاح و بہبود اور لوگوں کی سہولت کے لئے ان محکموں کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ خود احتسابی کا عمل بھی کریں تا کہ لوگوں کو ان سے شکایات نہ ہوں۔ ان محکموں کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ لوگوں کے خادم ہیں اور لوگوں کی شکایات کا ازالہ کرنا اور ان کے مابین عدل و انصاف کو فروغ دینا ان کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگوں میں خوشحالی اور ترقی کے نئے دروازے کھل گئے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ لوگوں کے مالی وسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا اور ہر شخص خوشی خوشی ملکی ترقی اور سالمیت میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے پیش پیش تھا۔

O.....O.....O

دورِ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو اہم امور پیش آئے یا پھر وہ کام جو آپ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی کا ثبوت تھے اور خدمت خلق پر مبنی تھے ذیل میں ان کا تذکرہ مختصراً کیا جا رہا تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

جنت البقیع کی توسیع کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنت البقیع کو بھی توسیع دی گئی۔ حش کواکب جو جنت البقیع کی مشرقی سمت ایک باغ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو خرید کر جنت البقیع کا حصہ بنایا۔

مؤرخین لکھتے ہیں فتوحات کے زمانہ میں بیشتر لوگ جو مسلمان ہوئے ان کی بڑی تعداد مدینہ منورہ میں آ کر آباد ہوئی اور لوگ اس شہر میں رہنے کی خواہش اس لئے بھی کرتے تھے کہ اس شہر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی نسبت تھی اور اسی مقدس شہر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی آبادی میں وقت گزرنے کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور مدینہ منورہ میں ایک ہی قبرستان ہے جسے جنت البقیع کہتے ہیں اور وہاں پر اب نئی قبروں کے لئے جگہ کم پڑتی جا رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کواکب کو خرید کر جنت البقیع میں شامل کر دیا۔ پھر جب حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مروان بن الحکم کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا گیا تو مروان بن الحکم نے جنت البقیع اور حش کوا کب کے مابین موجود دیوار کو گرا کر حش کواکب کو باقاعدہ جنت البقیع کا حصہ بنا دیا۔

حش کواکب وہی جگہ ہے جہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بھی موجود ہے اور یہ جگہ آپ رضی اللہ عنہ ہی کی خرید کردہ ہے۔

مسجد الحرام کی توسیع کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت دین اسلام کی ترقی و ترویج کا دور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں بے شمار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے چنانچہ اس وجہ سے یہ ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ مسجد الحرام میں توسیع کی جائے۔ اس سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں توسیع کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد الحرام سے ملحقہ دیگر مکان خریدے اور مسجد الحرام کے صحن میں توسیع کرتے ہوئے ایک دلان تعمیر کروایا اور باقاعدہ چار دیواری بھی تعمیر کروائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مصر سے آنے والے بیش قیمت قباطی کپڑے سے غلافِ کعبہ تیار کروایا۔

تاریخ طبری میں منقول ہے کہ ۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسجد الحرام میں توسیع کی گئی۔ مسجد الحرام کی توسیع کے لئے اردگرد کے مکانات کو خرید کر مسجد الحرام کا حصہ بنایا گیا۔ مسجد الحرام کی توسیع کے لئے اردگرد کے رہائشی لوگوں نے بخوشی اپنے مکانات حکومت کو دے دیئے مگر کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنے مکانات دینے سے انکار کر دیا۔ مسجد الحرام کی توسیع چونکہ وقتی ضرورت تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر ان مکانات کی قیمتیں بیت المال میں جمع کروا دی گئیں اور ان مکانات کو خالی کروا کر مسجد الحرام کا حصہ بنا دیا گیا اور پھر ان

مکانات کے مالکان نے بعد میں وہ رقوم بیت المال سے وصول کر لیں۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زمین کی خریداری کے معاملہ پر بات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین خریدنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی۔ زمین کی خریداری کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شبانہ روز محنت کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر مکمل ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی جبکہ فرش کچی مٹی کا تھا۔

۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا بھی حکم دیا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اس شہر کی آبادی دن بدن بڑھ رہی تھی

اور باہر سے بھی لوگ صرف حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کی خاطر مدینہ منورہ میں آباد ہو رہے تھے اور ان سب کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ نماز مسجد نبوی ﷺ میں ادا کریں جس کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ نمازیوں کے لئے کم پڑ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کو ویسے رہنے دیا اور ان کے علاوہ گرد و پیش کے مکانات کو خرید کر مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں شامل کر لیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسجد نبوی ﷺ کے طول میں ۴۰ گز کا اضافہ کیا گیا جبکہ عرض میں ۲۰ گز کا اضافہ کیا گیا۔

۲۴ھ میں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسجد نبوی ﷺ میں جگہ کی تنگی کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا فیصلہ کرتے ہوئے اسے نئے سرے سے تعمیر کا فیصلہ بھی کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ کے اردگرد رہنے والے لوگوں سے بھاری معاوضہ پر ان کے مکانات خریدے مگر کچھ لوگوں نے اپنے مکانات فروخت کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا منصوبہ پانچ سال تک زیرِ التواء رہا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع ناگزیر ہوتی جا رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دن نمازِ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع و تعمیر جدید کی جانب لوگوں کو راغب کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے لہجے میں اس وقت جو محبت اور غم چھلک رہا تھا لوگ اس سے بے حد متاثر ہوئے اور پھر وہ لوگ جو اپنے مکانات کسی صورت دینے کو تیار نہ تھے انہوں نے بھی اپنے مکانات بخوشی آپ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے تا کہ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا کام شروع کیا جا سکے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کا ایک مکان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا اور وہ کسی بھی صورت اپنا مکان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس مکان کے بدلے میں بصرہ میں نہر کے نزدیک ایک مکان دے کر راضی کر لیا۔ پھر جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تمام مکانات خرید لئے گئے تو اب باقاعدہ طور پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا کام شروع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تزئین و آرائش کی جانب بھی خصوصی توجہ دی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے لئے چونا مدینہ منورہ سے دو میل دور ایک جگہ بطن نخلہ سے منگوایا جبکہ دیواروں کے لئے منقش پتھر بھی منگوائے گئے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستونوں کو سیسہ سے بھرا گیا جبکہ چھت ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل دس ماہ کے عرصہ میں ہوئی اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہ خود تمام کاموں کا جائزہ لیتے رہے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خود دیکھا آپ رضی اللہ عنہ تمام کاموں کی نگرانی فرما رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کام کے دوران وہیں کھڑے رہتے تھے اور پھر جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز پڑھاتے تھے اور کبھی یوں بھی ہوتا کہ گھر میں کچھ دیر آرام کے بعد مسجد میں تشریف لے آتے تھے اور کبھی یوں بھی ہوتا تھا کہ مسجد کے فرش پر ہی کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر مکمل ہوئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی مال سے مزدوروں اور کاریگروں کو خصوصی انعام دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ دروازے رکھے گئے

تھے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مسجد نبوی ﷺ کے چھ دروازے برقرار رکھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسجد نبوی ﷺ کے طول میں بیس گز اور عرض میں تیس گز کا اضافہ کیا گیا جبکہ ایک روایت کے مطابق مسجد کی پچاس گز تک توسیع کی گئی۔

اشاعت قرآن کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے وقت چند علاقے ایسے تھے جو مملکت اسلامیہ کا حصہ بنے تھے اور ان علاقوں میں بیشتر عرب علاقے تھے جہاں عربی لغت اور زبان کا مسئلہ درپیش نہ تھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پہلی مرتبہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کیا گیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جنگ یمامہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری جانب ایک قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میرے پاس اس وقت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جنگ کے دوران بے شمار حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کے ایک بہت بڑے حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ان کی رائے یہ ہے کہ میں قرآن کریم کو جمع کروں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میں وہ کام نہیں کرسکتا جو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا مگر پھر اللہ عزوجل نے اس کارِ خیر کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی بن گئی۔ تم نوجوان ہو اور حضور نبی کریم ﷺ کے کاتب وحی بھی ہو اس لئے تم قرآن کو جمع کرو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جواباً کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں اسے قرآن جمع کرنے سے زیادہ آسان سمجھتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا یہ کارِ خیر ہے اور پھر اللہ عزوجل نے میری رائے وہی کر دی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ میں نے کھجور کے پتوں، کپڑے کے ٹکڑوں، پتھر کے ٹکڑوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں سے قرآن مجید اکٹھا کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال تک یہ صحیفے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہے جو بعدازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جنہوں نے اس کی نقلیں کروا کر مختلف علاقوں میں بھیجیں۔

محدثین لکھتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لئے دیا کہ وہ کاتب وحی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وحی انہوں نے تحریر فرمائی تھی اس کے علاوہ وہ حافظ بھی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنایا کرتے تھے تاکہ اگر وہ کوئی غلطی کریں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح فرما دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے کچھ روز قبل ہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قرآن پاک سنایا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔

قرآن مجید کی تدوین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک ہر مسلمان کو قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہو گئی۔ قرآن مجید کو پہلی مرتبہ کتابی شکل آپ رضی اللہ عنہ نے ہی دی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن مجید کی تدوین عمل میں آئی اور قرآن مجید کا وہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ نسخہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس نسخہ کو اپنی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تا کہ وہ اصل نسخہ کو سنبھال لیں اور اگر کسی نے استفادہ کرنا ہو تو وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہا سے عاریتاً لیا اور اس کی نقول تیار کروائیں اور انہیں مختلف مقامات پر روانہ کیا۔ یہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جسے بعد میں مروان بن الحکم نے ضائع کروا دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن مجید کی قرأت میں اختلاف پیدا ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے قرآن مجید کے مستند نسخے مملکت اسلامیہ کے تمام گورنروں کو ارسال کیے تا کہ قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں رائج ہو سکے۔

قرآن مجید کی سورتوں اور قرأت میں اختلاف حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور انہوں نے آذربائیجان، آرمینیہ، عراق اور شام کے معرکوں میں نومسلموں کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ اگر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو قرآن مجید اپنی اصلی شناخت اور پیغام سے ہٹ جائے گا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن مجید کا وہ نسخہ منگوایا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جمع کیا گیا تھا اور اس سے مختلف نقول کروا کر انہیں مملکت اسلامیہ کے

تمام گورنروں کو ارسال کیں تا کہ وہ قرآن مجید کو اس کی اصل میں رائج کر سکیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید جس رسم الخط میں تحریر کیا گیا وہ رسم الخط عثمانی کے نام سے مشہور ہوا اور قرآن مجید کی تحریر عرصہ دراز تک اسی رسم الخط میں ہوتی رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اشاعت قرآن و تحفظ قرآن کی یہ تحریک ۲۵ھ کے اوائل میں مکمل ہوئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذاتی نگرانی میں اشاعت قرآن کا یہ کام مکمل کروایا اور قرآن مجید کے ان تمام نسخوں کی جو اس وقت تحریر کئے گئے ان کی تصدیق کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لغت قریش و عرب کے ماہر تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو قریشی لغت کے مطابق ترتیب دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن مجید کے جو نسخے ترتیب دیئے گئے ان کی پشت پر ذیل کی عبارت تحریر تھی۔

> ”یہ وہ نسخہ ہے جس پر حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے اتفاق کیا اور ان کا اجماع تمام آیاتِ قرآنی پر ہے۔“

اشاعت قرآن آپ رضی اللہ عنہ کا عظیم فیصلہ ہے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں باقاعدہ قرآن مجید کی اشاعت ہوئی اور قرآن مجید کی قرأت اور عربی تلفظ ایک کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے اس وقت عرب کے بے شمار قبائل مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مملکت اسلامیہ کی سرحدیں خلیج فارس، افریقہ، یورپ اور دیگر کئی ممالک تک پھیل چکی تھیں اور چونکہ دیگر ممالک

میں عربی زبان رائج نہ تھی اسی لئے وہاں نو مسلموں کے مابین قرآن مجید کی قرأت اور الفاظ کی ادائیگی کے متعلق اختلاف پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا تھا اس لئے عربی زبان میں درست الفاظ کے ساتھ ادائیگی ان نو مسلموں اور عربی زبان سے واقفیت نہ رکھنے والوں کے لئے انتہائی دشوار تھی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس وقت اشاعت قرآن اور تحفظ قرآن کا بیڑہ نہ اٹھاتے تھے تو یقیناً امت ایک بڑے اختلاف میں مبتلا ہو جاتی اور پھر تلفظ کی مختلف ادائیگیوں سے قرآن مجید کا حقیقی مفہوم بدل جاتا تھا اور قرآن مجید کے احکامات میں بھی امت مسلمہ کے مابین ایک شدید اختلاف پیدا ہو جاتا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی اس کاوش نے دین اسلام کے اصل احکامات کو بحال رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی بدولت امت ایک بڑے اختلاف سے محفوظ ہو گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بروقت صورتحال کا مشاہدہ کرتے ہوئے ایسے اقدامات کیے جس کی بدولت قرآن مجید کی اشاعت اور اس کا اصل حالت میں رائج ہونا عمل میں آ سکا۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ بروقت ایسے اقدامات نہ کرتے تو یقیناً قرآن مجید کے ساتھ بھی وہی صورتحال پیش آتی جو دوسری الہامی کتب کے ساتھ پیش آئی مگر چونکہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ عزوجل نے خود لیا ہے چنانچہ اللہ عزوجل نے ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا سینہ کشادہ کیا اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے اللہ عزوجل نے قرآن مجید کی اشاعت اور قرأت کے اختلاف کو ختم کرتے ہوئے امت مسلمہ کو انتشار سے محفوظ فرما دیا۔

امام ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بڑا کارنامہ یہ ہے

کہ آپ رضی اللہ عنہ نے امت کو ایک قرأت پر جمع کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امت میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی زوجہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے امت مسلمہ ایک قرأت پر جمع ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اشاعت قرآن کے عظیم کارنامے کے بارے میں فرمایا۔

''اے لوگو! تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ مت کہا کرو، خدا کی قسم! انہوں نے جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورہ اور اتفاقِ رائے سے کیا اور قرآن مجید میں رائج زائد لغات کو منسوخ کر کے اسے اصل قریشی لغت میں جمع فرمایا کیونکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس اختلافِ قرأت کی صورت میں ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ میری قرأت تجھ سے بہتر ہے اور میں جو پڑھتا ہوں وہ صحیح ہے اور یہ فتنہ عنقریب تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فہم و فراست سے ختم کیا اور لوگوں کو قرآن مجید کو ایک قرأت پر جمع کیا تاکہ کسی میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔''

انصار کی ہجو بیان کرنے والے کو سزا دینا:

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اگر اس بات کا علم ہوتا کہ کسی شخص نے مدینہ منورہ میں شر پھیلانے کی کوشش کی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ سختی کے ساتھ اس کا محاسبہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص ضابی بن

الحرث نے انصار کے چند لوگوں سے ایک شکاری کتا ادھار لیا اور پھر بعد میں اس کتے کو واپس کرنے میں تردد کرنے لگا۔ ان انصاریوں نے وہ کتا اس سے زبردستی واپس لے لیا۔ ضابی بن الحرث شاعر بھی تھا اس نے انصار کی ہجو بیان کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ضابی بن الحرث کو قید کروا دیا اور پھر ضابی بن الحرث کی موت اسی قید کے دوران ہوئی۔

جسم پر سنگریزوں کے نشان پڑ جاتے تھے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے سرہانے ایک چادر رکھے سو رہے تھے۔ لوگ آتے تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کر بیٹھ جاتے اور جب لوگ چلے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ لیٹ جاتے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہتا جو لوگ آتے آپ رضی اللہ عنہ ان کی بات نہایت توجہ سے سنتے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جا کر قیلولہ فرماتے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ اٹھتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر سنگریزوں کے نشان ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ میں سب سے مالدار تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ مسجد کے کھلے فرش پر لیٹتے تھے یہاں تک کہ جسم پر سنگریزوں کے نشان پڑ جاتے۔

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزا دینا:

تاریخ طبری میں منقول ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور اس شخص کو کوڑے لگوائے۔ کسی نے آپ

رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کوڑے کیوں لگوائے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا کی عزت و توقیر کیا کرتے تھے اور یہ شخص حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی توہین کرتا ہے پس میں کیسے برداشت کروں کہ جس کی عزت حضور نبی کریم ﷺ کرتے ہوں اس کی توہین کوئی کیسے کر سکتا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ سے باہر رہنے کی اجازت دینا:

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ سے باہر مقیم ہونے کی اجازت نہ تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاہتے تھے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہیں اور بکثرت ہونے والی فتوحات کے بعد اموال کے شر سے محفوظ رہیں مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اجازت دے دی کہ وہ اگر چاہیں تو مدینہ منورہ سے باہر کسی اور ملک میں رہائش اختیار کر سکتے ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے اجازت ملنے کے بعد کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ سے دیگر علاقوں کی جانب چلے گئے اور تادمِ وصال وہیں رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

گمشدہ اور لاوارث اونٹوں کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لاوارث اور گمشدہ اونٹوں کے متعلق یہ قاعدہ اختیار کیا گیا کہ اگر کوئی لاوارث یا گمشدہ اونٹ ملے تو اسے سرکاری تحویل میں لے لیا جائے اور باقاعدہ اعلان کیا جائے کہ وہ کس کی ملکیت ہے اور اگر کوئی دعویدار نہ آئے تو پھر انہیں فروخت کر کے ان کی رقم بیت المال میں جمع کروائی جائے اور اگر بعد میں ان گمشدہ یا لاوارث اونٹوں کا مالک آ جائے تو اسے بیت المال سے رقم ادا کر دی جائے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ اصول تھا کہ

گمشدہ یا لاوارث اونٹ کو سرکاری تحویل میں لینے کے بعد اسے سرکاری چراگاہ سے کھلایا پلایا جاتا تھا اور اس کی نسل بڑھتی تھی۔

جمعہ کی نماز میں ایک اذان کے اضافے کا فیصلہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے ابتدائی ایام میں نمازِ جمعہ کے لئے ایک اذان اور ایک اقامت ہوتی تھی مگر جب مدینہ منورہ کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا اور مدینہ منورہ کے نواحی علاقے کے لوگ بھی مسجد نبوی ﷺ میں نماز کی ادائیگی کے لئے باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے تنگی وقت اور لوگوں کو نماز کے لئے بلانے کی غرض سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے جمعہ کی نماز میں ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا۔

صحیح بخاری میں باب کتاب الجمعہ میں منقول ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں جمعہ کی نماز میں ایک اذان اور ایک اقامت ہوتی تھی اور پھر جب آبادی کی کثرت ہوئی اور مدینہ منورہ کے مکانات دور دور تک پھیل گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مقامِ زوراء میں ایک اور اذان کا اضافہ فرما دیا جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہادی فیصلے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں دینی بصیرت بہت زیادہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تلاوت کا بے حد شغف تھا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول رہتے تھے۔ فقہی مسائل پر اور اجتہادی امور پر آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی مدمقابل نہ سمجھا جاتا تھا۔ حج، زکوٰۃ، جزیہ، خراج اور دیگر دینی امور سے متعلق آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اہم فیصلے کئے جبکہ فن تقریر اور مکتوب نویسی میں آپ

رضی اللہ عنہ بے مثل تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات اور دستاویزات موجود تھیں جن کی مدد سے آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر فقہی مسائل کے حل میں راہنمائی حاصل کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس طلاق کا ایک مقدمہ آیا جس میں مرد نے حالت نشہ میں طلاق دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دینی بصیرت کی بناء پر فیصلہ دیا کہ حالت نشہ میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش آیا جس میں ایک عورت کا پہلا شوہر جو کہ لاپتہ ہو گیا تھا اور اس عورت نے دوسرا نکاح کرلیا تھا وہ واپس آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ اس عورت کو پہلا شوہر طلاق دے اور اس عورت کو مہر ادا کرے تو درست ہے اور اگر وہ طلاق نہ دے تو دوسرے شوہر کے لئے طلاق ہے اور وہ عورت اپنی عدت پوری کرنے کے بعد پہلے شوہر سے رجوع کر سکتی ہے اور اس عورت کے دوسرے شوہر کے لئے مہر ادا کرنا واجب ہوگا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی بڑی مثال یہ ہے کہ دیت سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا دو ہزار بکریاں یا دو سو گھوڑے یا دو سو گائے ہیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے دیت ادا کرنے والے کو یہ اختیار دیا کہ وہ دیت میں خواہ اونٹ دے یا گھوڑے یا پھر ان کی قیمت۔

منقول ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا تم میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب لے لو مگر میرا پیچھا چھوڑ دو چنانچہ اس کے شوہر نے اس کا بستر لے لیا۔ پھر

وہ عورت اپنے شوہر کی شکایت لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تم نے خود ہی تو اس سے کہا تھا کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب لے لو اور میرا پیچھا چھوڑ دو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے شوہر سے کہا تم اس کا سب کچھ لے لو۔

اسراف پر پکڑ ہوگی:

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی راہِ خدا میں سو دینار صدقہ دینا۔ میں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص تشریف فرما تھے میں نے قبا زیب تن کر رکھی تھی جس کا گریبان اور کالر ریشم کی کناری کا تھا۔ اس شخص نے میری قبا کو پھاڑنے کے لئے کھینچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم اسے چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں نے دنیا میں ریشم استعمال کر کے جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا میرا بھائی مر گیا ہے اور اس نے وصیت کی تھی کہ سو دینار راہِ خدا میں صدقہ کروں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے کسی سے اس کے متعلق دریافت کرتے اور وہ ایسا جواب نہ دیتا جو میں تمہیں دوں گا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا کہ تم نے اس جاہل سے ایسا سوال کیوں پوچھا؟ اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام قبول کرنے کا حکم دیا اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر اللہ عزوجل نے ہمیں ہجرت کا حکم دیا تو ہم نے ہجرت کی اور ہم مہاجر ہوئے۔ پھر اللہ عزوجل نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور ہم مجاہد ہوئے اور تم اہل شام

کے مجاہد ہو۔ تم یہ سو دینار اپنے گھر والوں پر خرچ کرو اور سو دینار کا گوشت خرید و اور تم اسے کھاؤ اور تمہارے گھر والے بھی اسے کھائیں۔ اللہ عزوجل ایسا کرنے پر تمہارے نامہ اعمال میں سات سو درہم کا ثواب لکھے گا اور ضرورت کے وقت گھر والوں پر خرچ کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے جبکہ اسراف پر پکڑ ہوگی۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس لوٹا تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ شخص کون تھا جس نے میری قبا کھینچی تھی؟ لوگوں نے بتایا وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ میں ایسا کیا دیکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب میری امت عورتوں کی شرمگاہوں کو اور ریشم کو حلال جانے گی اور یہ پہلا ریشم ہے جو میں نے کسی مسلمان پر دیکھا۔

حضرت سعید بن سفیان قاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو واپس آ کر اپنی قبا فروخت کر دی۔

تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کافی ہے:

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ میں اس جانب تھا جو خانہ کعبہ کے ساتھ متصل ہے اور جب ہم رکن غربی پر پہنچے تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو کھینچا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ اس گوشہ کو بوسہ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم مجھے کیوں کھینچ رہے ہو؟

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ اس گوشہ کا استلام نہ کریں گے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا ہاں کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مغربی کونوں کا استلام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”تو پھر کیا تمہارے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کافی نہیں ہے؟“

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر اپنے آپ کو اس کونے سے دور رکھو۔

O.....O.....O

خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ کا مختصر جائزہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد منصب خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے امورِ خلافت چلانے کے لئے انتظامی امور میں کئی تبدیلیاں کیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ کچھ گورنروں کو وقت گزرنے کے ساتھ تبدیل بھی کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اپنی فکری سوچ تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلوں کے نفاذ کے لئے اور مملکت اسلامیہ کی بہتری اور ترقی کے لئے جو قدم اٹھائے ان میں ایک اہم اقدام گورنروں کی تبدیلی تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملک شام کی تین صوبوں میں تقسیم کو ختم کر کے ملک شام کو ایک صوبہ قرار دے دیا تا کہ انتظامی طور پر مثبت نتائج برآمد ہوں۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آرمینیہ، طبرستان، قبرص اور طرابلس فتح ہوئے تو انہیں علیحدہ علیحدہ صوبوں کا درجہ دیا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت قریباً بارہ برس پر محیط ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی فتوحات بے شمار ہوئیں اور اسلامی سلطنت بے پناہ وسیع ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محکمہ فوج کو مزید فنڈز کے ساتھ بڑھایا اور فوج میں نئی

بھرتیاں کی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہلا بحری بیڑہ تیار ہوا جس نے اپنی جرأت اور بہادری کی بدولت سمندری علاقوں میں بھی اپنی دھاک بٹھائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملکی آمدنی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رائج ملکی نظم ونسق میں بہتری پیدا کی جس سے مصر کا خراج جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس لاکھ دینار سالانہ تھا وہ چالیس لاکھ دینار سالانہ تک پہنچ گیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی انتظامی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور بے شمار مالِ غنیمت بیت المال میں جمع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے لوگوں کے وظائف مقرر کئے اور جن لوگوں کے پہلے سے وظائف مقرر تھے ان میں اضافہ فرمایا تاکہ لوگ خوشحال ہوسکیں۔ بیت المال سے وظائف کی ادائیگی کے علاوہ ضرورت مندوں اورمحتاجوں کو اشیائے ضروریہ بھی دی جاتی تھیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے عوام سے رابطہ مہم شروع کی تاکہ لوگوں سے ملکی معاملات اور نظم ونسق کے بارے میں ان کے رویوں سے آگاہی حاصل کی جائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ نمازِ جمعہ کے خطبہ کے لئے جب منبر پر تشریف لاتے تو خطبہ کے آغاز سے پہلے دوردراز علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں ان علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے اور اگر ان کے کوئی مسائل ہوتے تو متعلقہ گورنروں کو ان علاقوں کے مسائل حل کرنے کا حکم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے پاس آئے ہوئے سائلوں کی بات نہایت توجہ اور غور سے سنتے۔ اس سلسلے میں

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کروا رکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو حاکم سے کوئی شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر آئے اور اس شکایت کو ان تک پہنچائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مقررہ گورنروں کو یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ عوام الناس کی شکایات سنیں اور ان کے مسائل کے حل کی طرف خصوصی توجہ دیں تاکہ عوام الناس کا حکمرانوں پر اعتماد بحال رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کا ایک اور اہم ستون امراء اور گورنروں کا احتساب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے امراء اور گورنروں کے مال و اسباب کی تحقیق کی اور ان کے مال و اسباب کا تمام ریکارڈ مرتب کرنے کے بعد ان کے مال و اسباب کی وقتاً فوقتاً تحقیق بھی کرتے رہتے۔ اس معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ مختلف وفود ان علاقوں میں بھیجتے جہاں کے گورنر کا احتساب کرنا ہوتا۔ ان گورنروں کی نگرانی کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک کمیٹی بنا رکھی تھی تاکہ کسی بھی شخص کو کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مقرر کردہ گورنروں سے کسی بھی قسم کی رعایت کے قائل نہ تھے اور اگر کسی گورنر کے خلاف کوئی شکایت ملتی تو اس کا فوری نوٹس لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی انہی کاوشوں کی بدولت اسلامی حکومت کا نظم و نسق بہتر ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گورنروں کی سطح پر بھی ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں تمام صوبوں کے گورنر اور عہدیداران وقتاً فوقتاً شامل ہوتے اور اپنے اپنے مسائل سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مجلس شوریٰ کی سربراہی خود کرتے تھے اور گورنروں کو انتظامی امور میں ان کی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا حکم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان کاوشوں کی وجہ سے عوام الناس کے لئے بیشمار

فلاحی کام شروع ہوئے۔ نظامِ خلافت کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ ہر شخص کی رائے کو فوقیت دیتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس بات کا خیال رکھا کہ حقوق کی پامالی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق کا یکساں خیال رکھا اور اس معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی پالیسیاں واضح تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مختلف اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جاگیریں بھی عطا کیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تعمیرات کی جانب کافی توجہ دی گئی اور اس سلسلہ میں بے شمار سڑکیں، مہمان خانے، مساجد اور پل تعمیر کئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ عرفات میں پانی کے حوض بنوائے اور بہت سی نئی نہروں کی کھدوائی بھی کروائی۔ کوفہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔ مدینہ منورہ میں آنے والے تاجروں کی سہولت کے لئے ایک بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں سیلاب آ گیا جس سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچنے کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس خطرے کا سدباب کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے چشمہ فیروز پر ایک بند تعمیر کروایا تاکہ اگر دوبارہ کبھی سیلاب آئے تو اس کا رخ مدینہ منورہ کی طرف نہ ہو سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زائرین اور تاجروں کی سہولت کے لئے جدہ میں ایک بندرگاہ تعمیر کروائی۔

O......O......O

اہم مواقع پر لوگوں سے خطاب کا فیصلہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اہم اور نازک مواقع پر جو خطبات دیئے ان سے بے شمار الجھے ہوئے مسائل حل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اہم مواقع پر خطبات دیئے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد پہلی نماز جس میں لوگوں کی امامت فرمائی وہ نمازِ عصر تھی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! سفر ابتداء میں انتہائی کٹھن اور دشوار ہوتا ہے اور آج کے دن کے بعد مزید دن بھی آئیں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو میں تمہیں اسی طریق پر خطبہ دوں گا اور میں فن خطابت سے آشنائی نہیں رکھتا مگر اللہ عزوجل کے فضل و کرم کا امیدوار ہوں کہ وہ مجھے علم و حلم کی نعمت عطا فرمائے گا۔

لوگو! تم دارالامان مدینہ منورہ میں حالت امن میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہو اور تمہاری عمر گزری جا رہی ہے اور ایک خاص

رفتار کے ساتھ زندگی موت کی جانب بڑھ رہی ہے۔ انسان بھلائی کے کاموں میں سستی کا مظاہرہ کر رہا ہے حالانکہ وہ اپنے کل سے بے خبر ہے۔ دنیا کی زیب و زینت درحقیقت شیطان کا مکر ہے اور شیطان تمہارے پیچھے ہے اور تمہارے نیک اعمال کے سوا کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ تم دنیا کی طلب سے خود کو مامون رکھو اور حرص و طمع کو باہر نکال پھینکو اور آخرت کے طلبگار بنو۔ تم اپنی زندگیاں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور فرامین کے مطابق بسر کرو۔ اگر تم قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرو گے تو یقیناً فلاح پاؤ گے۔ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے قرآن مجید میں فرمایا کہ لوگوں کو دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمائیں جو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے بارش برسائی، پھر اس کے ذریعے اس زمین کو آباد کیا اور پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور اللہ عزوجل قادر المطلق ہے۔ مال و اولاد سب دنیاوی زندگی کا ہی ایک حصہ ہیں جبکہ باقی رہنے والے صرف اعمالِ صالحہ ہیں اور اعمالِ صالحہ ہی اللہ عزوجل کے نزدیک بلحاظ ثواب اور جزاء کے عمدہ اور بہتر ہیں۔"

الزامات لگنے کے بعد گورنروں سے خطاب کرنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر الزامات لگائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کی ایک کانفرنس بلائی جس سے خطاب کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''فتنہ برپا ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا لیکن میں نہیں چاہتا کہ فتنہ کا دروازہ کھولنے کا الزام مجھ پر عائد کیا جائے اللہ عزوجل خوب جانتا ہے اور اسے خبر ہے کہ میں نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کے سوا کچھ نہیں کیا۔''

اصحاب سے مشورہ کے بعد خطاب کرنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود پر لگائے گئے اعتراضات کے جواب دینے کے بعد اور اصحاب سے آئندہ کے لائحہ عمل پر مشورہ کے بعد ذیل کا خطاب کیا۔

''اس وقت حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ میں آپ لوگوں کے مشوروں کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس وقت امت ایک شدید خطرے سے دوچار ہے۔ فتنوں کا دروازہ جو بند ہو چکا تھا وہ کھل چکا ہے۔ اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں نے ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور میں لوگوں کو اس شر سے محفوظ رکھنے کے بہترین اقدامات کروں گا۔ میں اپنے تمام گورنروں کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کریں اور لوگوں سے اللہ عزوجل کے حکم پر کسی قسم کی کوئی رعایت نہ برتیں۔''

فتنہ کے موقع پر عوام سے خطاب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود پر لگائے گئے الزامات اور اعتراضات کے بعد عوام الناس سے ذیل کا خطاب کیا۔

''اما بعد! میرے مخالفین مجھ پر اور میرے گورنروں پر جو الزام

لگاتے ہیں ان کا میں انہیں جواب دے چکا ہوں۔ یہ لوگ میری شرافت اور نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور بغاوت پر آمادہ ہیں۔ ان لوگوں کے لئے یہی مناسب ہو گا کہ وہ اپنے ان باطل خیالات کو تبدیل کریں اور اپنے برے ارادوں سے باز رہیں تاکہ معاملات احسن طریقہ سے چل سکیں۔ میرے جو گورنر غلط تھے میں انہیں تبدیل کرتا ہوں اور انہیں لوگوں پر کسی قسم کی سختی کی اجازت نہیں دیتا اور میں اپنی اس نرم خو طبیعت کو ہرگز نہیں بدلوں گا۔''

شرپسندوں سے خطاب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ شرپسند کسی بھی قسم کی مصالحتی کوششوں کے باوجود اپنے ارادوں سے باز نہیں آ رہے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اما بعد! تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کم تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون جنت کے عوض مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ زمین خرید کر اسے مسجد کے لئے وقف کرے گا۔ میں نے وہ زمین خریدی اور مسجد کے لئے وقف کر دی۔ آج تم اس بابرکت مسجد میں اکٹھے ہوتے اور نمازیں ادا کرتے ہو۔ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو یہاں کا پانی کھاری تھا اور ماسوائے ایک کنوئیں کہ جو ایک یہودی کی ملکیت تھا میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور آج تم مجھے

اور میرے گھر والوں کو پیاسا رکھتے ہو۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کا ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے گرد اپنا محاصرہ مزید تنگ کر دیا۔ اس محاصرہ کے دوران کھانے پینے کی کسی شے کو آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نہ جانے دیا گیا۔ جس وقت شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

''تم مجھ سے ان امور کے متعلق بازپرس کرتے ہو جن کو تم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قبول کیا تھا۔ میں نے تمہارے ساتھ نرم برتاؤ کیا اور مروت سے کام لیا اس لئے تم نے یہ جرأت کی اور آج تم اس حد تک چلے گئے ہو۔ میں تمہارا مسلمان بھائی ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکتا تھا میں نے تمہاری اصلاح کی کوشش کی۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یہ دعا نہ مانگی تھی کہ اللہ عزوجل تم پر ایسا خلیفہ بنائے جو تم سب کے لئے قابل احترام ہو اور کیا تم میرے اسلام لانے کے واقعہ کو جانتے نہیں ہو؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جب مجھ قتل کئے جانے کی افواہ مشہور ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی اور کیا تم میری دین اسلام کی خدمات سے واقف نہیں ہو؟ یاد رکھو! اگر تم مجھے ناحق قتل کرو گے تو روزِ قیامت تک تمہارے درمیان اختلافات کبھی ختم نہ ہوں گے اور

تمہاری گردنیں تلواروں سے بچ نہ سکیں گی۔"

حضرت ابولیلیٰ کندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے لوگو! تم مجھے قتل نہ کرو پس اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم پھر کبھی ایک ساتھ نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی تم کبھی ایک ساتھ مل کر کبھی جہاد کر سکو گے اور تم آپس میں بٹ جاؤ گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ گے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب سن کر شرپسندوں میں سے آواز آئی بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے ہیں مگر ہم آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹائے بغیر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی کھڑکی پر تشریف لائے اور شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اما بعد! تین لوگوں کے علاوہ کسی دوسرے کا قتل جائز نہیں۔ اول زانی، دوم مرتد اور سوم قاتل۔ کیا تم مجھے ان تینوں جرائم میں سے کسی کا مرتکب پاتے ہو جو مجھے قتل کرنے کے درپے ہو؟ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو جان لو کہ مجھے قتل کرنے والو تم اپنی تلوار کو گردنوں پر رکھ رہے ہو۔ اللہ عزوجل میرے بعد تم میں کبھی اتفاق پیدا نہیں کرے گا اور تمہارے اختلافات کبھی ختم

نہ ہوں گے۔"

حضرت ابو مامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پر موجود تھا جب شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اما بعد! تم میرے قتل کے درپے ہو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون ماسوائے تین باتوں کے حلال نہیں۔ اول وہ جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو، دوم جس نے زنا کیا ہو اور سوم جس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو پس اللہ کی قسم! میں نے ان تینوں میں سے کوئی کام نہیں کیا پھر بھی تم مجھے ناحق قتل کرنا چاہتے ہو۔"

O......O......O

اہم مواقع پر مکتوبات لکھنے کا فیصلہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اہم مواقع پر جو مکتوبات لکھے ان میں سے چند ایک بطورِ نمونہ ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

گورنروں کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مستقبل میں درپیش مسائل کو نظر میں رکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ تمام گورنروں کو مراسلے ارسال کئے اور انہیں اپنے منصب کے ساتھ انصاف کرنے اور دین اسلام کی ترقی و ترویج کی ہدایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ جس طرح دین اسلام کی ترقی کے خلاف منافقین نے سازش کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے وہ آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی سازشوں کا محاذ کھول لیں گے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بھی ممکنہ طور پر ان حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گورنروں کے نام ذیل کا مکتوب تحریر کیا۔

"میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے منصب کی اہمیت کے پیش نظر اپنی تمام توجہ دین اسلام کی ترقی کی جانب ملحوظ رکھو۔ تم لوگوں کے ساتھ بہترین سلوک کرو اور اپنے فیصلے

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرو۔ عوام الناس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان پر محصولات کا زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ ذمیوں کے جو حقوق تم پر واجب ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو۔ ان کے حقوق پامال نہ ہونے دینا اور عدل وانصاف کی فراہمی تمہاری اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ اپنے دشمنوں پر نظر رکھنا اور جنگی قیدیوں کے ساتھ رواداری اور مروت برتنا۔ انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ جزیہ وصول کرنا اور اگر وہ جزیہ ادا نہ کر سکیں تو اپنے بہترین اخلاق سے انہیں متاثر کرنا اور لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا تاکہ وہ تمہاری اطاعت کو اپنا فرضِ اولین سمجھیں۔''

سرحدی کمانڈروں کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سرحدی کمانڈروں کے نام ذیل کا مکتوب لکھتے ہوئے فرمایا۔

''یاد رکھو تم مسلمانوں کے نگہبان اور محافظ ہو۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو ضابطہ اخلاق مقرر کیا تھا اس سے واقف ہو بلکہ اس ضابطہ اخلاق کو انہوں نے ہمارے مشورہ سے ہی لاگو کیا تھا پس یاد رکھو تمہاری کسی بدعنوانی کی شکایت نہیں آنی چاہئے اور اگر ایسا ہوا تو تم سے یہ منصب واپس لے لیا جائے گا اور تم سے بہتر کو اس منصب پر مقرر کیا جائے گا۔ مجھ پر بحیثیت خلیفہ کے جو ذمہ داریاں ہیں میں ان کو انشاء اللہ

ضرور پورا کروں گا۔''

خراج وصول کرنے والے افسروں کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد خراج وصول کرنے والے افسروں کے نام ذیل کا مکتوب لکھا۔

''اما بعد! اللہ عزوجل نے مخلوق کو حق اور انصاف کے ساتھ پیدا کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ صرف حق اور انصاف کو قبول کرتے ہیں پس جب تم خراج وصول کرو تو حق و انصاف کو ملحوظ رکھو اور جب تم دوسروں کے حقوق ادا کرو گے تو انصاف اور حق کے ساتھ ادا کرو اور میں تمہیں ایمانداری اور دیانتداری کی تلقین کرتا ہوں اور اللہ عزوجل تمہیں اس پر ثابت قدم رکھے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ سب سے پہلے تم ہی دیانتداری کا دامن چھوڑ دو اور اگلی نسلوں کے بددیانتی کرنے والون کی فہرست میں تمہارا شمار ہو۔ امانت و دیانت کے ساتھ ضروری ہے کہ تم اپنے عہد و پیمان پر بھی قائم رہو اور کسی یتیم کا حق نہ مارو۔ تم کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرنا اور ایسا کرنے والے کا مواخذہ اللہ عزوجل کرنے والا ہے۔''

عوام الناس کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد دیگر صوبوں اور شہروں کے عوام کے نام ذیل کا مکتوب لکھا جسے ان علاقوں کے گورنروں نے خطبہ جمعہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔

"اما بعد! یاد رہے کہ آپ نے جو کامیابی اور سربلندی حاصل کی ہے وہ اقتداء اور اتباع کی مرہونِ منت ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر کہیں تم راہِ حق سے نہ بھٹک جاؤ اور میں اس کے آثار دیکھتا ہوں کہ تم نعمتوں سے خوب نفع اٹھاؤ گے اور لونڈیوں سے تمہاری اولاد بائع ہو جائے گی اور بدوں عربوں اور غیر عربوں میں قرآن خوانی عام ہو جائے گی تو تم اقتداء اور اتباع کو چھوڑ کر اپنی رائے سے اجتہاد کرو گے اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے غیر عربوں کی سمجھ میں جب کوئی بات نہیں آتی تو وہ اجتہادِ رائے سے کام لیتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے کچھ عرصہ قبل مصر کے مالی معاملات کو بہتر بنانے کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو خراج کی وصولی پر مقرر کیا تھا اور مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اختیار صرف سیاسی و جنگی امور تک محدود کر دیا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ آ کر کہا کہ مصر میں دوہرا نظام ختم کر دیں وگرنہ میں استعفیٰ دے دوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کا ماضی گواہ ہے کہ اس کی وجہ سے مصر کے خراج میں اضافہ ہوا ہے لہٰذا ان کو اس عہدہ سے معزول کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔ تم اپنے عہدہ پر کام کرو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا مگر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے مناسب نہ جانا اور استعفیٰ دے دیا۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس دوران اسکندریہ میں بغاوت ہو گئی اور اسکندریہ ۲۱ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر نے فتح کیا تھا۔ اسکندریہ میں مسلمانوں کے ٹھکانوں کو باغیوں نے تباہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اسکندریہ کی بغاوت کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

''اما بعد! تم جانتے ہو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ
کی حفاظت کی کس قدر فکر تھی اور اب رومی عہد شکنی کر چکے ہیں
تم اس بغاوت کو کچلو اور اسکندریہ میں اپنی فوجی چوکیاں قائم
کرو اور یہاں موجود فوج کو باقاعدگی کے ساتھ جنگی سامان
اور خوراک فراہم کرتے رہو اور اسکندریہ کی بغاوت ختم کرنے
کے بعد یہاں جو بھی فوج رکھو اسے چھ ماہ سے زیادہ نہ رہنے
دو اور ان کی جگہ چھ ماہ بعد تازہ دم لشکر کو تعینات کرو۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص کی جنگ کے موقع پر بحری لشکر ترتیب دینے کے حوالہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایک مشاورتی مکتوب تحریر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں جوابی مکتوب لکھتے ہوئے فرمایا۔

''تم جانتے ہو عمر (رضی اللہ عنہ) نے تمہیں اس وقت کیا جواب دیا تھا
جب تم نے ان سے بحری بیڑے کی تشکیل کی اجازت طلب
کی تھی۔''

مؤرخین لکھتے ہیں کچھ عرصہ بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بحری بیڑے کی تشکیل کے متعلق درخواست کرتے ہوئے لکھا کہ سمندری جنگ میں زیادہ خطرہ نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ذیل کا جوابی مکتوب لکھا۔

''اگر تم سمندر کے سفر میں اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ تو میں تمہارے دعویٰ کو درست مان لوں گا۔''

پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہر طرح سے یقین دہانی کروائی کہ لشکر اسلام کی حفاظت کا بھرپور انتظام کیا جائے گا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بحری بیڑہ تشکیل دینے کی اجازت دیتے ہوئے ذیل کا مکتوب لکھا۔

''تم قبرص پر حملہ کے لئے لشکر بھرتی نہ کرو اور نہ ہی قرعہ اندازی سے لشکر ترتیب دو بلکہ جو خوشی سے اس لشکر میں شامل ہونا چاہے اسے اپنے ساتھ رکھو اور جنگ کی مکمل تیاری کرو۔''

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ۲۷ھ میں نجرانیوں کا ایک وفد ملا اور اس نے اپنی شکایات پیش کیں۔ ان کی ایک شکایت یہ تھی کہ ان کے لئے نیا ماحول موافق نہیں ہے اور انہیں ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے اور دوسری شکایت یہ تھی کہ ان کے اپنے لوگ مختلف علاقوں میں بکھر چکے ہیں جس سے ان کی اجتماعی آمدنی نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ انہیں معاہدہ کے مطابق چالیس ہزار درہم سالانہ خراج دینا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نجران کے وفد کی باتیں غور سے سنیں اور کوفہ کے گورنر حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ ان کی شکایات کو دور کرنے کے لئے ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ عثمان (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین کی جانب سے ولید بن عقبہ (رضی اللہ عنہ) کو سلام!

میں اس رب کی عبادت کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ یاد رہے نجرانیوں کے وہ اکابر جو عراق میں مقیم ہیں ان کا ایک وفد مجھ سے ملا اور انہوں نے مجھے اپنی مشکلات سے آگاہ کیا ہے اور انہوں نے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ تحریر بھی دکھائی ہے جس میں انہیں یمن میں متروکہ اراضی کے عوض عراق و شام میں اراضی دینے کا حکم دیا گیا تھا اور تم اس بدعنوانی سے واقف ہو جو مسلمانوں نے ان کے ساتھ کی چنانچہ میں نے ان کے سالانہ خراج میں تیس حلے کمی کر دی ہے اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم انہیں وہ اراضی دو جس کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور دوسرے لوگوں کو سمجھا دو کہ وہ ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں کیونکہ یہ ذمی ہیں اور ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہماری ذمہ داری ہے۔ تم وہ تحریر خود بھی ملاحظہ کرنا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریر کی تھی اور اس تحریر کو پڑھنے کے بعد انہیں واپس لوٹا دینا تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ والسلام۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے گورنر بننے کے بعد حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں اہل کوفہ کی سرکشی اور ان کی فتنہ انگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً انہیں ذیل کا مکتوب لکھا۔

''حکومت میں سب سے زیادہ عزت ان پرانے مجاہدوں کی ہے جن کے ہاتھوں عراق فتح ہوا اور پھر ان لوگوں کی جو وہاں آباد ہوئے۔ اگر مجاہدین اولین حکومت کے فلاحی اور اصلاحی کاموں میں تعاون نہیں کرتے اور دوسرے طبقہ کے لوگ اس کے لئے تیار ہوں تو تب تم پرانے مجاہدوں کو نظرانداز کر سکتے ہو۔ سب کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ اور سب کے مرتبہ کو ملحوظِ خاطر رکھو۔''

کوفہ کے شرپسندوں کے نام مکتوب

کوفہ میں ابن سبا کی تحریک نے جب زور پکڑ لیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا اور کوفہ کے شرپسندوں کے نام ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

یاد رہے میں نے ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) کو جنہیں تم پسند کرتے ہو کوفہ کا گورنر مقرر کیا ہے اور سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) کو ان کے عہدے سے معزول کر دیا ہے۔ میں اپنی آبرو کو تمہارے سامنے بچھاتا رہوں گا اور صبر کروں گا اور جہاں تک ممکن ہوا تمہارے ساتھ مصالحت کی کوشش کروں گا۔ تم بے دریغ اپنے مطالبے پیش کرتے رہو میں ان کو پورا کروں گا بشرطیکہ

ایسا کرنے سے اللہ عزوجل کی مصیبت نہ آئے اور میں نہیں چاہتا کہ تم کو اپنی نافرمانی کا کوئی موقع دوں۔

عبداللہ بن عامر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے گورنر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

یاد رہے کہ بصرہ اور کوفہ کے ظالموں، سرکشوں اور شرپسندوں نے مجھ پر چڑھائی کر دی ہے اور مجھے گھیر رکھا ہے۔ میں ان کو سمجھا تا رہا ہوں اور ان کو راضی اور مطمئن کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اور اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں لیکن وہ کچھ سننے کو تیار نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے معزول کرنے یا قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے اور میں معزولی کا ان کا مطالبہ ہرگز نہیں مانوں گا اور قتل ہونے کو ترجیح دوں گا۔ میری مدد کے لئے بہادروں کا ایک گروہ لے کر آؤ اور مجھے امید ہے تمہاری مدد سے اللہ عزوجل مجھے ان حاسدوں اور شرپسندوں سے نجات دلائے گا۔ والسلام۔

اہل مکہ کے نام مکتوب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج مقرر کیا اور انہیں ایک مکتوب بھی دیا کہ وہ اس مکتوب کو حج کے موقع پر پڑھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مکتوب کو خطبہ حج کے موقع پر پڑھا۔ حضرت

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب کی عبارت یوں بیان کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عبداللہ عثمان (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین کی جانب سے مسلمانانِ عالم اور اہل مکہ کے نام!

السلام علیکم! امابعد! میں تمہیں اللہ کا خوف دلاتا ہوں جس نے تم پر اپنا فضل کیا اور دین اسلام کی تعلیمات سے تمہارے دل روشن کئے۔ اس نے تمہیں اندھیروں سے نکال کر ہدایت عطا فرمائی۔ اس نے تمہارے رزق کو بڑھایا اور تمہیں قلیل ہونے کے باوجود دشمن پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس کے تم پر بے شمار انعام ہیں اور اس کا فرمان ہے کہ اگر تم میرے احسانات شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر پاؤ گے۔ اس کا فرمان ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کا خوف دل میں رکھو جس قدر ہونا چاہئے اور جب تم مرو تو تمہاری موت اسلام پر ہو۔ اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ اسی کا فرمان ہے کہ اے ایمان والو! میرے احسانات کو یاد کرو اور وہ معاہدہ یاد کرو جس کو سن کر تم نے فرمانبرداری کا عہد کیا تھا۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس خبر کی پڑتال کرو اور اس کی تصدیق کرو اور جتنا ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ نیز فرمایا جو لوگ اللہ عزوجل کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں حقیر قیمت خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور قسموں

کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو اور اسی کا فرمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اسی کا فرمان ہے کہ اللہ نے ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو زمین پر حکومتیں عطا کرے گا مگر سرکش انسان فاسق ہے۔ نیز فرمایا اے رسول! جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پر بیعت کرتے ہیں وہ گویا اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کے ان فرمودات کی روشنی میں تم یاد رکھو کہ اللہ عزوجل اپنی فرمانبرداری سے خوش ہوتا ہے اور اس نے گناہ پر وعید نازل فرمائی ہے۔ اس نے گذشتہ قوموں کے حالات کو قرآن مجید میں بیان کرکے ہم پر حجت قائم کی ہے پس اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو۔ اگر تم گذشتہ قوموں کے حالات پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ان قوموں کی بھلائی کی اس کے سوا کوئی صورت نہ تھی کہ وہ اپنے نائد پر متفق ہوتے جو ان میں اتحاد و اتفاق برقرار رکھتا۔ اگر تم تفرقہ پھیلاؤ گے اور اختلاف کی جانب بڑھو گے تو تمہاری جماعت بھی متحد نہ رہے گی۔ دشمن تم پر غلبہ پائے گا اور تم ایک دوسرے کی عزتوں پر حملہ کرو گے۔ جان رکھو کہ اللہ عزوجل کا دین ان اختلافات کے بعد مضبوط نہ رہے گا اور تم لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو

لوگ دین میں تفرقہ پھیلانے والے ہیں ان سے کچھ تعلق نہ رکھو اور ان کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کردو۔ میں بھی تمہیں وہی نصیحت کرتا ہوں جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے کی ہے۔ میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے بھی ڈراتا ہوں جو اس نے حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت لوط علیہم السلام کی قوموں پر نازل کیا۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنا رشتہ حق تعالیٰ کے ساتھ مضبوط کرلو اور دنیوی لالچ میں اپنی آخرت برباد نہ کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب لوگوں کو حق کی دعوت دی تو کچھ لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور دشمن بن گئے۔ جنہوں نے حق کو قبول کیا پس وہ کامیاب ہوئے اور جنہوں نے حق کو قبول نہ کیا وہ اس سے دور ہوگئے۔ یہ شرپسند اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ مجھے مار کر حق قائم کرلیں گے۔ ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ حدود قائم ہونی چاہئے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم جس کو حد سمجھتے ہو اس پر بے شک حد قائم کرو خواہ وہ کوئی اپنا ہو یا پرایا۔ ان لوگوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ کتاب الٰہی کی اطاعت کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ میں نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور کہا کہ آؤ لیکن جو کچھ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ ان لوگوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ غریب کو روٹی اور مزدور کو مزدوری ملنی چاہئے۔

میں نے کہا کہ صدقہ اور خمس کے مال میں کسی کا حق ضائع نہیں ہو گا۔ ان لوگوں نے مسجد نبوی میں میرے نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی ہے اور مجھ پر پانی بند کر دیا ہے۔ اب یہ مجھ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے ناحق قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آج اگر کوئی دنیا کا طالب ہے تو اس کو تقدیر الٰہی کے مطابق حصہ ملے گا اور جو اللہ عزوجل کی رضا اور آخرت کی بھلائی اور امت کی بہتری اور حضور نبی کریم ﷺ کو تھامے ہوئے ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے بعد منتخب ہونے والے خلفاء کی اطاعت کرے گا وہ یقیناً اللہ عزوجل کی جانب سے بہترین اجر کا حقدار ہو گا۔ اللہ عزوجل بدعہدی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور میں اپنے خاندان والوں میں صبر و تحمل قائم کئے ہوئے ہوں اور اللہ عزوجل کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ تم اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق ہم دو فریقوں کا فیصلہ کرنا اور میں تمہیں اللہ عزوجل کا واسطہ دیتا ہوں اپنے عہد پر قائم رہنا کیونکہ محشر میں تمہارے عہد کے متعلق ضرور باز پرس ہو گی۔ میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں وہ تم سب کی مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ میری جانب سے تمام مسلمانوں کو سلام ہو۔"

O.....O.....O

چھٹا باب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

فضائل و مناقب، سیرتِ مبارکہ کے درخشاں پہلو،

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک،

کشف و کرامات کا بیان

O......O......O

ذوالنور لقب پایا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو لوگو
رفعت ہو بیاں کیسے عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کی
تجھ کو اے مشاہدؔ سن غم چھو بھی نہیں سکتے
محفل جو سجائی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی مدحت کی

فضائل ومناقب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ اور بلند مراتب کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات واحادیث موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بہترین نمونہ تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں بسر کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ مع سامان کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے جن میں سے نصف میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیئے اور نصف اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ دیئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جو دیئے اور جو رکھے اللہ عزوجل ان میں برکت عطا فرمائے اور اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۂ البقرہ کی آیت ذیل نازل فرمائی۔

> وہ جو اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں پیچھے دیتے ہیں نہ احسان رکھتے ہیں نہ تکلیف دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے ہاں محفوظ ہے اور انہیں نہ ہی کچھ غم ہے اور نہ ہی کچھ

اندیشہ لاحق ہے۔"

مفسرین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی، حضرت سعید بن زید، حضرت سیّدنا حمزہ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم نے نذر مانی تھی کہ اگر انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع ملا تو وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں گے یہاں تک کہ وہ راہِ خدا میں شہید ہو جائیں چنانچہ اللہ عزوجل نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نذر کے متعلق سورۃ احزاب میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

"تو ان میں کوئی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا جس کے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا اور وہ درخت ایک انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں جھکا ہوا تھا۔ اس درخت کا پھل اکثر ان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں گرتا تھا۔ ان انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو بلا کر فرمایا تم یہ درخت ان انصاری رضی اللہ عنہ کو فروخت کر دو مگر اس منافق نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس منافق کو ایک باغ دے کر وہ درخت خرید لیا اور پھر وہ درخت ان انصاری رضی اللہ عنہ کو تحفۃً دے دیا چنانچہ اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ الاعلیٰ کی آیات نازل فرمائیں۔

"عنقریب وہ نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔"

حضرت جیش بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی

کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر، عمر، عثمان و عائشہ رضی اللہ عنہم اللہ عزوجل کی آل ہیں اور علی، حسن، حسین و فاطمہ رضی اللہ عنہم میری آل ہیں۔ عنقریب روزِ محشر اللہ عزوجل میری اور اپنی آل کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ پر جمع فرمائے گا۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، کہ اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروانوہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ عزوجل ہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

''اے احد! ٹھہر جا تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں وہ کنکریاں آپ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیں اور وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں پڑھتی رہی تھیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ گھر سے باہر نکلے اور چل دیئے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور پھر آپ ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو پوچھا۔

''ابوذر (رضی اللہ عنہ)! تم کیسے آئے ہو؟''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے

رسول ﷺ کو بخوبی علم ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں تشریف فرما ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بخوبی علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دائیں تشریف فرما ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بخوبی علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تشریف فرما ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے بھی آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بخوبی علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے زمین سے سات پتھر اٹھائے اور ان پتھروں نے تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے کچھ دیر بعد وہ پتھر دوبارہ زمین پر رکھ دیئے اور پھر کچھ دیر بعد دوبارہ ان پتھروں کو اٹھایا اور انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا اور ان پتھروں نے پھر سے تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ پتھر کچھ دیر بعد دوبارہ زمین پر رکھ دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان پتھروں کو اٹھایا اور اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ان پتھروں نے پھر تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ پتھر کچھ دیر بعد زمین پر رکھ دیئے اور

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر ان پتھروں کو اٹھا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا اور ان پتھروں نے پھر تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی ان پتھروں کو زمین پر رکھ دیا۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ انہوں نے وہ طباق حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس میں سے اُس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ ﷺ کو پیارا ہو۔ وہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست انور اس میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب تو لکھا ہوا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِاَبِي بَكْرِ نِالصِّدِّيْقِ

یعنی یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقِ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

یعنی صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یعنی یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَفِي سَقَرْ

یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔ بعدازاں حضور نبی کریم

ﷺ نے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یعنی یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لئے اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمُهُ الرَّحْمٰنُ

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمٰن کا دشمن ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے طباق میں سے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

یعنی یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَّمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

یعنی علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ عزوجل کی بے حد حمد وثناء بیان کی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) دنیا وآخرت میں میرے دوست ہیں۔"

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق عثمان (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور اس ضمن میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنا زانو مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سہارا دیئے ہوئے تھے اور میں آپ ﷺ کی پیشانی پر موجود پسینے کے قطروں کو صاف دیکھ رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ)! لکھو۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل نے اپنی نبی کی امت میں یہ منصب باعزت لوگوں کو ہی عطا کیا ہے۔''

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں جانب جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے تشریف فرما ہوتے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے کاتب اسرار تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ان کے ہاتھ میں اس وقت کنگھی تھی۔ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا ابھی ابھی حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے ہیں اور میں نے ان کے سر میں کنگھی کی تو انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کو کیسا خیال کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا بھلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کا اکرام ملحوظ رکھنا کیونکہ وہ اخلاق میں

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سر دھو رہی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری بیٹی! تو عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خدمت اچھے طریقے سے کیا کر کیونکہ یہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔"

منقول ہے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چار روز سے فاقہ تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اونٹ غلہ، کھجوروں اور گیہوں کے لادے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نوافل ادا فرما رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کے لائے ہوئے راشن کی خبر ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک یہی دعا فرماتے رہے۔

"اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں پس تو بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو جا۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو نے

پہلے کیے اور جو تو بعد میں کرے گا اور جو تو نے ظاہر کیے اور جو
تو نے چھپ کر کیے اور وہ گناہ بھی جو قیامت تک ہونے والے
ہیں۔‘‘

روایت میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا۔
’’میری امت میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی اور حیاء والا
نہیں ہے۔‘‘

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا نمازِ جنازہ پڑھانے کی درخواست کی مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا۔
’’یہ شخص میرے عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اور جو میرے
عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے گا میں اس کی نمازِ جنازہ کبھی نہیں
پڑھاؤں گا۔‘‘

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے گوشت کا پیالہ دیا اور فرمایا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر لے جاؤ چنانچہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور وہاں حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ میں کبھی دخترِ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا۔ پھر جب میں وہ پیالہ دے کر واپس حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر کے اندر داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان سے بڑھ کر کوئی حسین جوڑا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے

اس سے قبل ایسا جوڑا کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے کچھ عرصہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حالات کی خبر نہ ہوئی اس دوران قریش کی ایک عورت حبشہ سے مکہ آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اپنی بیٹی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کیا؟ اس عورت نے کہا میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک جانور پر سوار تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی بات سن کر فرمایا۔

> "اللہ عزوجل ان دونوں کا حامی و ناصر ہو، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں پتہ چلا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی کہ جب تک ہم عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔ اس بیعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا

جاتا ہے۔ اس موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

''اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس سخاوت کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

''آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو کچھ کرے گا اس کو اس کچھ نقصان نہ ہوگا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک تہائی لشکر کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لیا اور اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور دیگر سامانِ حرب کے علاوہ ایک ہزار دینار بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک سے قبل اپنا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام بھیج رہے تھے جس میں دو سو اونٹ شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دو سو اونٹ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نے دس ہزار دینار غزوۂ تبوک کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضور نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو دیکھتے اور دعا فرماتے تھے۔

''اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔''

ایک روایت کے مطابق غزوۂ تبوک کے موقع پر کھانے پینے کی اشیاء کی قلت ہو گئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہیں چلے گئے اور جب کچھ دیر بعد لوٹ کر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سامانِ خورد ونوش سے بھرے ہوئے اونٹ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر اسلام کی کفالت کی۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے، لوگوں کو بھوک کی سختی لگی یہاں تک کہ آثارِ غم ہم ایک دوسرے کے چہروں پر دیکھ رہے تھے۔ منافقین کے چہرے اس وقت خوشیوں سے دمک رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا۔

''اللہ کی قسم! سورج غائب نہیں ہو گا کہ اللہ عزوجل تمہارے پاس رزق بھیج دے گا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو اس وقت چودہ اونٹ مع غلہ کے خریدے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھ کر منافقین کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ مع غلہ کے تقسیم کیے۔ اس رات میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اس وقت میں جلدی میں ہوں کیونکہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے ہزار اونٹ صدقہ کیے ہیں اور اللہ عزوجل نے ان سے خوش ہو کر ان کا نکاح جنت کی ایک عروس کے ساتھ کیا ہے اور میں اس نکاح کی محفل میں شریک ہونے جا رہا ہوں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ) کو جنت کی بشارت دو اس مصیبت کے ساتھ جو اسے پہنچے گی۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن طلوع آفتاب کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب تشریف لائے اور فرمایا میں نے فجر سے قبل خواب دیکھا کہ مجھے چابیاں اور ترازو عطا کیے گئے۔ پھر مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا اور پھر وزن کیا گیا اور میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس ابوبکر

(رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس عمر (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس عثمان (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا اور پھر اس پلڑے کو اٹھا لیا گیا۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

"اے لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی میں ان سے راضی ہوں اور یاد رکھو کہ میں عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن اور مہاجرین اوّلین سے راضی ہوں اور تم ان کے حق میں میری بات یاد رکھو۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے ساتھ بغض رکھا وہ دین اسلام سے خارج ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''قریش میں سے تین اشخاص ایسے ہیں جو تمام لوگوں سے
زیادہ روشن چہرہ اور حسن اخلاق والے اور سب سے زیادہ حیاء
والے ہیں اور اگر وہ تم سے بات کریں تو کبھی جھوٹ نہ بولیں
اور وہ تین اشخاص حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان غنی اور
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کسی نبی کو شہید کیا جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس نبی کی امت سے ستر ہزار لوگوں کو بدلے میں مارتا ہے اور جب کسی خلیفہ کو شہید کیا جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس امت کے پینتیس ہزار لوگوں کو بدلے میں مارتا ہے۔

O.....O.....O

خلافت کی تائید احادیث سے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بلاشبہ منصب خلافت کے حقدار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کا حق اتباعِ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان چھ اشخاص میں شامل تھے جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بوقت شہادت منصب خلافت کے لئے نامزد کیا تھا اور پھر اتفاقِ رائے سے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق احادیث نبوی ﷺ بھی وارد ہوئی ہیں ذیل میں ان احادیث میں سے چند ایک بطورِ نمونہ بیان کی جا رہی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا اس دوران کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ خلافت اس کے لئے ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا حضور

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت اس کے لئے ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد وہ خلیفہ ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دیئے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے بعد ہمارے ساتھ ایسی بخشش وعطا کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش و عطا کا معاملہ کون کرے گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے جواب کے متعلق بتایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو ان کے بعد بخشش و عطا کا معاملہ کس کے سپرد ہوگا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے بعد یہ معاملہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہوگا۔ اس شخص نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"گذشتہ رات خواب میں ایک نیک آدمی دکھایا گیا جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو مجھ سے منسلک کر رہا تھا اور پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کو عمر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ وہ نیک آدمی حضور نبی کریم ﷺ خود ہی ہیں اور بعض کا بعض کے ساتھ منسلک ہونا درحقیقت اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے جس کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑا اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور ابھی وہ پی رہے تھے کہ وہ ڈول ہل گیا اور کچھ پانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر گر گیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتایئے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے
ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں
گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے
مصاحب ہوں گے۔''

O......O......O

سیرتِ مبارکہ کے درخشاں پہلو

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی نیک تھے اور نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں جاری ہر قسم کی برائیوں سے دور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنا مال مساکین، غرباء اور یتیموں پر بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے اور پھر جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا مال دین اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شرم وحیاء کا پیکر تھے اور عادات واطوار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا پرتو تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کے چند پہلوؤں کا احاطہ کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زرہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس

آ جانا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفتہً دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا وہ اس سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔

عثمان (رضی اللہ عنہ) جامع قرآن اور حبیب الرحمٰن ہیں:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ

''عمر (رضی اللہ عنہ) تم مجھ سے افضل ہو اس لئے امامت کے فرائض تم انجام دو گے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عثمان (رضی اللہ عنہ) بہت

اچھا انسان ہے، وہ میرا داماد ہے، اللہ عزوجل نے میرے نور
کو اس کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد پھر بھی امامت سے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو کیسے بھول سکتا ہوں
عثمان (رضی اللہ عنہ) جامع قرآن اور حبیب الرحمٰن ہیں۔''

عثمان (رضی اللہ عنہ) شرم وحیاء والے ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس دوران میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور خود اسی طرح لیٹے رہے۔ والد بزرگوار آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ دیر بات کی اور واپس چلے گئے۔ والد بزرگوار کے جانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی بات کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جانے کے کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا اپنی چادر سنبھالو۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور کچھ دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا جب

والد بزرگوار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ لیٹے رہے اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور میری چادر بھی مجھے واپس لوٹا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ) شرم وحیاء والے ہیں اور مجھ ڈر تھا کہ اگر میں اسی حالت میں رہا تو وہ مجھ سے بات نہ کر سکیں گے اور میں ان سے شرم کیوں نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں۔

میں ان سے حیاء کیوں نہ کروں:

ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حجرہ مبارک میں لیٹے ہوئے تھے اور میں ان کے نزدیک تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اس دوران والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے گفتگو فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر تشریف لائے۔ ابھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تشریف لائے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپ لیا اور مجھے کہا کہ میں یہاں سے ہٹ جاؤں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کچھ دیر بعد جب یہ تینوں حضرات واپس چلے گئے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا

جب میرے والد بزرگوار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ بدستور لیٹے رہے، نہ ہی اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپا اور نہ ہی مجھے ہٹنے کے لئے کہا لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مجھے بھی ہٹا دیا اور خود اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ڈھانپ لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں اس شخص سے کیوں حیاء نہ کروں
جس سے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔''

فرشتے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے حیاء کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ حجرہ مبارک میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور وہ بھی حجرہ مبارک میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ اور پھر اپنے دونوں زانوؤں کو ڈھانپ لیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب کچھ دیر بعد یہ تینوں حضرات واپس چلے گئے تو ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ جب میرے والد اور ان کے ساتھی تشریف لائے تو آپ ﷺ نے نہ ہی مجھے ہٹنے کا حکم دیا اور نہ

اپنے زانو ڈھانپے اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے مجھے بھی ہٹنے کا حکم دیا اور اپنے زانو بھی ڈھانپ لئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بلاشبہ فرشتے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے حیاء کرتے ہیں جیسا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول (ﷺ) کرتے ہیں اور اگر عثمان (رضی اللہ عنہ) آ جاتے اور تم میرے قریب ہوتیں تو وہ مجھ سے بات نہیں کر سکتے تھے۔''

جنتی حور کے ساتھ عقد:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک دن حضرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج شام تک اللہ عزوجل تمہاری پریشانی دور کر دے گا۔ اسی عرصہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ مدینہ منورہ کے تاجر غلہ خریدنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ بتاؤ کہ ملک شام سے یہ غلہ جو میرے پاس آیا ہے تم اس پر کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے کہا کہ دس درہم کے غلہ پر دو درہم منافع دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے زیادہ نفع ملتا ہے۔ بالآخر بات چیت کرتے کرتے ان تاجروں نے کہا جو مال آپ رضی اللہ عنہ نے دس درہم میں خریدا ہے ہم اس کے پندرہ درہم دیں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تاجروں کی بات سنی تو فرمایا مجھے اس سے زیادہ منافع مل رہا ہے۔ تاجروں نے حیرانگی سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کو اس قدر منافع کون دے رہا ہے جبکہ مدینہ منورہ کے تاجر تو ہم لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

مجھے ایک درہم کے مال کی قیمت دس درہم مل رہی ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ تاجروں نے انکار کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم گواہ رہو کہ میں نے یہ سب غلہ راہِ خدا میں مدینہ منورہ کے مساکین میں تقسیم کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار نوری لباس زیب تن کئے ہوئے تشریف لے جارہے ہیں میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”مجھے جانے کی جلدی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے آج ایک ہزار اونٹ غلہ صدقہ دیا ہے اور اللہ عزوجل نے اس کو قبول فرما کر جنت میں ایک حور کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا عقد کیا ہے میں اس نکاح میں شریک ہونے کے لئے جارہا ہوں۔“

انفاق فی سبیل اللہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا۔ اتفاق سے ان دنوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کئی سو اونٹ غلے کے تجارت کی غرض سے منگوائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ غلے کے اونٹ انہیں فروخت کر دیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو انکار کر دیا جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت افسوس ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غلے کے تمام اونٹ اہل مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے آپ

رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بیچے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے ان کی قیمت کم دے رہے تھے جبکہ میں نے انہیں اپنے رب کے ہاتھوں زیادہ منافع پر فروخت کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کے اس انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ سے بے حد خوش ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مال پیش کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوتے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے اور اگر کسی کو کچھ ضرورت نہ ہوتی تو چلے جاتے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے چند نمازیں پڑھائیں لیکن نماز کے بعد نہ بیٹھے۔ میں نے حضرت یرفاء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا کچھ معاملہ ہے؟ اس دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور ہم سب مل کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مالِ کثیر سامنے رکھا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت یرفاء رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ مال تم لے لو کیونکہ تم دونوں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ مالِ کثیر رکھتے ہو تم دونوں یہ مال آپس میں تقسیم کر لو اور جو بچ جائے وہ مجھے لوٹا دو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ مال اس وقت اللہ کے پاس نہیں تھا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کھال بھون کر کھاتے تھے۔ میں نے عرض کیا بے شک یہ مال تب بھی اللہ عزوجل کے پاس ہی تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور یہ مال اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں فتح کے بعد حاصل ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ کرتے جو آپ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور نبی کریم ﷺ کیا کرتے؟ میں نے عرض کیا حضور نبی کریم ﷺ اس مال کو کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ میری بات سن کر آپ رضی اللہ عنہ اس درد کے ساتھ روئے کہ ان کی پسلیاں ایک دوسرے کے اوپر چڑھ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں معاملہ خلافت سے سراسر چھوٹ جاؤں اور نہ مجھے کچھ نفع ہو نہ خسارہ۔

علمی مقام ومرتبہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار زمانہ جہالت کے ان چند افراد میں ہوتا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی تعلیم لڑکپن میں ہی حاصل کی اور اس دور میں رائج تمام مروجہ علوم پر دسترس حاصل کی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو معاشرہ میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی اس ذہانت کو دین اسلام نے مزید نکھار دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اسی صفت کی بناء پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی کے منصب پر فائز کیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنا زانو مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سہارا دیئے ہوئے تھے اور میں آپ ﷺ کی پیشانی پر موجود پسینے کے قطروں کو صاف دیکھ رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ کچھ دیر بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! لکھو۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل نے اپنی نبی کی امت میں وحی لکھنے کا منصب عزت والوں کو ہی عطا کیا

ہے۔"

فقہی مسائل پر اور اجتہادی امور پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کوئی مدمقابل نہ سمجھا جاتا تھا۔ حج، زکوٰۃ، جزیہ، خراج اور دیگر امور سے متعلق آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اہم فیصلے کئے۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ میں اس جانب تھا جو خانہ کعبہ کے ساتھ متصل ہے اور جب ہم رکن غربی پر پہنچے تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو کھینچا تا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس گوشہ کو بوسہ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم مجھے کیوں کھینچ رہے ہو؟

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ اس گوشہ کا استلام نہ کریں گے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا ہاں کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مغربی کونوں کا استلام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تو پھر کیا تمہارے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کافی نہیں ہے؟"

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر اپنے آپ کو اس کونے سے دور رکھو۔

فن تقریر اور مکتوب نویسی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات اور دستاویزات موجود تھیں جن کی

مدد سے آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر فقہی مسائل کے حل میں راہنمائی حاصل کرتے تھے۔

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ

"عمر (رضی اللہ عنہ) تم مجھ سے افضل ہو اس لئے امامت کے فرائض تم انجام دو گے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عثمان (رضی اللہ عنہ) بہت اچھا انسان ہے، وہ میرا داماد ہے، اللہ عزوجل نے میرے نور کو اس کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد پھر بھی امامت سے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو کیسے بھول سکتا ہوں عثمان (رضی اللہ عنہ) جامع قرآن اور حبیب الرحمٰن ہیں۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت فرمایا۔

"اللہ کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کیسے بیان کروں۔ مجھے ایسی کوئی بات معلوم نہیں جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہوں۔ میں ایسی کسی بات کے بارے میں نہیں جانتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ

بے خبر ہوں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ایسا کوئی علم حاصل نہیں کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حضور نبی کریم ﷺ سے حاصل نہ کیا ہو۔ جس طرح میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سنا اور جس طرح میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً ہم سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کی۔''

معمولی لباس:

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ مال دار تھے لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا لباس نہایت معمولی ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی چادر کی قیمت زیادہ سے زیادہ آٹھ درہم تھی جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی قمیص کی قیمت بھی آٹھ درہم سے زیادہ نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ پاؤں میں جو جوتی پہنتے تھے وہ باریک تسمے والی اور درمیان سے کٹی ہوئی ہوتی تھی۔

حضرت عبدالملک بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز مسجد نبوی ﷺ میں دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے ایک عدنی موٹا تہہ بند باندھ رکھا تھا جبکہ ایک معمولی کوفی چادر آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر تھی۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نمازِ جمعہ کے وقت منبر پر بیٹھے دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت جو لباس زیب تن کیا ہوا تھا اس کی قیمت کسی بھی طرح پانچ درہم سے زیادہ نہ تھی۔

وضو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنا:

مسند احمد میں منقول ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور پھر فرمایا کیا میں تم سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس نے کامل وضو کیا اور پھر مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد نماز پڑھی تو ان دونوں نمازوں کے مابین جو گناہ ہوں گے اللہ عزوجل انہیں بخش دے گا۔

حضرت حمران بن ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور پھر وضو فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا، سر کا مسح کیا اور پھر دونوں پاؤں کو دھویا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ بات نہیں پوچھو گے کہ میں کیوں مسکرایا؟ اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی منگوایا اور پھر وضو کیا جیسا میں نے کیا اور پھر وضو کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> ”بندہ وضو کے لئے پانی طلب کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے جو بھی گناہ صادر ہوتے ہیں اللہ عزوجل انہیں معاف فرما دیتا ہے اور پھر جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ

دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ بھی اللہ عزوجل معاف فرما دیتا ہے۔ پھر جب بندہ مسح کرتا ہے تو اللہ عزوجل سر کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔ پھر جب بندہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اللہ عزوجل پاؤں کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کامل وضو کیا تو یہ فرض نمازوں کے مابین ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔

یہ مضبوط، قوی اور امین ہیں:

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ صدقہ کے کچھ اونٹ بیت المال میں آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا تاکہ ان کے کوائف تیار کیے جائیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ خود دھوپ میں کھڑے ہو کر ان اونٹوں کے رنگ، عمر اور حلیہ لکھواتے رہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھے اونٹوں کے کوائف تحریر فرما رہے تھے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سر پر کھڑے لکھوا رہے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بتاتے جاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت دو کالی چادریں تھیں جن میں سے ایک کو آپ رضی اللہ عنہ نے بطور تہبند باندھا ہوا تھا جبکہ دوسری کو اوپر لپیٹ رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اونٹوں کو گنتی کر کے ان کے رنگ اور ان کے دانت لکھوا رہے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا قول حضرت موسیٰ

علیہ السلام کے متعلق نہیں پڑھا جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ القصص میں کیا گیا ہے کہ ابا جان! انہیں ملازم رکھ لیجئے کیونکہ یہ وہ ہیں جوان سب سے بہتر ہیں جنہیں آپ علیہ السلام ملازم رکھنا چاہیں اور یہ قوی اور امین ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''یہ مضبوط، قوی اور امین ہیں۔''

عفو و درگزر سے کام لینا:

حضرت عمران بن عبداللہ بن طلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دروازے سے داخل ہوئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ بالعموم داخل ہوتے تھے اور جب آپ رضی اللہ عنہ دروازہ سے داخل ہونے لگے تو دروازہ تنگ محسوس ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رفقاء سے کہا دیکھو یہ دروازہ تنگ کیوں ہے۔ جب رفقاء نے دیکھا تو ایک شخص ہاتھ میں خنجر لئے دروازہ کے پیچھے کھڑا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ اس کے ہاتھ میں یہ خنجر کیسا ہے اور وہ کون ہے؟ تو وہ شخص بولا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے یہاں چھپا ہوا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! تجھے کس بات نے میرے قتل پر آمادہ کیا؟ وہ بولا آپ رضی اللہ عنہ کے یمن کے گورنر نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے اپنا معاملہ میرے سامنے پیش کیا جو میں تجھے اس گورنر کے ظلم سے نجات دلاتا اور اس کی سرزنش کرتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے رفقاء سے پوچھا تم مجھے اس کے معاملہ میں کیا مشورہ دیتے ہو؟ وہ بولے آپ

رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے اس پر قدرت دی ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ وہی سلوک کریں جو یہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر اللہ عزوجل نے مجھے اس کے شر سے محفوظ فرما دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تم اپنا کوئی ضامن لاؤ جو یہ ضمانت دے کہ تم آئندہ مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو گے۔ وہ شخص اپنا ضامن لے آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے معاف فرما دیا۔

پیکر شرم وحیاء:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیکر شرم و حیاء تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

''میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے حیاء کرتا ہوں کیونکہ فرشتے بھی اس سے حیاء کرتے ہیں۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاء کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ گھر کا دروازہ اگرچہ بند ہوتا تھا مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کپڑے اتار کر نہ نہاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔

''میں اندھیرے میں بھی نہاتا ہوں تو اللہ عزوجل کی حیاء سے شرم کھاتا ہوں۔''

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ گھر کے اندر بھی ہوتے تو خود سے کپڑا نہ ہٹاتے تھے حالانکہ گھر کا دروازہ بند ہوتا تھا۔ حیاء آپ رضی اللہ عنہ کی پشت سیدھی کرنے سے بھی مانع تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

''میری امت میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی حیاء والا نہیں ہے۔''

تم اپنا بدلہ لے لو:

ابی ابن شیبہ کی روایت میں ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے ایک غلام کے پاس سے گزرے اور وہ غلام اس وقت اونٹنی کو چارہ کھلا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چارہ میں کوئی ناپسندیدہ چیز دکھائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اس غلام کی سرزنش کی اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے کیے پر نادم ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا تم اپنا بدلہ لے لو۔ اس غلام نے انکار کر دیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی سرزنش نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تم مجھے مزید برا بھلا کہو اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا بدلہ پورا ہو گیا تو فرمایا آخرت کے بدلہ سے قبل یہ بدلہ کیا ہی خوب بدلہ ہے۔

چوروں کے قتل کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے گورنر تھے ان دنوں کچھ نوجوانوں نے ایک شخص کے گھر نقب زنی کی اور اس شخص کی آنکھ ان نوجوانوں کی آہٹ سے کھل گئی۔ اس شخص نے تلوار پکڑی اور کمرے سے باہر نکلا مگر جب اس نے دیکھا کہ اس کے مقابل ایک بڑی جماعت ہے تو اس نے چیخ ماردی۔ وہ نوجوان بولے اگر تم نے مزید کچھ کہا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے مگر وہ شخص خوف کے مارے ایک مرتبہ پھر چیخ پڑا۔ ان نوجوانوں نے اسے قتل کر دیا۔ ایک شخص نے ان نوجوانوں کو دیکھ لیا اور پھر اس کی نشاندہی پر ان نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ولید

بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے متعلق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا اور مشورہ طلب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اگر گواہ موجود ہیں تو پھر انہیں بھی قتل کر دو چنانچہ گواہوں کے بیانات کے بعد ان نوجوانوں کو قتل کر دیا۔

یہ محفل فخر و مباہات کے لئے نہ سجائی گئی ہو:

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو ایک جگہ کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب دونوں حضرات اس جگہ تشریف لے جانے لگے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا ہم ایسی محفل میں شریک ہونے جا رہے ہیں جہاں میرا دل کہتا ہے ہمیں نہیں جانا چاہئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ محفل فخر و مباہات کے لئے نہ سجائی گئی ہو۔

عجز و انکساری:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے مال و دولت سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا مال و دولت غریبوں میں تقسیم کرتے رہتے تھے اور جتنا خرچ کرتے اللہ عزوجل اس سے دوگنا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرماتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مزاج میں عجز و انکساری تھی۔ مال و دولت ہونے کے باوجود بھی کبھی مغرور نہ ہوتے تھے۔ مہمان نوازی کو پسند کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خوراک نہایت ہی سادہ تھی اور کھانے میں شہد اور زیتون کا استعمال فرماتے تھے۔ کبھی کبھار بھنا ہوا گوشت کھاتے تھے جبکہ ایک وقت میں دسترخوان پر ایک ہی کھانے کو پسند کرتے تھے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح سوئے ہوئے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد

کوئی نہ تھا حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔

حضرت ہمدانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ خچر پر سوار تھے اور اسی خچر پر آپ رضی اللہ عنہ کے غلام نائل (رضی اللہ عنہ) بھی سوار تھے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ سے آتے مدینہ منورہ کے نواح میں واقعہ ایک مقام پر ٹھہر جاتے تھے اور لوگ جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے سوار ہوتے تو اپنے پیچھے بچوں کو بٹھا لیتے تھے اور فرماتے تھے میں اس وجہ سے ایسا کرتا ہوں تا کہ لوگ مجھے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھیں جس کی سواری کے پیچھے بچے چلتے ہوں۔

حضرت عبداللہ رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رات کے وضو کے پانی کا انتظام خود فرماتے تھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ کہا گیا کہ یہ کام خادموں کو کرنے دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں رات ان کے آرام کرنے کے لئے ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شادی میں شرکت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شادی میں شرکت کی۔ جب کھانے کے وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کے آگے کھانا رکھا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ”میں روزہ سے ہوں لیکن میں نے یہ پسند کیا کہ میں اپنے ایک مسلمان بھائی کی دعوت میں شامل ہوں اور اس کے لئے برکت کی دعا کروں۔“

عبادت و ریاضت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر روزہ رکھتے تھے اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا آپ رضی اللہ عنہ کو بے حد شوق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر سال فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور اپنے مال سے حجاج کرام کے لئے کھانے کا بندوبست کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک خود کھانا نہ کھاتے تھے جب تک حجاج کرام کو کھانا نہ کھلا دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جس وقت محصور کیا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی تلاوت قرآنِ پاک میں ہی مشغول تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خدمت اسلام اور عبادتِ الٰہی کو اپنا شعار جانتے تھے۔ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے نزدیک نماز ادا کی اور ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔

حضرت زبیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ ان کی دادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں وہ فرماتی تھیں آپ رضی اللہ عنہ سارا سال روزے رکھتے تھے اور کبھی رات میں کسی خادم کو سوتے ہوئے نہیں جگاتے تھے۔

خوفِ خداوندی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دل میں خوفِ الٰہی بے حد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر کام کرتے وقت اللہ عزوجل کی رضا کے طلبگار رہتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر خشیت الٰہی کی وجہ سے اکثر لرزہ طاری رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے اس خوف کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے قبر آخرت کی پہلی منزل

ہے اور اگر یہ منزل آسان ہو جائے تو جان لو باقی تمام منزلیں
بھی آسان ہو جائیں گی۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور جب عذاب والی کسی آیت کو پڑھتے تو اللہ عزوجل کے خوف سے رونا شروع کر دیتے تھے۔

میں تیری گردن اڑا دوں گا:

روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا انہوں نے نئی بات ایجاد کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تیری کوئی بیٹی ہو تو کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کیے ہوئے کرے گا؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ جو انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کے بارے میں کیا میری بات سے بہتر ہے اور تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی بتا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو اللہ عزوجل سے رجوع کرتے تھے یا نہیں؟ اس شخص نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رجوع کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کی رائے دی یا نہیں؟ اس نے کہا بے شک اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کی رائے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تو پھر تو مجھے بتا کیا اللہ عزوجل کی رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی دونوں بیٹیوں کی شادی کے معاملے میں درست نہ تھی اور
اگر تو نے دوبارہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی
تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔''

انہیں چھوڑ دو یہ بدر میں شامل تھے:

حضرت عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخرمہ بن نوفل بن وہیب زہری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں سب سے بوڑھے اور نابینا تھے۔ ان کی عمر ایک سو پندرہ برس تھی اور وہ ایک دن مسجد میں کھڑے تھے کہ پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ ان کے پاس نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد نجاری رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو ایک کونے میں لے گئے اور کہا یہاں بیٹھ کر پیشاب کر لیں۔ لوگوں نے جب انہیں دیکھا تو شور مچایا۔ جب حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ پیشاب کر کے اٹھے تو کہنے لگے کہ مجھے یہاں کون چھوڑ گیا؟ لوگوں نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ انہوں نے نذر مانی کہ جب وہ مجھے ملے گا تو میں اسے ڈنڈے سے ماروں گا۔ ایک دن حضرت نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور مسجد کے ایک گوشے میں لے گئے جہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا جن کو آپ رضی اللہ عنہ ڈھونڈ رہے تھے وہ یہ ہیں۔ انہوں نے ڈنڈے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا اور ان کا سر پھوڑ دیا۔ اس دوران بے شمار لوگ وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے حضرت نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو یہ وہی ہیں جو بدر میں شامل تھے۔

O.....O.....O

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک

کسی بھی مسلمان کے لئے اس کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ حب رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہر مسلمان کا فرضِ اوّلین ہے کہ وہ اپنے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کو اجاگر کرے اور صحیح معنوں میں اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی اور آپ رضی اللہ عنہ محبت رسول اللہ ﷺ کو اپنا کل سرمایہ سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی ہر بات کو کسی پس و پیش کے بغیر قبول کرتے تھے اور اپنی جان اور مال کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ اور دین اسلام کو تقویت پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بہت زیادہ عزت کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت میرے گھر تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول فرمالی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنا شروع ہوگئے اور حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ایک

قدم مبارک جو آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑتا اسے گنتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

''عثمان رضی اللہ عنہ! تم میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، میں چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم مبارک کے عوض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں۔''

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گھر تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے قدم مبارک زمین پر پڑے تھے اسی قدر غلام آزاد فرمائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوتا کہ آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فاقہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھتے اور فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں آنسو بہایا کرتے تھے اور اپنے وہ لمحات جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بسر ہوئے تھے ان کو یاد کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ہر وقت عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے اپنا دایاں ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہاتھ میں دیا ہے میں نے اس ہاتھ کو کبھی شرمگاہ سے نہیں لگایا۔

حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا احترام کیا کرتے تھے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھتے تھے۔

تاریخ طبری میں منقول ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور اس شخص کو کوڑے لگوائے۔ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کوڑے کیوں لگوائے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا کی عزت و توقیر کیا کرتے تھے اور یہ شخص حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی توہین کرتا ہے پس میں کیسے برداشت کروں کہ جس کی عزت حضور نبی کریم ﷺ کرتے ہوں اس کی توہین کوئی کیسے کر سکتا ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے

بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفتاً دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا وہ اس سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سالار حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے جب خراسان فتح کیا تو بادشاہ یزدجرد کی دو بیٹیاں قیدی بنائی گئیں۔ انہوں نے وہ دونوں لڑکیاں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ روانہ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں لڑکیوں کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے حوالے کر دیا جن سے انہوں نے نکاح کر لئے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جس لڑکی سے نکاح کیا اس سے حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

O.....O.....O

کشف وکرامات کا بیان

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ صاحب کشف وکرامت تھے اور آپ رضی اللہ عنہ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات بیان کی جارہی ہیں تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

گستاخ کی سزا:

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ملک شام میں ایک شخص کو صدا لگاتے سنا کہ میں جہنمی ہوں۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے تھے اور وہ دونوں آنکھوں سے بھی محروم تھا۔ وہ شخص زمین پر اوندھا گرا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا یہ حال کیسے ہوا؟ اس نے کہا میرے حال کے متعلق نہ پوچھو میں وہ بدنصیب ہوں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے ان کے گھر میں داخل ہوا تھا۔ جب میں ان کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو ان کی بیوی نے مجھے ڈانٹا جس پر میں نے انہیں تھپڑ مار دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میری اس حرکت پر فرمایا اے بدبخت! اللہ عزوجل تجھے اندھا کرے اور تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے اور تو جہنم میں جلے۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے الفاظ سنے تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں وہاں سے بھاگ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بددعا پوری ہوئی اور میری آنکھیں جاتی رہیں اور میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں

بھی کٹ گئے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میں جہنم میں بھی ضرور ڈالا جاؤں گا اور میں اپنی اس حرکت پر آج بھی نادم ہوں اور اسی وجہ سے اب میں اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا پھرتا ہوں۔

ہاتھ گل سڑ گیا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک بدبخت آگے بڑھا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عصا چھین کر اسے توڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور اس شخص کو کچھ نہ کہا۔ پھر اس شخص پر اللہ عزوجل کا قہر نازل ہوا اور جس ہاتھ سے اس نے عصا چھینا تھا وہ ہاتھ گل سڑ گیا اور ایک سال بعد وہ شخص مر گیا۔

قلبی کیفیت جان لینا:

ایک مرتبہ ایک شخص نے راستے میں جاتے ہوئے ایک نامحرم عورت کی جانب غلط نظروں سے دیکھا۔ پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھ کر غصہ میں آ گئے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ نہ آتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اب لوگ میرے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کے واضح آثار ہوتے ہیں۔''

اس شخص نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہنے لگا کیا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس وحی آتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''نہیں میرے پاس وحی نہیں آتی مگر اللہ عزوجل نے مجھے ایسی فراست عطا فرمائی ہے کہ میں دلوں کے حال جان جاتا ہوں۔''

قبر کے متعلق پیشگوئی:

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے اور جنت البقیع تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے اس حصہ کی جانب گئے جسے ''حش کواکب'' کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا۔

''عنقریب یہاں ایک مردِ صالح کو دفن کیا جائے گا۔''

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت وہاں کوئی قبر نہ تھی اور وہ جگہ قبرستان سے ہٹ کر تھی چنانچہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو جنازہ کو فتنہ کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں نہ لے جایا جا سکا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین جنت البقیع کے اسی حصہ ''حش کواکب'' میں ہوئی جس کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ یہاں ایک مردِ صالح کو دفن کیا جائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روزہ افطار کرنا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب شرپسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا پانی بند کر دیا۔ میں اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ میں نے سلام کیا اور عرض کیا اگر آپ رضی اللہ عنہ کہیں تو میں پانی کا کچھ بندوبست کروں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں مجھے آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! ان بدبختوں نے تیرا پانی بھی بند کر دیا اور تو پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم درست فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب ایک ڈول بڑھایا

جس میں ٹھنڈا پانی تھا۔ میں نے اس پانی کو پیا اور سیراب ہو گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اگر چاہو تو میں ان شرپسندوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کروں یا تم روزہ میرے پاس آ کر افطار کرو گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو گی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ روزہ افطار کروں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! میں نے اس ڈول سے جو پانی پیا ہے اس کی ٹھنڈک میں اب بھی اپنے سینہ میں محسوس کرتا ہوں۔ پھر میں آپ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر واپس لوٹ آیا اور اسی شام جب کہ آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

مستقبل میں اختلافات کی پیشگوئی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا جب شرپسندوں نے محاصرہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے درپے ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تین آدمیوں کے علاوہ کسی دوسرے کا قتل جائز نہیں۔ اول زانی، دوم مرتد اور سوم قاتل۔ کیا تم مجھے ان تینوں جرائم میں سے کسی کا مرتکب پاتے ہو جو مجھے قتل کرنے کے درپے ہو؟ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو جان لو کہ مجھے قتل کرنے والو تم اپنی تلوار کو گردنوں پر رکھ رہے ہو۔ اللہ عزوجل میرے بعد تم میں کبھی اتفاق پیدا نہیں کرے گا اور تمہارے اختلافات کبھی ختم

نہ ہوں گے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ بات آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پوری ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار چلانے والے سودان بن حمران کو آپ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے قتل کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سے تلوار چھیننے والے کو ایک دوسرے غلام نے قتل کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر میں قتل کیا گیا۔ بشیر بن کنانہ اور عمرو کو شامی افواج نے قتل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مختلف گروہوں میں تقسیم ہوگئی اور آج تک امت میں اختلافات ختم نہیں ہو سکے۔

غیبی ندا:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس وقت شہید کیا گیا اس وقت غیب سے آواز آئی۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اللہ عزوجل سے ملاقات کی مبارک ہو اور تمہیں راحت اور سکون مبارک ہو۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب اردگرد نگاہ دوڑائی تو مجھے کوئی نظر نہ آیا جبکہ یہ ندا کافی دیر تک جاری رہی۔

ملائکہ جنازہ میں شریک ہوئے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ان کا جسم مبارک تین دن تک بغیر کفن کے پڑا رہا۔ تین دن بعد کچھ جانثاروں نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر رات کے اندھیرے میں گھر میں داخل ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنا کر جنت البقیع لے گئے اور رات کے اندھیرے میں قبر کھود کر آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔ جس وقت یہ جانثار جنت البقیع میں داخل ہوئے تو انہوں نے

سواروں کی ایک جماعت کو دیکھا جسے دیکھ کر یہ گھبرا گئے اور جنازہ چھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ ان سواروں کے سردار نے کہا کہ ہم سے ڈرو نہیں ہم تو ان کی تدفین میں شامل ہونے آئے ہیں۔ پھر وہ سوار آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین تک وہیں موجود رہے۔ جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین میں شامل تھے وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ وہ سوار درحقیقت ملائکہ تھے۔

بغض رکھنے کا انجام:

روایات کے مطابق ایک مرتبہ حجاج کرام کا ایک قافلہ مدینہ منورہ آیا اور یہ قافلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے گیا۔ اس قافلے میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو آپ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ جب یہ قافلہ قبر پر حاضر ہوا تو یہ شخص جنت البقیع کے باہر رک گیا اور کہنے لگا کہ میں قبر پر حاضر نہیں ہوں گا۔ جب یہ قافلہ اپنے وطن کو واپس روانہ ہوا تو راستہ میں ایک خونخوار درندہ نے اس شخص کو دبوچ لیا جو آپ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا اور دیگر قافلے والوں کو کچھ نہ کہا۔ پھر اس درندے نے اس شخص کو چیر پھاڑ کر کھا لیا۔ قافلے کے دیگر لوگ بے ساختہ بولے کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کا نتیجہ ہے۔

O---O---O

ساتواں باب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

شہادت کے اسباب، معترضین کے اعتراضات کا
جواب دینا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت،
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاندان،
شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا ردِ عمل

O......O......O

نقطہ پرکارِ حق ، مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
عقل کی منزل ہے وہ ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ

شہادت کے اسباب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر لگائے الزامات میں کسی قسم کی کوئی حقیقت نہ تھی بلکہ یہ ان حاسدین کا حسد تھا اور ان مفسدین کا شر تھا جو کسی بھی صورت دین اسلام کو پھلتا پھولتا نہ دیکھ سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہونے والی فتوحات کے سلسلہ کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ ان علاقوں میں بھی مملکت اسلامیہ کی عملداری کو یقینی بنایا جو علاقے فتح تو ہو چکے تھے مگر وہاں پر بغاوتیں سر اٹھا رہی تھیں چنانچہ جب اسلام دشمن قوتوں کو جب کسی بھی طرح مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کا راستہ دکھائی نہ دیا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر ناحق الزامات لگانے شروع کر دیئے اور پھر انہی محرکات کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کر دیا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ عنقریب وہ دن آئے گا جب کسی مسلمان کا بہترین مال بکریوں کی مانند سمجھا جائے گا جسے لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا اور سبزے کو ڈھونڈے گا تا کہ دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف سازشی عناصر کامیاب ہوئے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکے تھے تو پھر لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھی سچ ثابت ہوتے دیکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور امت

کئی گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا کہ کیا تمہیں دکھائی دے رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ نہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برستے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش برستی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال آپ رضی اللہ عنہ سے قبل دونوں خلفاء کے زمانہ سے زیادہ پرامن رہے مگر بعد میں کئی بدبخت آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور ملکی وسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں زراعت اور صنعت کی ترقی کے لئے کئی اہم اقدامات کئے۔ وہ بدبخت جو آپ رضی اللہ عنہ کی ان کامیابیوں سے جلتے تھے انہوں نے یہ افواہیں اڑانا شروع کر دیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کئی بدعات کو فروغ دے رہے ہیں اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر بہتان باندھنے شروع کر دیئے۔ وہ بدبخت حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کو بھول چکے تھے جو حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کی لشکر اسلام کو مالی امداد میں بھرپور معاونت پر فرمایا تھا کہ آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کا کسی بات پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور اس فرمان کا اصل مفہوم بھی یہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کبھی دین اسلام کی اصل روح سے نہیں ہٹیں گے اور دین اسلام پر اس کی اصل روح کے مطابق عمل پیرا رہیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ

منورہ میں تین یہود قبائل آباد تھے جو مختلف مواقع پر دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ جب ان سرگرمیوں کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں مدینہ سے نکالا تو یہ لوگ پھر بھی اسلام دشمنی سے باز نہ آئے۔ ان یہودیوں کے علاوہ کئی منافق بھی تھے جو بظاہر تو مسلمان تھے مگر درپردہ دین اسلام اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں ان فتنہ پروروں کا کوئی زور نہ چلتا تھا مگر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہ بنے تو ان فتنہ پروروں نے سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا۔ انہی فتنہ پروروں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درپے ہو گئے اور انہیں بھی شہید کر دیا۔ یہی عناصر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان جنگ کروانے والے تھے اور انہوں نے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کیا۔ بدبختوں کا یہی گروہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیتا ہے اور یہی گروہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد قریش خلفاء اور انصار وزراء قرار پائے۔ پھر جب فتوحات کا دروازہ کھلا اور سلطنت اسلامی عراق، ایران، شام، مصر اور فلسطین تک پھیل گئی۔ لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب نہ ہوئی جیسی صحبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوئی تھی۔ یہ نومسلم اگرچہ اسلام کی ترقی اور اسلامی فتوحات میں

برابر کے شریک تھے مگر یہ اکثر سوچتے تھے کہ مہاجرین انصار و قریش ان پر حکومت کر رہے ہیں اور انہیں حکومت میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت مختصر تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جلالی طبیعت سے ہر کوئی ڈرتا تھا اس لئے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی فطری رحمدلی اور شرافت کی وجہ سے ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنا شروع کر دی اور آپ رضی اللہ عنہ کے تعمیری کاموں کو بھی تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ نے کانپنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

"اے احد پہاڑ! ٹھہر جا! اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔"

حضرت ابواشعث صنعانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں چند خطباء ملک شام میں کھڑے تھے اور ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے اور پھر ان میں سب سے آخر میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان کا نام حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ تھا۔ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے یہ حدیث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو میں کبھی کھڑا نہ ہوتا اور پھر حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل کے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے اس دوران ایک شخص وہاں سے گزرا جس نے سر پر کپڑا ڈال

رکھا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب فتنے ظاہر ہوں گے کہ یہ کپڑے والا شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کپڑے والے شخص کو دیکھا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وقت ہدایت پر ہوں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ اس دن ہدایت پر ہوں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تجھے عنقریب ایک خلعت عطا فرمائے گا پھر لوگ تجھ سے مطالبہ کریں گے تو اس خلعت کو اتار دے مگر تم ان کی خواہش پر اس خلعت کو نہ اتارنا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کاش میرے پاس کوئی ہوتا جو مجھ سے باتیں کرتا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کہیں تو میں اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ ﷺ خاموش رہے اور پھر کچھ دیر بعد فرمایا کاش میرے پاس کوئی ہوتا جو مجھ سے باتیں کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کہیں تو میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ ﷺ خاموش رہے اور پھر کچھ دیر آپ ﷺ نے ایک خادم کو بلایا اور اس سے کچھ بات کہی اور وہ بات سننے کے بعد باہر چلا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ کافی دیر تک حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''بلاشبہ اللہ عزوجل تمہیں ایک خلعت عطا کرنے والا ہے مگر منافقین چاہیں گے کہ وہ تم سے اس خلعت کو واپس لیں مگر تم ان کے کہنے پر ایسا ہرگز نہ کرنا۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ عزوجل ہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت ابوحسنہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پر اس وقت پہنچا جب شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور اس وقت وہاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے بلاشبہ عنقریب فتنہ نمودار ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے کیا حکم ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت لازم ہوگی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا اسے مظلوم شہید کیا جائے گا۔

حضرت ابوسہلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شرپسندوں نے کر رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی تھی اور میں اس پر صابر ہوں۔

جاں دی پر گوارا نہ ہوئی دوری طیبہ کی
وہ حب نبی، خدمت دیں میں رہے سرشار

حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے قبیلے کا ایک وفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی موجود تھا آپ رضی اللہ عنہ اس کو سر سے پاؤں تک غصہ سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے پوچھا کیا یہ تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل اسے غارت کرے اور اس کے شر وفساد سے امت کو محفوظ رکھے۔"

حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اشتر کے متعلق فرمان بیس برس بعد حقیقت بن گیا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو ان باغیوں کا لیڈر یہی اشتر نامی شخص تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے اعتراضات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فطری طور پر نرم دل اور صلح جو تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی اسی نرم مزاجی اور صلح جو طبیعت کی بناء پر شر پسندوں کو موقع ملا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ پر وقتاً فوقتاً تنقید کرنا شروع ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے تعمیری کاموں پر اعتراض کرنے لگے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ ہر قسم کی ذاتی غرض سے بالاتر مملکت اسلامیہ کی ترقی وترویج کے لئے عملی اقدامات اٹھا رہے تھے۔ ذیل میں معترضین کے وہ اعتراضات جو آپ رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے انہیں بیان کیا جا رہا ہے۔

پہلا اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر معترضین نے پہلا اعتراض یہ لگایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہرمزان کے قتل کے بدلہ میں معاف کرتے ہوئے دیت کی رقم اپنے مال سے ادا کی حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو انہیں ہرمزان کے قتل کے عوض قتل کر دینا چاہیے تھا۔

دوسرا اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر معترضین نے دوسرا اعتراض یہ لگایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکاری خزانے کو بے دریغ خرچ کرتے ہوئے اپنے لئے گھر تعمیر کیا اور اس گھر کے ایک حصہ میں بیت المال رکھا، دوسرے حصہ میں سرکاری دفاتر بنائے، تیسرے حصہ میں مہمانوں اور سفیروں کے رہنے کی جگہ بنائی گئی جبکہ چوتھے حصے میں اپنی ذاتی رہائش گاہ تعمیر کروائی حالانکہ معترضین کا یہ اعتراض غلط تھا کیونکہ اس سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بصرہ اور کوفہ میں ایسی ہی عمارات تعمیر کی جا چکی تھیں جہاں گورنروں کی رہائش بھی تھی۔

تیسرا اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تیسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو توسیع دی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ایسا کر کے بدعت کے مرتکب ہوئے ہیں جبکہ معترضین یہ بات بھول چکے تھے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع آپ رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کر چکے تھے مگر چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ بہت زیادہ تھا اس لئے ان پر اعتراض نہ کیا جا سکا تھا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی فطری نرم دلی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا گیا تھا۔

چوتھا اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چوتھا اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں دو رکعت نماز کی بجائے چار رکعت نماز ادا کی تھی حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہم نے منیٰ میں دو رکعت نماز ہی ادا کی تھی۔

پانچواں اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پانچواں اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حکم بن العاص کو مدینہ منورہ واپس آنے کی اجازت دی تھی حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن العاص کو مدینہ منورہ جلاوطن کر دیا تھا اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم بن العاص کی نمازِ جنازہ بھی پڑھائی تھی اور ان کی قبر پر شامیانہ بھی لگوایا تھا۔

چھٹا اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر معترضین کی جانب سے چھٹا اعتراض یہ لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول نہیں کی جاتی تھی۔

ساتواں اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ساتواں اعتراض جو کیا گیا وہ یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گورنر مقرر کئے گئے تھے ان کے عہدوں سے معزول کر کے ان کی جگہ نومسلموں اور اپنے رشتہ داروں کو گورنر مقرر کیا تھا مثلاً مغیرہ بن شعبہ، ابوموسیٰ اشعری، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن ارقم اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم وغیرہ کو ان کے عہدوں سے آپ رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا تھا۔

آٹھواں اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر آٹھواں اعتراض یہ کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے

بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم شامل تھے ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کئی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا۔

نواں اعتراض:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر نواں اعتراض یہ کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے سرکاری نسخہ کے علاوہ دیگر تمام نسخوں کو جلا دیا تھا حالانکہ یہ اعتراض بھی آپ رضی اللہ عنہ پر اسی وجہ سے کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ فطری طور پر امت مسلمہ کا اتحاد چاہتے تھے اور چاہتے تھے کہ امت مسلمہ کسی بھی صورت انتشار کا شکار نہ ہو مگر معترضین چونکہ امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا تھا حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اشاعت قرآن کے عظیم کارنامے کے بارے میں فرمایا۔

> ''اے لوگو! تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ مت کہا کرو، خدا کی قسم! انہوں نے جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورہ اور اتفاقِ رائے سے کیا اور قرآن مجید میں رائج زائد لغات کو منسوخ کر کے اسے اصل قریشی لغت میں جمع فرمایا کیونکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس اختلافِ قرأت کی صورت میں ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ میری قرأت تجھ سے بہتر ہے اور میں جو پڑھتا ہوں وہ صحیح ہے اور یہ فتنہ عنقریب تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فہم وفراست سے ختم کیا اور لوگوں کو قرآن مجید کو ایک قرأت پر جمع کیا تاکہ کسی میں کوئی اختلاف باقی نہ

زہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں فرمایا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ان کاموں پر تنقید کرتے ہیں جو اگر میرے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کرتے تو ان پر کوئی بھی کسی قسم کا اعتراض نہ کرتا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والوں کے ایک گروہ نے مجھ سے ملاقات کی اور میری ان کے ساتھ شیخین رضی اللہ عنہم کی سیرتِ مبارکہ کے متعلق گفتگو کی اور میں نے ان سے ان باتوں پر بھی بحث کی جو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق کرتے تھے مگر شیخین رضی اللہ عنہم کے فعل پر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا اور میری دلیلوں سے وہ معترضین لاجواب ہو کر چلے گئے۔

فتنے کا سرغنہ عبداللہ بن سبا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے لوگ درحقیقت عبداللہ بن سبا کے پیروکار تھے۔ عبداللہ بن سبا صنعا یمن کا رہنے والا تھا اور اس کی ماں کا نام سوداء تھا جس کی وجہ سے یہ ابن سوداء کے لقب سے بھی مشہور تھا۔

عبداللہ بن سبا منافقین میں سے تھا اور مذہباً یہودی تھا۔ یہ انتہائی عیار اور مکار شخص تھا۔ عبداللہ بن سبا تورات اور انجیل کا عالم تھا اور انتہائی حاضر دماغ اور چالاک و ہوشیار شخص تھا۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور اس نے بظاہر اسلام قبول کر لیا مگر حقیقت میں یہ اپنے سازشی ذہن سے دین اسلام کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔

عبداللہ بن سبا نے کچھ برس مدینہ منورہ میں قیام کیا اور لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی اس گھناؤنی کوششوں میں ناکام رہا اور پھر مدینہ منورہ سے بصرہ چلا گیا۔ بصرہ کے لوگوں کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل تھی جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہ آئی تھی چنانچہ ان لوگوں پر اس کا وار کارگر ہوا اور یہ بصرہ میں منافقین کا ایک گروہ تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا جو اس کے اشاروں پر کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔

عبداللہ بن سبا بصرہ میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑتا اور لوگوں کے اذہان کو اپنے مذموم مقاصد میں ڈھالنے کے بعد کوفہ چلا گیا اور اس نے کوفہ میں بھی جلد ہی منافقین کا ایک گروہ تیار کر لیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں عبداللہ بن سبا لوگوں کو اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کی ترغیب دلاتے ہوئے اپنے مذموم اور گھناؤنے کھیل میں مصروف تھا۔ اس نے لوگوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف ورغلانا شروع کیا اور یہ لوگوں سے کہتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نئی نئی بدعات کو فروغ دے رہے ہیں اور اپنے خاندان اور قبیلہ والوں کو خلیفہ ہونے کی بناء پر نوازتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان اور قبیلہ کے لوگ ہیں۔

عبداللہ بن سبا کا ایک اور کارگر ہتھیار یہ تھا کہ وہ لوگوں سے کہتا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ منصب خلافت انہی کا حق ہے جبکہ وہ جانتا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی بھی طرح منصب خلافت کو اپنا حق نہیں جانتے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خیرخواہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے والے

اوّلین لوگوں میں سے تھے۔

عبداللہ بن سبا درحقیقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی خیر خواہ نہ تھا بلکہ وہ امت میں انتشار پھیلانے کے لئے ایسی من گھڑت باتیں لوگوں کو سناتا تھا۔ جب کوفہ میں بھی عبداللہ بن سبا نے اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ایک گروہ تیار کر لیا تو پھر وہ کوفہ سے شام چلا گیا اور شام جا کر اس نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کر لی۔

عبداللہ بن سبا نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت کر کے ان کا اعتماد حاصل کر لیا اور انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف من گھڑت باتیں سنا کر آمادہ کیا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جو عبداللہ بن سبا کے مذموم ارادوں کو جان نہ سکے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور انہیں برا بھلا کہا جس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھجوا دیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھجوانے سے عبداللہ بن سبا کو اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کا ایک اور موقع مل گیا اور اس نے اس بات کو خوب اچھالا اور لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایت حج کے ایام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کریں اور انہیں بتائیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان پر بے پناہ ظلم ڈھاتے ہیں اور عدل و انصاف قائم نہیں رکھتے۔

مؤرخین لکھتے ہیں عبداللہ بن سبا اپنی گھناؤنی سازش میں دن بدن کامیاب ہوتا جا رہا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کو ہوا دے رہا تھا۔ عبداللہ بن سبا کے مشہور پیروکاروں میں خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن بشیر جیسے

لوگ بھی شامل تھے جو اس کے ایک اشارے پر ہر غلط کام کرنے کو فوراً تیار تھے اور عبداللہ بن سبا کی جھوٹی تعلیمات کا پرچار کر رہے تھے۔

عبداللہ بن سبا بتدریج اپنے منصوبے پر کامیاب ہوتا چلا گیا اور اس کے پیروکار بھی لوگوں کو بھٹکانے کا کام انجام دیتے رہے۔ عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں نے لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے بظاہر شرافت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور وہ ہر اس شخص سے ملتے تھے جو کسی نہ کسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کئے گئے اقدامات سے نالاں تھا۔

عبداللہ بن سبا نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ مل کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کے خلاف نقلی دستاویزات بھی تیار کیں اور وہ ان دستاویزات کو بطورِ ثبوت دکھا کر لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے لگے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکاروں کی شرانگیزیوں کی خبر ہوئی کہ انہوں نے کوفہ، بصرہ، شام اور مصر میں اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا اور اس مجلس مشاورت میں یہ طے پایا کہ ان علاقوں میں وفد بھیجے جائیں جو لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کریں چنانچہ بصرہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھیجا گیا، کوفہ میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا، شام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھیجا گیا جبکہ مصر میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ ان حضرات کے ذمے لگایا گیا کہ وہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لیں۔ ان حضرات نے وہاں پہنچ کر حالات کا جائزہ لیا اور گورنروں کے متعلق پھیلائی گئی جھوٹی افواہوں کی تردید کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ان گورنروں پر لگائے گئے الزامات میں کسی قسم کی کوئی صداقت نہیں

پائی جاتی اور یہ تمام الزامات من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔

اشتر نخعی کی کوفہ میں شرانگیزیاں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ جزیرہ کے گورنر تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بعد میں جزیرہ کی گورنری سے معزول کر کے کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ پھر حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا گیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کی گورنری سے بھی معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ پہنچنے کے بعد منصب امارت سنبھالا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے امراء سے اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے مختلف محافل کا انعقاد کیا اور ان محافل کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے ان امراء کے خیالات کو پرکھنے اور جاننے کا موقع ملتا تھا۔ ایک دن ایسی ہی ایک محفل منعقد تھی جس میں دورانِ گفتگو اسلامی فتوحات کا ذکر چھڑ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے قریش کی تعریف کی کہ ان کے بغیر اتنی بڑی فتوحات کا ہونا ممکن نہ تھا۔ اس محفل میں کوفہ کا ایک سردار اشتر نخعی بھی موجود تھا جو قریش کی تعریف سن کر برہم ہو گیا اور کہنے لگا قریش سے زیادہ ہم نے ہمت کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ تمام فتوحات ہماری مرہونِ منت ہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں عبدالرحمٰن اسدی جو کوفہ کی پولیس کا سربراہِ اعلیٰ تھا اس نے اشتر نخعی کی بات سنی تو وہ طیش میں آ گیا۔ اشتر نخعی کے ساتھیوں نے عبدالرحمٰن اسدی کو اس مداخلت پر خوب مارا اور اس واقعہ کے بعد حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان فساد پھیلانے والوں کے

متعلق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو جوابی مکتوب لکھا کہ تم اشتر نخعی اور ان شرپسندوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھجوا دو چنانچہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان اشتر نخعی اور ان شرپسندوں کو ملک شام بھجوا دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی اور ان شرپسندوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے الجھ پڑے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی اور اس کے ساتھیوں کو ملک شام سے نکال دیا اور پھر یہ لوگ جزیرہ چلے گئے جہاں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آئے جس پر اشتر نخعی اور اس کے ساتھیوں نے توبہ کر لی کہ وہ آئندہ امت میں فساد پھیلانے اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس واقعہ کے بعد اشتر نخعی مدینہ منورہ پہنچا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حرکت پر توبہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے معافی مانگتے ہوئے یقین دلایا کہ وہ آئندہ ایسی قسم کی حرکت میں ملوث نہ ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے معاف کر دیا اور اسے واپس جزیرہ بھیج دیا۔ اشتر نخعی جزیرہ پہنچا مگر کچھ عرصہ بعد اپنی فتنہ پرور طبیعت کی بناء پر ایک مرتبہ پھر امت میں انتشار پھیلانے میں ملوث ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں شرانگیزی پھیلانے والوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم پر شام بھیج دیا تو خود کوفہ کے دیگر علاقوں میں اپنے نمائندے مقرر کرنے اور کوفہ میں عمرو بن حریث کو اپنا نائب مقرر

کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آئندہ کے لائحہ عمل کے متعلق بذاتِ خود بات کر سکیں۔ جب حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو کوفہ میں یزید بن قیس جو عبداللہ بن سبا کا پیروکار تھا اس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ یزید بن قیس کے علمِ بغاوت کے پیچھے عبداللہ بن سبا کی تحریک تھی اور اس نے عبداللہ بن سبا کے کہنے کے مطابق لوگوں سے کہا کہ ہمیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی شکایت نہیں مگر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے شکایات ہیں اور ہم چاہتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ انہیں معزول کر دیں۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے واپس کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو قادسیہ کے مقام پر یزید بن قیس نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ روک لیا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیں مگر آپ رضی اللہ عنہ کے غلام نے آگے بڑھ کر ان سے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا ہے اور جب تک وہ معزول نہ کریں آپ رضی اللہ عنہ اس عہدہ پر برقرار رہیں گے۔

یزید بن قیس اور اس کے ساتھیوں نے جب حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے غلام کی بات سنی تو طیش میں آ کر اسے خوب مارا اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس جا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کریں اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی گورنری پر اعتراض ہے۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ واپس لوٹ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے کہ کہیں یہ فتنہ زور نہ پکڑے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے خطاب کیا اور انہیں پرامن رہنے کی درخواست کی اور انہیں یقین دہانی کروائی کہ ان کے مسائل جلد حل کیے جائیں گے جس پر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پرامن رہنے کا وعدہ کر لیا۔

گورنروں کی مکہ مکرمہ طلبی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر مملکت اسلامیہ کے تمام صوبوں کے گورنروں کو مکہ مکرمہ پہنچنے کا حکم دیا چنانچہ حج کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچے اور تمام گورنر بھی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گورنروں کے آنے کے بعد یہ اعلان کروا دیا کہ اگر کسی شخص کو ان کے کسی گورنر پر کوئی اعتراض یا شکایت ہے یا پھر ان کے اندازِ خلافت سے کسی قسم کی کوئی شکایت ہے تو وہ اپنی شکایت بیان کر سکتا ہے انشاء اللہ العزیز اس کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس اعلان کے بعد کوئی شخص آگے نہ بڑھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ عام مسلمانوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے یا آپ رضی اللہ عنہ کے کسی گورنر سے کوئی شکایت نہیں ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تھے تو اس دوران عبداللہ بن سبا کے ساتھی جو شر پھیلانے والے تھے وہ سب مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی جانب سے کسی قسم کی شکایت نہ ملنے کے بعد اپنے گورنروں کا ایک اجلاس بلایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس اجلاس سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''فتنہ برپا ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا لیکن میں نہیں چاہتا کہ فتنہ کا دروازہ کھولنے کا الزام مجھ پر عائد کیا جائے اللہ عزوجل خوب جانتا ہے اور اسے خبر ہے کہ میں نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کے سوا کچھ نہیں کیا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر عرض کیا۔

''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ اپنے امور ہمارے سپرد کر دیں ہم حالات کو بہتر بنائیں گے خواہ اس کے لئے ہمیں لوگوں کا مواخذہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے میں شام کو ان لوگوں کے شر سے محفوظ کرلوں گا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فی الفور کوئی جواب نہ دیا اور اپنے دیگر گورنروں کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا۔

''سب اپنے اپنے علاقوں میں امن قائم کریں اور اس دوران میں مدینہ منورہ میں رہ کر صورتحال کی نگرانی کروں گا اور حالات کو بہتر کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ عوام الناس اس فتنہ سے محفوظ رہ سکیں۔''

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''فتنہ پھیلانے والے لوگ لالچ، طمع اور حسد کا شکار ہیں اور انہوں نے عام لوگوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملایا ہے اور جو لوگ لالچ میں ڈوبے ہوئے ہیں انہیں درہم و دینار کے ذریعے ہی راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے۔''

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی بات کے بعد عرض کیا۔

''امیر المومنین! فتنہ پھیلانے والے اپنے سرداروں کی ترغیب پر ہر وہ کام کرنے کو تیار ہیں جو امت مسلمہ میں فتنہ پھیلانے کا باعث بنے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کہا۔

''عوام جب فارغ ہوتے ہیں تو شیطان ان کے اذہان پر قابض ہو جاتا ہے اور ان کے دماغ میں فتور پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا انہیں مصروف رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انہیں جہاد میں مشغول رکھا جائے تا کہ حالات پر قابو پایا جا سکے۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو اس موقع پر موجود تھے انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ امور کے متعلق ایسا فیصلہ کیا جس سے عام لوگ خوش نہیں ہوئے آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیتے ہوئے یا تو خلافت سے دستبردار ہو جائیں یا پھر وہ کریں جو آپ رضی اللہ عنہ کی منشاء کے مطابق ہو۔''

پھر جب اجلاس اختتام پذیر ہوا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس ہی روک لیا اور ان سے پوچھا تم نے میرے بارے میں ایسی بات کیوں کہی جبکہ تم میرے متعلق جانتے ہو؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''امیر المومنین! میری اس گفتگو سے یہ ہرگز مطلب نہ نکالا جائے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا خیرخواہ نہیں ہوں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات تو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے مگر میری یہ تمام باتیں اس مصلحت کی وجہ سے تھیں کہ شرپسند جو اس اجلاس سے باخبر رہنا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنا خیرخواہ جانیں اور وہ مجھے اپنا رازدار بنالیں تاکہ مجھے ان کے ارادوں کی خبر ہو اور مجھے آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے شر سے بچانے کا موقع مل سکے۔''

O.....O.....O

معترضین کے اعتراضات کا جواب دینا

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام گورنروں سے مشورہ کرنے اور ان کی رائے جاننے کے بعد فتنہ کے سدباب کے لئے مؤثر ہدایات جاری کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مناسک حج ادا کئے اور جب حج سے فارغ ہوئے تو اپنے تمام گورنروں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت زید بن ثابت، حضرت ابواسید ساعدی، حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم نے اتفاقِ رائے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ موجودہ صورتحال کے متعلق فیصلہ کیا جا سکے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا۔

> ''امیر المومنین! مجھے جس بات کا علم ہے اس بات کا علم آپ رضی اللہ عنہ کو بھی ہے اور جیسے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور جیسے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہوں آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں اور یہ شرف شیخین رضی اللہ عنہم کو بھی حاصل نہ ہوا۔''

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حالات کے متعلق مشورہ کیا اور تفصیلی گفتگو کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس موقع پر انتہائی سوچ سمجھ کر کوئی بھی قدم اٹھائیں۔

روایات میں آتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ آمد کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم اور دیگر شامل تھے انہیں بلایا۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے تمام گورنر بھی موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مستقبل کے فتنہ کو بھانپتے ہوئے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

> ''اما بعد! آپ تمام حضرات کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور آپ حضرات امت کے نگہبان ہیں۔ آپ حضرات نے اپنے بھائی عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت پر اتفاق کیا اور اب جبکہ وہ ضعیف ہو چکے ہیں تو ان پر اعتراض کئے جا رہے ہیں اور ان کے خلاف سازشیں کی جا رہی ہیں۔ اگر آپ سب کی کوئی رائے ہے تو اس سے ہمیں آگاہ کیجئے اور میں آپ حضرات کو شافعی جواب دوں گا مگر یہ بات یاد رہے کہ اگر کسی کو یہ طمع ہو کہ وہ خلیفہ بننا چاہتا ہے تو وہ جان لے کو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سخت بات سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کھڑے ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ کر بٹھا دیا۔

اعتراضات کے جوابات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے جب منصب خلافت سنبھالا تو انتہائی احتیاط اور خود احتسابی کی وجہ سے اپنے اقرباء کا خاص خیال نہ رکھا جبکہ سب جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اقرباء کو ہمیشہ ترجیح دی اور ان کی مالی مدد بھی کی۔ میرے اقرباء غریب لوگ ہیں اور وہ میری توجہ اور میرے مال کے حقدار ہیں یہی وجہ ہے کہ میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہوں اور ان کی مالی مدد کرتا ہوں اور میرا یہ عمل حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات اور شیخین رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں بھی ایسے ہی تھا اگر کسی کو میرے اس عمل پر اعتراض ہے تو میں اپنے اس عمل کو بدلنے کے لئے تیار ہوں۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو ناجائز طریقہ سے مال دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کا مالِ غنیمت کا خمس دیا جبکہ عبداللہ بن خالد کو بھی مال عطا کیا اور مروان بن الحکم کو طرابلس کے مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

''میں نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو جو مال دیا وہ پانچواں حصہ ان کے سالار ہونے کی وجہ سے دیا اور یہ طریقہ تو شیخین رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت سے جاری ہے اور جہاں تک مروان بن الحکم کو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ دینے کی بات ہے تو یہ درست نہیں بلکہ اس نے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ پانچ لاکھ درہم میں خریدا تھا اور یہ تمام رقم بیت المال میں جمع کروائی گئی تھی۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی اپنی تقریر جاری رکھے ہوئے تھے کہ ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو گورنر مقرر کیا اور انہیں کئی اہم حکومتی عہدوں پر فائز کیا جیسے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر ہیں اور بصرہ کے گورنر حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ کوفہ کے گورنر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض پر فرمایا۔

''سب جانتے ہیں کہ جن لوگوں کے تم نے نام لئے وہ سب اس منصب کے اہل ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تم مجھ سے شکوہ کرتے ہو تو یاد رکھو کہ انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی قابلیت کی بناء پر گورنر بنایا تھا اور میں نے انہیں ان کے عہدہ پر برقرار رکھا اور انہوں نے خود کو اس عہدہ کا اہل ثابت کیا۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نوجوان ہیں اور وہ دین سے خصوصی لگاؤ رکھنے والے ہیں اور ان کی فہم وفراست اور ان کی قابلیت کی بناء پر میں نے انہیں

کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور انہوں نے ثابت کیا کہ وہ اس منصب کے اہل ہیں۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابھی اپنی بات مکمل کی تھی کہ ایک اور شخص نے آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اقرباء کو خصوصی عطیات عطا فرماتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ہر شخص اپنے اقرباء سے محبت کرتا ہے اور میں بھی اپنے اقرباء سے محبت کرتا ہوں اور میں اپنے اقرباء کو جو عطیات عطا کرتا ہوں وہ اپنے ذاتی مال سے عطا کرتا ہوں نہ کہ بیت المال سے اور اور میرے ذاتی مال کے متعلق کسی کو اختیار نہیں کہ وہ مجھ سے پوچھے کہ اسے میں نے کس پر خرچ کیا؟''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابھی اپنی بات مکمل کی تھی کہ ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا آپ رضی اللہ عنہ نے سرکاری چراگاہ کو اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور عوام الناس کو اس سے کوئی نفع حاصل نہیں کرنے دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا۔

''تمہارا یہ اعتراض درست نہیں اور میرے پاس تو صرف دو اونٹ ہیں جو میں نے حج کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں اور میرے یہ اونٹ سرکاری چراگاہ میں نہیں چرتے اور میرے پاس منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل کئی اونٹ اور بھیڑ بکریاں تھیں مگر اب میرے پاس صرف یہی دو اونٹ ہیں اور سرکاری چراگاہ عہد فاروقی رضی اللہ عنہ سے وقف مویشیوں کے لئے

چلی آ رہی ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ایک کر کے معترضین کے اعتراضات کا جواب دے رہے تھے۔ اس دوران ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ حج منیٰ میں دو کی بجائے چار رکعت نماز ادا کی حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے نمازِ قصر جائز تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا۔

"میرے لئے نمازِ قصر اس لئے جائز نہیں تھی کہ جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو میں نے وہاں قیام کی نیت کی تھی اور میرے عزیز واقارب بھی مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سن رکھا ہے کہ جس نے کسی جگہ قیام کی نیت کی تو اسے چاہئے کہ وہ مقیم کی طرح نماز پڑھے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس جواب کے بعد ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کا احتساب نہیں کرتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی رقم سے شام میں ایک محل تعمیر کروایا جس کی آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی باز پرس نہیں کی جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے کچھ رقم بطورِ قرض لی اور وہ قرض واپس نہ کر سکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا۔

"میں اپنے گورنروں کا احتساب کرتا ہوں اور ان کے ہر اس عمل کے متعلق ان سے باز پرس کرتا ہوں جس کی شکایت مجھ تک پہنچتی ہے اور میں نے حج کے موقع پر پہلے بھی اور اب بھی یہ اعلان کروایا کہ اگر کسی کو میرے کسی گورنر یا میرے کسی

فعل پر اعتراض ہے تو وہ مجھے اس سے آگاہ کرے میں اس کی شکایت کا ازالہ کروں گا مگر اس وقت کسی نے اپنا اعتراض داخل دفتر نہیں کروایا لہٰذا اب یہ اعتراض بے جا ہے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب دیئے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ذیل کا خطاب کیا اور مستقبل کے فتنہ سے خبردار کیا۔

"اس وقت حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ میں آپ لوگوں کے مشوروں کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس وقت امت ایک شدید خطرے سے دوچار ہے۔ فتنوں کا دروازہ جو بند ہو چکا تھا وہ کھل چکا ہے۔ اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں نے ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور میں لوگوں کو اس شر سے محفوظ رکھنے کے بہترین اقدامات کروں گا۔ میں اپنے تمام گورنروں کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کریں اور لوگوں سے اللہ عزوجل کے حکم پر کسی قسم کی کوئی رعایت نہ برتیں۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس اجلاس کے بعد اپنے تمام گورنروں کو واپس جانے کی ہدایت کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ میرے ہمراہ چلیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں شرپسند آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کے جواب

میں فرمایا۔

''میں کسی بھی صورت حضور نبی کریم ﷺ کی قربت چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں خواہ میری گردن ہی کیوں نہ کاٹ دی جائے۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سننے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم سے درخواست کی کہ اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کچھ مصیبت یا خطرہ لاحق ہو تو وہ ان کا ساتھ دیں۔

شرپسندوں کے ناپاک عزائم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے حالات قدرے بہتر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن سبا اور اس کے شرپسند ساتھی کوفہ کے حالات بہتر دیکھ کر پریشان ہو گئے کیونکہ ان کا سارا کھیل ختم ہونے لگا تھا۔ عبداللہ بن سبا نے اپنے ناپاک عزائم کے حصول کے لئے اپنے پیروکاروں کو نئے سرے سے سرگرم ہونے کا حکم دیا اور خود بصرہ میں حکیم بن جبلہ عدی کے مکان پر پہنچ گیا۔

عبداللہ بن سبا نے بصرہ پہنچنے کے بعد اس نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کے پردے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے گورنروں کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ حکیم بن جبلہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے عبداللہ بن سبا کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ عبداللہ بن سبا اس دوران بصرہ میں ایک مرتبہ پھر فسادات شروع کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ حکیم بن جبلہ

کے نکالنے کے بعد بصرہ سے مصر پہنچ گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حمران بن عفان کو ایک عورت کے ساتھ اس کی عدت میں نکاح کرنے پر کوڑے لگوائے تھے اور اسے جلاوطن کر کے بصرہ بھیج دیا تھا۔ حمران بن عفان نے بصرہ جا کر آپ رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سبا نے بھی اب نہایت زور و شور سے اپنی مہم کو شروع کر دیا جس سے حالات مزید خراب ہونا شروع ہو گئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

عبداللہ بن سبا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خط لکھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حالات کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس ملاقات سے قبل شرپسندوں کا ایک گروہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایات کر چکا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختیارات کی بات کی اور کہا۔

> ''میں جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گورنر مقرر نہیں کیا انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا تھا لیکن ان کے دور میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) خود سے کوئی فیصلے نہیں کرتا تھا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے۔''

عوام الناس سے خطاب:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہ عوام الناس کو اعتماد میں لیا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو

مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اما بعد! میرے مخالفین مجھ پر اور میرے گورنروں پر جو الزام لگاتے ہیں ان کا میں انہیں جواب دے چکا ہوں۔ یہ لوگ میری شرافت اور نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور بغاوت پر آمادہ ہیں۔ ان لوگوں کے لئے یہی مناسب ہوگا کہ وہ اپنے ان باطل خیالات کو تبدیل کریں اور اپنے برے ارادوں سے باز رہیں تاکہ معاملات احسن طریقہ سے چل سکیں۔ میرے جو گورنر غلط تھے میں انہیں تبدیل کرتا ہوں اور انہیں لوگوں پر کسی قسم کی سختی کی اجازت نہیں دیتا اور میں اپنی اس نرم خو طبیعت کو ہرگز نہیں بدلوں گا۔"

شرپسندوں کے مذموم مقاصد:

عبداللہ بن سبا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے گورنروں کے خلاف جو سازش کی تھی اب وہ سازش عملی جامہ اختیار کرتی جا رہی تھی۔ مسلمانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا رہا تھا اور مملکت اسلامیہ کی بڑھتی ہوئی قوت کو پارہ پارہ کرنے کا عبداللہ بن سبا کا گھناؤنا منصوبہ کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس دوران پھر حج کے لئے قافلے مکہ مکرمہ پہنچنے شروع ہو گئے۔ عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں کے گروہ بھی مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔

مورخین لکھتے ہیں مصر سے ایک ہزار شرپسند مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے اور ان کا بظاہر مقصد حج کرنا تھا مگر درحقیقت یہ اس ارادہ سے نکلے تھے کہ یہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو معزول کروائیں گے یا پھر انہیں قتل کر دیں گے۔ جب یہ قافلہ کوفہ پہنچا تو کوفہ سے بھی ایک ہزار شرپسند اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ پھر یہ قافلہ کوفہ پہنچا اور کوفہ سے پانچ سو شرپسند اس قافلے میں شامل ہوئے اور یوں ان کی تعداد اڑھائی ہزار ہو گئی۔

یہ شرپسند چونکہ عبداللہ بن سبا کے پیروکار تھے لہٰذا یہ اپنے منصوبے کے تحت کئی چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور پھر حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچنے کی بجائے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور مدینہ منورہ کے نواح میں قیام کیا۔ یہ شرپسند جس موقع کی تلاش میں تھے انہیں وہ موقع میسر آنے والا تھا کیونکہ حج کے لئے مدینہ منورہ میں مقیم کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم بھی مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہو چکے تھے اور کچھ روانہ ہونے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے یہ ایک سنہری موقع تھا کہ وہ اس موقع پر اپنے گھناؤنے منصوبہ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ شرپسندوں کا جو گروہ مصر سے چلا تھا اس نے امت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کے لئے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے پر مجبور کریں گے جبکہ وہ شرپسند جو بصرہ سے آئے تھے ان کا منصوبہ تھا کہ وہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ پر دباؤ ڈالیں گے کہ وہ منصب خلافت پر فائز ہوں جبکہ کوفہ سے چلنے والے شرپسند اس ارادہ سے آئے تھے کہ وہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائیں گے اور یوں ان شرپسندوں کا درپردہ منصوبہ تو ایک ہی تھا کہ وہ امت مسلمہ میں انتشار پیدا کریں گے مگر ساتھ ہی وہ ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اختلافات بھی پیدا کرنا چاہتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مصر کے شرپسند اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لئے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بصرہ کے شرپسند اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لئے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ملے جبکہ کوفہ کے شرپسند اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لئے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان حضرات کے علاوہ ان شرپسندوں نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے بھی ملاقاتیں کیں تاکہ ان کا اعتماد حاصل کر سکیں مگر وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔

روایات میں آتا ہے مصری شرپسندوں کا گروہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اپنے منصوبہ کے دوسرے حصہ پر عمل کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر مصر کے گورنر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول نہ کیا گیا تو ہم مدینہ منورہ سے باہر نہیں جائیں گے۔

شرپسندوں کا یہ مطالبہ اسی گھناؤنے منصوبہ کی ایک کڑی تھا کہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام نے افریقہ اور یورپ کے کئی علاقوں میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے تھے اور عبداللہ بن سبا منافق کو دین اسلام کی یہ ترقی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی چنانچہ اسی وجہ سے اب ان شرپسندوں نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی معزولی کا مطالبہ کیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان شرپسندوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اپنی بات پر بضد رہے اور مدینہ منورہ سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کے اس مطالبہ کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں شرپسندوں کے ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان کا مطالبہ اس

وقت مان لیا جائے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو پوچھا اگر میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کرتا ہوں تو پھر ان کی جگہ کسے مصر کا گورنر بناؤں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت مناسب یہی ہے کہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا دیا جائے تا کہ حالات میں بہتری آ سکے۔

محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنانے کا فیصلہ:

محمد بن ابی بکر جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اپنے والد بزرگوار کے وصال کے وقت کم سن تھے اور ان کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ ہوئی تھی مگر بعد میں یہ مختلف مہمات میں شریک ہوتے رہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قربت سے دور رہے تھے اور اہل مصر ان کی بے حد قدر تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو مانتے ہوئے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ان کے نام فرمان جاری کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی امارت کا پروانہ لیا اور اسی وقت ان شرپسندوں کے پاس جا کر انہیں یہ فرمان دے دیا جس پر وہ شرپسند مدینہ منورہ سے چلے گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مصری شرپسندوں کے مدینہ منورہ سے جانے کے بعد بصرہ اور کوفہ کے شرپسند بھی حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم

کے سمجھانے پر مدینہ منورہ سے چلے گئے۔

مروان بن الحکم کی سازش:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چچازاد مروان بن الحکم جو حکم بن العاص کا بیٹا تھا اور مصر کا سابق گورنر تھا اور جسے معزول کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا انتہائی شاطر ذہن کا آدمی تھا اور وہ مصر کی گورنری سے معزول کیے جانے پر کبیدہ خاطر تھا اور اکثر اس موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ کسی طرح اسے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا موقع ملے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مروان بن الحکم کو جب پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا نیا گورنر مقرر کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تو اس نے چالاکی سے ایک نقلی خط تیار کیا جس میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے نام یہ پیغام لکھا۔

"محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں چھ بندے جیسے ہی تمہارے پاس پہنچے ان کا سر قلم کر دینا۔"

مروان بن الحکم نے اس خط پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جعلی مہر بھی لگا دی۔ مروان بن الحکم کا خط جو شخص لے کر مصر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہا تھا اسے راستہ میں شرپسندوں نے پکڑ لیا اور اس سے دریافت کیا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ اس نے کہا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پیغام لے کر مصر جا رہا ہوں۔ ان شرپسندوں نے جب اس شخص کی تلاشی لی تو مروان بن الحکم کا وہ خط برآمد ہو گیا جس سے یہ لوگ طیش میں آ گئے اور واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وہ خط دیتے ہوئے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہم

سے دھوکہ کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔

"مجھے تو یہ تم لوگوں کی کوئی چال لگتی ہے کیونکہ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔"

شرپسندوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا بات جو بھی ہو ہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر ہی دم لیں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا لہجہ دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"تم صبر سے کام لو میں اس بارے میں تفتیش کرتا ہوں کہ یہ خط کس نے لکھا ہے؟"

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں وہ خط دکھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس خط سے لاعلمی کا اظہار کیا اور قسم کھا کر کہا۔

"میرا دامن اس سازش سے پاک ہے۔"

پھر جب خط کی تحریر پر غور کیا گیا تو وہ تحریر مروان بن الحکم کی تھی۔ مروان بن الحکم اس وقت اپنے گھر میں موجود تھا۔ شرپسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مروان بن الحکم ان کے حوالے کر دیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے یکسر انکار کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں مروان بن الحکم اور اس کے باپ حکم بن العاص کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ان کے شر کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ حضرت ابوبکر

صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں بھی انہیں مدینہ منورہ آنے کی اجازت نہ ملی مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب سے معافی مانگنے اور رشتہ دار ہونے کی وجہ سے انہیں مدینہ منورہ رہنے کی اجازت دے دی۔ مروان بن الحکم چونکہ پڑھا لکھا تھا اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا کاتب مقرر کر دیا۔ مروان بن الحکم نے اپنے اس عہدے کا اکثر و بیشتر ناجائز فائدہ اٹھایا اور کئی غلط کام بھی کیے جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقید کا نشانہ بھی بنا رہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہر مرتبہ اپنی فطری نرم دلی کی وجہ سے اس کو معاف کر دیا لیکن وہ پھر بھی شر پھیلانے سے باز نہ رہا جس کی وجہ سے اب صورتحال جو قدرے بہتر ہو رہی تھی ایک مرتبہ پھر خراب ہو گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو اپنی فطری نرم دلی کی وجہ سے ان شرپسندوں کے حوالے نہ کیا کیونکہ وہ مروان بن الحکم کو قتل کرنا چاہتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی مروت یہ گوارا نہ کرتی تھی کہ مروان بن الحکم کو قتل کرنے کے لئے ان شرپسندوں کے سپرد کر دیں۔

O......O......O

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے فلاں صحابی کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا کیا اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر کسے بلاؤں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ) کو چنانچہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ہٹنے کا حکم دیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں کچھ کہنے لگے جس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا چنانچہ جب یومِ دار ہوا یعنی جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان سے کیوں نہیں لڑتے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان سے نہیں لڑوں گا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اس لئے میں صبر کروں گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے حضور نبی کریم ﷺ کی سرگوشی یا وہ معاہدہ اسی دن کے لئے تھا۔

شرپسندوں کی جانب سے گھر کا محاصرہ:

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو شرپسندوں کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد ان شرپسندوں نے مدینہ منورہ میں ڈیرے ڈال لئے اور وہ اب مدینہ منورہ کے بازاروں اور گلیوں میں سرعام پھرتے تھے اور اپنا مطالبہ دہراتے تھے کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت سے معزول کروائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دوران صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان شرپسندوں سے مذاکرات کی کوشش کی تاکہ صورتحال بہتر ہو اور امت مسلمہ انتشار کا شکار نہ ہو مگر ان شرپسندوں کا یہی مطالبہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت سے دستبردار ہو جائیں وگرنہ ہم مدینہ منورہ سے کسی بھی صورت نہیں جائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان شرپسندوں کے اس مطالبہ پر کہا میں حضور نبی کریم ﷺ سے کیے گئے عہد پر قائم رہوں گا اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تمہیں اللہ عزوجل ایک خلعت عطا کرے گا اور لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ اس خلعت کو اتار دو مگر تم ان کی خواہش پر اس خلعت کو ہرگز نہ اتارنا چنانچہ میں منصب خلافت سے کسی بھی طرح دستبردار نہ ہوں گا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے دوٹوک جواب ملنے کے بعد ان شرپسندوں نے کہا ہم یہاں جنگ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی تو فرمایا اگر میں چاہوں تو مسلمانوں کو اکٹھا کر کے تم مٹھی بھر لوگوں کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا دوں مگر میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر تلوار اٹھائے اور امت مسلمہ انتشار کا شکار ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ان شرپسندوں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ

کرلیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مصالحانہ کاوشیں:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان نامساعد حالات میں اپنی مصالحتی کوششیں مزید تیز کردیں مگر شرپسند اپنی بات پر ڈٹے رہے چنانچہ مصالحتی کوششیں کچھ کام نہ آسکیں اور شرپسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید کردیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا یہ محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا اس دوران شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا پانی بھی بند کردیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سختی سے تمام لوگوں کو منع کردیا کہ وہ ہرگز تلوار نہ اٹھائیں کیونکہ وہ فساد نہیں چاہتے۔ شرپسند آپ رضی اللہ عنہ کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا امیر المومنین! اب تو قتال کرنا حلال ہوگیا ہے آپ رضی اللہ عنہ ہمیں اس بات کی اجازت دیجئے تاکہ ہم شرپسندوں کو ختم کرسکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> "اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ مسلمان بھائی کا قتل کرو پس اگر تم ایک بھی مسلمان کو قتل کیا تو تم نے تمام مسلمانوں کو قتل کیا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات

سن کر واپس لوٹ آیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا اجازت طلب کرنا:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان شرپسندوں سے جنگ کروں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں اس مسلمان کے بارے میں
جس کا خون میری وجہ سے بہایا جائے۔''

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کی آمد:

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں گیا کہ ان کے گھر کا محاصرہ شرپسندوں نے کر رکھا تھا۔ میں نے ان سے شرپسندوں کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت مانگی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ غنی وہ ہے جس نے اپنا
ہاتھ اور اپنی تلوار روک لی۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اجازت طلب کرنا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے؟ کیا وہ مجھے ان شرپسندوں سے لڑنے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے میری بات کے جواب میں فرمایا۔

''اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! صبر کرو یہ بات بروزِ محشر تمہارے لئے حجت پکڑنے میں بہت کامل ہوگی۔''

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آمد:

ابن سیرین کی روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا امیر المومنین! انصار دروازے پر موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیں تو ہم پہلے کی طرح پھر اللہ عزوجل کے دین کی مدد کرنے والے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں جنگ نہیں چاہتا۔''

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا اجازت طلب کرنا:

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکے رہیں گے؟ ہم کھا لئے گئے، اس قوم میں سے بعضوں نے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا اور بعضوں نے ہمیں پتھروں سے مارا جبکہ بعضوں نے ہم پر تلوار سونتی آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! میں جنگ نہیں رکھتا اور اگر میں جنگ کا ارادہ کروں تو میں بچ جاؤں گا لیکن میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور ان لوگوں کو اور جو ان لوگوں کو بھیجنے والا ہے ان کو بھی اللہ کے حوالے کرتا ہوں پس تم جنگ و جدل سے بچو۔''

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کبھی کسی سے کچھ نہ پوچھوں گا اور یہ کہہ کر باغیوں سے لڑائی شروع

کر دی یہاں تک کہ زخمی ہوئے۔

سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھر موجود تھے:

ابن سیرین کی روایت میں ہے جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا اس وقت کم و بیش سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ رضی اللہ عنہ کے گھر موجود تھے اور اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیتے تو ان باغیوں کو ختم کر ڈالتے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی آمد:

مسند احمد میں منقول ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے امام ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے جس کو آپ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ پر تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے کسی کو اختیار کر لیں۔ اوّل آپ رضی اللہ عنہ نکلیں اور ان باغیوں سے لڑیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔ دوم یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جائیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جب تک مکہ مکرمہ میں رہیں گے یہ آپ رضی اللہ عنہ کے خون کو حلال نہ سمجھیں گے۔ سوم یہ آپ رضی اللہ عنہ ملک شام چلے جائیں کیونکہ ملک شام کے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں وہ پہلا شخص نہیں ہونا چاہتا جو امت میں خونریزی کرے اور اگر میں مکہ مکرمہ چلا جاؤں گا تو مجھے ڈر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

قریش کا جو آدمی مکہ مکرمہ میں بے دینی کرے گا اس کے اوپر
تمام عالم کا آدھا عذاب ہو گا اور میرے نفس کا کیا اعتبار اور
جہاں تک بات ہے ملک شام جانے کی تو میں مدینہ منورہ چھوڑ
کر حضور نبی کریم ﷺ کی ہمسائیگی سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔

اب تلوار چلانا ہمارے لئے مناسب ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود تھا جب ہم میں سے ایک کو تیر مارا گیا۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین! اب تو تلوار چلانا ہمارے لئے مناسب ہے انہوں نے ہمارے ایک آدمی کو شہید کر دیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! نہیں میں تم کو قسم دیتا ہوں تم تلوار پھینک دو اس لئے کہ وہ فقط میری جان لینے کا ارادہ کرتے ہیں اور میں اپنی جان تمام مسلمانوں کی جان دے کر نہیں بچانا چاہتا۔

تم جماعت کے ساتھ رہنا:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ایک آدمی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا شرپسندوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے حج کے لئے اجازت طلب کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کل کو جب یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ پر غالب آ جائیں تو ہمیں کس کے ساتھ رہنا چاہیے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم جماعت کے ساتھ رہنا۔"

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر ان باغیوں کی جماعت غالب رہی تو پھر؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''جماعت کے ساتھ جہاں کہیں بھی ہو۔''

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آمد:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے کے بعد عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے حکم دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''نہیں بھتیجے! تم واپس جاؤ یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے امر کو پورا کر دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی آمد:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور کہا امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری دیکھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور پھر ان کی فرمانبرداری کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ظاہری وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور پھر ان کی فرمانبرداری کی۔ آج مجھ پر دو قرض ہیں ایک میرے والد کا اور دوسرا خلافت کا، میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے حکم دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے آل عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تم کو جزائے خیر دے مجھے

خون کی حاجت نہیں۔"

ام المومنین حضرت سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی آمد:

ام المومنین حضرت سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ بے بسی دیکھی نہ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے کھانے کا سامان اور پانی لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں لیکن ان شرپسندوں نے وہ سامان گھر کے اندر جانے نہ دیا بلکہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی بدتمیزی کی جس پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشتعال میں آ گئے لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے سختی سے منع کرنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔

شرپسندوں سے خطاب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ شرپسند کسی بھی قسم کی مصالحتی کوششوں کے باوجود اپنے ارادوں سے باز نہیں آ رہے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اما بعد! تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کم تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون جنت کے عوض مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ زمین خرید کر اسے مسجد کے لئے وقف کرے گا۔ میں نے وہ زمین خریدی اور مسجد کے لئے وقف کر دی۔ آج تم اس بابرکت مسجد میں اکٹھے ہوتے اور نمازیں ادا کرتے ہو۔ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو یہاں کا پانی کھاری تھا اور ماسوائے ایک کنوئیں کہ جو ایک یہودی کی ملکیت تھا میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور آج تم مجھے

اور میرے گھر والوں کو پیاسا رکھتے ہو۔“

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کا ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے گرد اپنا محاصرہ مزید تنگ کر دیا۔ اس محاصرہ کے دوران کھانے پینے کی کسی شے کو آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نہ جانے دیا گیا۔ جس وقت شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

”تم مجھ سے ان امور کے متعلق باز پرس کرتے ہو جن کو تم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قبول کیا تھا۔ میں نے تمہارے ساتھ نرم برتاؤ کیا اور مروت سے کام لیا اس لئے تم نے یہ جرأت کی اور آج تم اس حد تک چلے گئے ہو۔ میں تمہارا مسلمان بھائی ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکتا تھا میں نے تمہاری اصلاح کی کوشش کی۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یہ دعا نہ مانگی تھی کہ اللہ عزوجل تم پر ایسا خلیفہ بنائے جو تم سب کے لئے قابلِ احترام ہو اور کیا تم میرے اسلام لانے کے واقعہ کو جانتے نہیں ہو؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جب مجھ قتل کئے جانے کی افواہ مشہور ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی اور کیا تم میری دین اسلام کی خدمات سے واقف نہیں ہو؟ یاد رکھو! اگر تم مجھے ناحق قتل کرو گے تو روزِ قیامت تک تمہارے درمیان اختلافات کبھی ختم نہ ہوں گے اور

تمہاری گردنیں تلواروں سے بچ نہ سکیں گی۔"

حضرت ابولیلیٰ کندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے لوگو! تم مجھے قتل نہ کرو پس اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم پھر کبھی ایک ساتھ نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی تم کبھی ایک ساتھ مل کر کبھی جہاد کر سکو گے اور تم آپس میں بٹ جاؤ گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ گے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب سن کر شرپسندوں میں سے آواز آئی بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے ہیں مگر ہم آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹائے بغیر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی کھڑکی پر تشریف لائے اور شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اما بعد! تین لوگوں کے علاوہ کسی دوسرے کا قتل جائز نہیں۔ اول زانی، دوم مرتد اور سوم قاتل۔ کیا تم مجھے ان تینوں جرائم میں سے کسی کا مرتکب پاتے ہو جو مجھے قتل کرنے کے درپے ہو؟ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو جان لو کہ مجھے قتل کرنے والو تم اپنی تلوار کو گردنوں پر رکھ رہے ہو۔ اللہ عزوجل میرے بعد تم میں کبھی اتفاق پیدا نہیں کرے گا اور تمہارے اختلافات کبھی ختم

نہ ہوں گے۔''

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پر موجود تھا جب شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اما بعد! تم میرے قتل کے درپے ہو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون ماسوائے تین باتوں کے حلال نہیں۔ اول وہ جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو، دوم جس نے زنا کیا ہو اور سوم جس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو پس اللہ کی قسم! میں نے ان تینوں میں سے کوئی کام نہیں کیا پھر بھی تم مجھے ناحق قتل کرنا چاہتے ہو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج مقرر کرنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ جب شدید ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں امیر حج مقرر کرتے ہوئے ایک مکتوب بھی دیا اور فرمایا کہ وہ اس مکتوب کو حج کے موقع پر پڑھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مکتوب کو خطبہ حج کے موقع پر پڑھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب کی عبارت یوں بیان کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عبداللہ عثمان (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین کی جانب سے مسلمانانِ عالم اور اہل مکہ کے نام!

السلام علیکم! اما بعد! میں تمہیں اللہ کا خوف دلاتا ہوں جس نے

تم پر اپنا فضل کیا اور دین اسلام کی تعلیمات سے تمہارے دل روشن کئے۔ اس نے تمہیں اندھیروں سے نکال کر ہدایت عطا فرمائی۔ اس نے تمہارے رزق کو بڑھایا اور تمہیں قلیل ہونے کے باوجود دشمن پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس کے تم پر بے شمار انعام ہیں اور اس کا فرمان ہے کہ اگر تم میرے احسانات شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر پاؤ گے۔ اس کا فرمان ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کا خوف دل میں رکھو جس قدر ہونا چاہئے اور جب تم مرو تو تمہاری موت اسلام پر ہو۔ اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ اسی کا فرمان ہے کہ اے ایمان والو! میرے احسانات کو یاد کرو اور وہ معاہدہ یاد کرو جس کو سن کر تم نے فرمانبرداری کا عہد کیا تھا۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس خبر کی پڑتال کرو اور اس کی تصدیق کرو اور جتنا ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ نیز فرمایا جو لوگ اللہ عزوجل کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں حقیر قیمت خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو اور اسی کا فرمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اسی کا فرمان ہے کہ اللہ نے ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو زمین پر حکومتیں عطا کرے گا مگر سرکش انسان فاسق ہے۔ نیز فرمایا اے رسول! جو لوگ آپ ﷺ کے دست

حق پر بیعت کرتے ہیں وہ گویا اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کے ان فرمودات کی روشنی میں تم یاد رکھو کہ اللہ عزوجل اپنی فرمانبرداری سے خوش ہوتا ہے اور اس نے گناہ پر وعید نازل فرمائی ہے۔ اس نے گذشتہ قوموں کے حالات کو قرآن مجید میں بیان کر کے ہم پر حجت قائم کی ہے پس اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو۔ اگر تم گذشتہ قوموں کے حالات پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ان قوموں کی بھلائی کی اس کے سوا کوئی صورت نہ تھی کہ وہ اپنے قائد پر متفق ہوتے جو ان میں اتحاد و اتفاق برقرار رکھتا۔ اگر تم تفرقہ پھیلاؤ گے اور اختلاف کی جانب بڑھو گے تو تمہاری جماعت بھی متحد نہ رہے گی۔ دشمن تم پر غلبہ پائے گا اور تم ایک دوسرے کی عزتوں پر حملہ کرو گے۔ جان رکھو کہ اللہ عزوجل کا دین ان اختلافات کے بعد مضبوط نہ رہے گا اور تم لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو لوگ دین میں تفرقہ پھیلانے والے ہیں ان سے کچھ تعلق نہ رکھو اور ان کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کر دو۔ میں بھی تمہیں وہی نصیحت کرتا ہوں جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے کی ہے۔ میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے بھی ڈراتا ہوں جو اس نے حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور

حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں پر نازل کیا۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنا رشتہ حق تعالیٰ کے ساتھ مضبوط کرلو اور دنیوی لالچ میں اپنی آخرت برباد نہ کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب لوگوں کو حق کی دعوت دی تو کچھ لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور دشمن بن گئے۔ جنہوں نے حق کو قبول کیا پس وہ کامیاب ہوئے اور جنہوں نے حق کو قبول نہ کیا وہ اس سے دور ہو گئے۔ یہ شرپسند اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ مجھے مار کر حق قائم کرلیں گے۔ ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ حدود قائم ہونی چاہئے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم جس کو حد سمجھتے ہو اس پر بے شک حد قائم کرو خواہ وہ کوئی اپنا ہو یا پرایا۔ ان لوگوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ کتاب الٰہی کی اطاعت کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ میں نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور کہا کہ آؤ لیکن جو کچھ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ ان لوگوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ غریب کو روٹی اور مزدور کو مزدوری ملنی چاہئے۔ میں نے کہا کہ صدقہ اور خمس کے مال میں کسی کا حق ضائع نہیں ہوگا۔ ان لوگوں نے مسجد نبوی میں میرے نماز پر پڑھنے پر پابندی لگا دی ہے اور مجھ پر پانی بند کر دیا ہے۔ اب یہ مجھ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے ناحق قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آج اگر کوئی دنیا کا طالب ہے تو اس کو

تقدیر الٰہی کے مطابق حصہ ملے گا اور جو اللہ عزوجل کی رضا اور آخرت کی بھلائی اور امت کی بہتری اور حضور نبی کریم ﷺ کو تھامے ہوئے ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے بعد منتخب ہونے والے خلفاء کی اطاعت کرے گا وہ یقیناً اللہ عزوجل کی جانب سے بہترین اجر کا حقدار ہو گا۔ اللہ عزوجل بدعہدی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور میں اپنے خاندان والوں میں صبر و تحمل قائم کیے ہوئے ہوں اور اللہ عزوجل کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ تم اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق ہم دو فریقوں کا فیصلہ کرنا اور میں تمہیں اللہ عزوجل کا واسطہ دیتا ہوں اپنے عہد پر قائم رہنا کیونکہ محشر میں تمہارے عہد کے متعلق ضرور باز پرس ہو گی۔ میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں وہ تم سب کی مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ میری جانب سے تمام مسلمانوں کو سلام ہو۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آمد:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یومِ دار جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ باغیوں نے شدید کر دیا تو میں نے دیکھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا اور ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور شرپسندوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے

پاس پہنچے اور سلام کرنے کے بعد کہا۔

"امیر المومنین! بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ امر اس وقت تک حاصل نہیں کیا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں سمیت ان کا مقابلہ جو شکست کھانے والے تھے نہ کر لیا اور خدا کی قسم! اس قوم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی گمان نہیں کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں کہ ہم ان سے لڑیں۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو جس آدمی نے اللہ عزوجل کے لئے حق کو دیکھا اور اس بات کا اقرار کیا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے بارے میں نہ تو کسی کا خون بہایا جائے اور نہ خود کا خون بہنے دیا جائے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں اجازت دی جائے لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر سے نکلے اور یہ کہتے جاتے۔

"اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے کوشش کر لی۔"

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے امامت کے لئے درخواست کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے امامت کرانے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

''میں ایسی حالت میں تمہاری امامت کروں جبکہ تمہارا امام موجود ہو اور اسے قید کر دیا جائے۔''

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تنہا نماز ادا کی اور گھر چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔

''شر پسند انہیں شہید کر دیں گے۔''

لوگوں نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد کس مقام پر دیکھتے ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں انہیں جنت کے باغات میں دیکھتا ہوں۔''

لوگوں نے پوچھا ان باغیوں کا کیا انجام ہوگا؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''انہیں ناحق شہید کرنے والے ذلت اور آگ کے گڑھوں میں پھینکے جائیں گے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روزہ افطار کرنا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب شرپسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا پانی بند کر دیا۔ میں اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ میں نے سلام کیا اور عرض کیا اگر آپ رضی اللہ عنہ کہیں تو میں پانی کا کچھ بندوبست کروں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں مجھے آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! ان بدبختوں نے تیرا پانی بھی بند کر دیا اور تو پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ درست فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میری جانب ایک ڈول بڑھایا جس میں ٹھنڈا پانی تھا۔ میں نے اس پانی کو پیا اور سیراب ہو گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اگر چاہو تو میں ان شرپسندوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کروں یا تم روزہ میرے پاس آ کر افطار کرو گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو گی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ روزہ افطار کروں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! میں نے اس ڈول سے جو پانی پیا ہے اس کی ٹھنڈک میں اب بھی اپنے سینہ میں محسوس کرتا ہوں۔ پھر میں آپ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر واپس لوٹ آیا اور اسی شام جب کہ آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت کے بعد اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب ان کی شہادت کا وقت نزدیک آ گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام غلاموں کو بلایا اور انہیں آزاد کرتے ہوئے فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ مگر ان غلاموں نے آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑنے کا فیصلہ کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کا فیصلہ کیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی تلاوت

میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھیں۔ چند شرپسند مکان کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے ان میں محمد بن ابی بکر بھی تھے۔ محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑی اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر سے فرمایا۔

''اگر تمہارے والد زندہ ہوتے تو وہ کبھی میری داڑھی کو یوں نہ پکڑتے اور میرے بڑھاپے کا احترام کرتے میں تمہارے مقابلے میں اللہ عزوجل سے مدد کا طلبگار ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔''

مؤرخین لکھتے ہیں محمد بن ابی بکر نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور واپس چلے گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں شرپسندوں نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے مکان پر باقاعدہ حملہ کیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر تعینات حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر نے ان شرپسندوں کو روکنے کی کوشش اور ان سے مقابلہ کر کے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب لڑائی کی صورتحال دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں لڑائی کرنے سے منع کیا اور فرمایا۔

''میں کسی مسلمان کا خون بہانا نہیں چاہتا۔''

روایات میں آتا ہے جس وقت شرپسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پر حملہ کیا اس وقت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہیں اللہ عزوجل کے قہر سے ڈراتا ہوں۔ اگر تم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا تو اس کی معافی تمہیں کبھی نہ ملے گی اور اللہ عزوجل ایک عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بدلے اسی ہزار کو قتل کرے گا۔ جب تک عثمان (رضی اللہ عنہ) زندہ ہیں مدینہ منورہ کی حفاظت فرشتے کر رہے ہیں اور جب تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دو گے یہ فرشتے یہاں سے چلے جائیں گے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بروزِ شہادت روزہ سے تھے۔ جب شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا میں آج بھی اس عہد پر قائم ہوں۔''

مؤرخین لکھتے ہیں محمد بن ابی بکر کے جانے کے بعد سودان بن حمران اور قتیرہ آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس دوران غافقی جس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھیار تھا اس نے وہ ہتھیار آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر دے مارا۔ اس دوران سودان بن حمران تلوار لئے آگے بڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو للکارتے ہوئے بولا اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تو کس دین پر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔''

سودان بن حمران نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر تلوار کا وار کیا

جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے روکا اور ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ وہ ہاتھ تھا جس سے میں وحی لکھتا تھا اور آج یہ ہاتھ راہِ حق میں کٹ گیا اور یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی۔"

روایات میں آتا ہے اس دوران ایک اور ظالم آگے بڑھا اور اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر برچھی سے زخم لگایا اور اس کے بعد ان ظالموں نے لگاتار وار کرنے شروع کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید پڑھا ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خون مبارک کا پہلا قطرہ جس آیت پر گرا وہ یہ تھی۔

فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم

"تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑا اور زمین پر گر پڑے ان ظالموں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے غلام جو کہ چھت پر موجود تھے وہ شور سن کر بھاگے ہوئے آئے ان میں سے ایک غلام نے سودان بن حمران پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جبکہ ایک اور غلام نے قتیرہ پر حملہ کر دیا لیکن وہ خود اس حملے میں شہید ہو گیا۔ شور کے ساتھ ہی باقی شرپسند جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر موجود تھے وہ اندر آ گئے اور انہوں نے گھر کے تمام افراد کو باہر نکال کر لوٹ مار شروع کر دی۔ قتیرہ جو کہ پہلے حملے میں بچ گیا تھا جب وہ مکان سے باہر نکلنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ایک اور غلام نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ ان شرپسندوں نے

آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کو بھی زخمی کر دیا اور ان کی چادر بھی اتار لی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ایک اور غلام جو کہ اس موقع پر موجود تھا اس سے برداشت نہ ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر اس شرپسند کا سر قلم کر دیا۔ دنیاوی لالچ میں ڈوبے ہوئے یہ شرپسند آپ رضی اللہ عنہ کا خون بہانے کے بعد اب گھر میں موجود مال کو لوٹنے میں مشغول تھے اور یہ اس بات کی دلیل تھی کہ یہ شرپسند دنیاوی مال و دولت کے پجاری اور حرص و ہوس کا شکار تھے۔

علامہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بوقت نمازِ عصر تلاوت کلامِ پاک کرتے ہوئے شہید کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کا بچانے کی کوشش جس میں وہ زخمی ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حبشی غلام نے کنانہ بن بشر کو قتل کر دیا جبکہ سودان بن احمر نے اس حبشی غلام کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد باغی لوٹ مار میں مصروف ہو گئے ان کو دیکھ کر حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

"اللہ کی قسم! تم چور ہو اور تم نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا ہے
جو کثرت سے روزے رکھنے والا اور نمازیں پڑھنے والا تھا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ محمد بن ابی بکر اپنے ساتھیوں کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن حمق کو ساتھ لے کر ایک مسلمان عمرو بن حزم کے گھر میں داخل ہوئے جن کا گھر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر سے ملحق تھا اور ان کے گھر کی دیوار پھلانگ کر وہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تلاوت کلامِ پاک میں مصروف تھے۔ محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی

داڑھی مبارک پکڑی اور کہا اے نعثل! اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نعثل نہیں عثمان ہوں۔ محمد بن ابی بکر نے کہا تجھے اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی لالچ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے بھتیجے! اس داڑھی کو نہ پکڑ کیونکہ اس داڑھی کو کبھی تیرے باپ نے بھی نہیں پکڑا اور اگر آج تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے اس بڑھاپے کی قدر کرتے اور میری داڑھی کو یوں نہ پکڑتے۔''

محمد بن ابی بکر نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سنے تو داڑھی مبارک چھوڑ دی اور واپس ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر کے جاتے ہی عبدالرحمٰن بن عدیس جو شرپسندوں کا سرغنہ تھا وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہو گیا۔ کنانہ بن بشر نے آپ رضی اللہ عنہ پر پہلا حملہ کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد سودان بن حمران نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار کے وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خون قرآن مجید کی آیت ذیل پر گرا۔

فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم

''تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد عمرو بن حمق آگے بڑھا اور سینہ مبارک پر چڑھ کر نیزے سے زخم لگانے لگا۔ اس کے بعد عمیر بن ضابی آگے بڑھا اور اس بدبخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ان بدبختوں نے

لوٹ مار شروع کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا بھاگ کر چھت پر گئیں اور انہوں نے یہ اعلان کیا۔

"اے لوگو! امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔"

تجہیز و تکفین:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ان کا جسم مبارک تین دن تک بغیر کفن کے پڑا رہا۔ تین دن بعد کچھ جانثاروں نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر رات کے اندھیرے میں گھر میں داخل ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنا کر جنت البقیع لے گئے اور رات کے اندھیرے میں قبر کھود کر آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔ جس وقت یہ جانثار جنت البقیع میں داخل ہوئے تو انہوں نے سواروں کی ایک جماعت کو دیکھا جسے دیکھ کر یہ گھبرا گئے اور جنازہ چھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ ان سواروں کے سردار نے کہا کہ ہم سے ڈرو نہیں ہم تو ان کی تدفین میں شامل ہونے آئے ہیں۔ پھر وہ سوار آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین تک وہیں موجود رہے۔ جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین میں شامل تھے وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ وہ سوار درحقیقت ملائکہ تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا گیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد شرپسند پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھرتے تھے اور ان کے ہنگامے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین عمل میں نہ آسکی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم بغیر کفن و غسل کے گھر کے اندر ہی پڑا رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چوتھے دن حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ ان شرپسندوں سے مذاکرات کریں اور انہیں

سمجھائیں کہ ہمیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تدفین کرنے دیں۔

مورخین لکھتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور شرپسندوں کے پاس پہنچے تا کہ انہیں سمجھائیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور اپنے فرزند حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا جن کے ہمراہ کچھ دیر لوگ بھی تھے اور وہ سب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنازہ لا رہے تھے۔ جنازہ کے ہمراہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے۔ شرپسندوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنازہ دیکھا تو جنازہ کو روکنے کی کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے چند نوجوانوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ اگر شرپسندوں میں سے کوئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنازہ روکنے کی کوشش کرے تو ان کے ساتھ سختی سے پیش آ جائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کوکب میں لایا گیا جواب جنت البقیع کا حصہ ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و دیگر نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے اور جنت البقیع تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے اس حصہ کی جانب گئے جسے ''حش کوکب'' کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا۔

''عنقریب یہاں ایک مردِ صالح کو دفن کیا جائے گا۔''

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت وہاں کوئی قبر نہ تھی اور وہ جگہ قبرستان سے ہٹ کر تھی چنانچہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو جنازہ

کو فتنہ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک میں نہ لے جایا جا سکا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین جنت البقیع کے اسی حصہ ''حش کواکب'' میں ہوئی جس کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ یہاں ایک مردِ صالح کو دفن کیا جائے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے ساتھ ستر افراد تھے جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حش کوکب میں دفن کیا اور شر پسندوں کے شر کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا نشان چھپا دیا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی مدفون کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو غسل نہیں دیا گیا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت ربیع بن مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار سے روایت بیان کی ہے کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسد خاکی ایک ٹوٹے ہوئے کواڑ پر اٹھایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس تختے سے ٹکراتا تھا اور ہمیں خدشہ تھا کہ کہیں جسم مبارک کو کچھ ہو نہ جائے لیکن اللہ عزوجل کا بے حد شکر ہے کہ جسم مبارک کو کچھ نقصان نہ پہنچا اور ہم انہیں بخیر و عافیت دفن کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس وقت شہید کیا گیا اس وقت غیب سے آواز آئی۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اللہ عزوجل سے ملاقات کی مبارک

ہو اور تمہیں راحت اور سکون مبارک ہو۔''

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب اردگرد نگاہ دوڑائی تو مجھے کوئی نظر نہ آیا جبکہ یہ ندا کافی دیر تک جاری رہی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پھر کبھی دوبارہ متحد نہ ہو سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جس کے نتیجے میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں کئی فرقوں کو پیدا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی تکمیل سند کو پہنچی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت جن حالات میں ہوئی اس سے مملکت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر گیا اور مملکت اسلامیہ کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا
بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا!

گستاخ کی سزا:

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ملک شام میں ایک شخص کو صدا لگاتے سنا کہ میں جہنمی ہوں۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے تھے اور وہ دونوں آنکھوں سے بھی محروم تھا۔ وہ شخص زمین پر اوندھا گرا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا یہ حال کیسے ہوا؟

اس نے کہا میرے حال کے متعلق نہ پوچھو میں وہ بدنصیب ہوں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے ان کے گھر میں داخل ہوا تھا۔ جب میں ان کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو ان کی بیوی نے مجھے ڈانٹا جس پر میں نے انہیں تھپڑ مار دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میری اس حرکت پر فرمایا اے بدبخت! اللہ عزوجل تجھے اندھا کرے اور تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے اور تو جہنم میں جلے۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے الفاظ سنے تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں وہاں سے بھاگ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بددعا پوری ہوئی اور میری آنکھیں جاتی رہیں اور میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں بھی کٹ گئے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میں جہنم میں بھی ضرور ڈالا جاؤں گا اور میں اپنی اس حرکت پر آج بھی نادم ہوں اور اسی وجہ سے اب میں اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا پھرتا ہوں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرت علاء بن فضل رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے منقول کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے گھر موجود ایک صندوق سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذیل کی وصیت نکلی۔

اما بعد! یہ عبداللہ عثمان (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین کی وصیت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

میں عثمان (رضی اللہ عنہ) اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ جنت اور دوزخ برحق ہیں اور بے شک اللہ ان مردوں کو جو قبروں میں مدفون ہیں اس دن اٹھائے گا جس

کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بے شک اللہ وعدہ خلافی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور عثمان (رضی اللہ عنہ) اسی پر زندہ رہا اور اسی پر مرے گا اور اسی عقیدہ پر اس کی بعثت ہوگی۔

اس وصیت کی پشت پر اشعار تحریر تھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''نفس کا غنا نفس کو ہر قسم کی بے پروائی عطا کرتا ہے یہاں تک کہ اس نفس کو بزرگ کر دیتا ہے اور اگر نفس غنا سے چشم پوشی اختیار کرتا ہے تو اس کو اس کی محتاجگی نقصان پہنچاتی ہے۔''

O.....O.....O

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تاثرات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد غم و غصے کی کیفیت پورے مدینہ منورہ پر طاری تھی لیکن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر لوگوں کے غصے کو کم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملتے ہی حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابرین سکتے میں آ گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم و غصے کی حالت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کی حفاظت پر مامور اپنے دونوں بیٹوں کا جھڑکتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے تم دونوں کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور تمہارے ہوتے ہوئے وہ شہید کر دیئے گئے۔"

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جھڑکا اور شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے۔"

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کو دھکے دیئے اور سخت سست کہا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ) کو ناحق مارا گیا۔ اللہ کی قسم! ان کا نامہ عمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک ہے۔''

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اکثر زاروقطار رویا کرتے تھے۔

حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر ان کی یاد میں رویا کرتے تھے۔

حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا۔

''میں اس وقت تک نہ ہنسوں گا جب تک کہ ان سے مل نہ جاؤں۔''

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر فرمایا۔

''آہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا ہے جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا۔''

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حج کے موقع پر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے زاروقطار روتے ہوئے فرمایا۔

''اگر تمام خلقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شامل

ہوتی تو ان پر بھی قومِ لوط کی طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے۔"

حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ جو کہ صنعاء یمن کے والی تھے ان کو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا۔

"آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی جاتی رہی۔"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پرسوز مرثیہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ)! یہ لوگوں کو کیا ہو گیا اور تیری عقل کیوں گم ہے اور تیری آنکھوں میں کیوں آنسو آ رہے ہیں؟

افسوس اس خبر پر جو تجھ تک پہنچی اور اس خبر کو سن کر پہاڑوں پر لرزا کیوں نہ طاری ہو گیا؟

امیر المومنین کا قتل دلوں کو بے چین کرنے والا ہے جس کے سبب ایک خوفناک مصیبت کھڑی ہونے والی ہے۔

امیر المومنین کے قتل پر سورج گرہن میں ہے اور ستارے چھپ گئے ہیں۔

آہ! یہ کیسا دردناک منظر ہے جب میت کو کاندھوں پر اٹھائے لئے چلے جا رہے ہیں۔

چند غمگساروں نے اپنے بھائی کو لحد میں اتارا ہے۔ ان کی عظمت کے سائے میں بہت سے یتیم پلتے تھے۔

آہ! ایک ایسی شام بھی آئی کہ وہ گھر میں محصور کر دیئے گئے۔

وہ دشمنوں کے ظلم وستم نہایت خندہ پیشانی سے سہتے رہے اور صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اے کعب (رضی اللہ عنہ)! تو آج تک مالک ہی کو روتا رہا اور گلی گلی اس کے سوگ میں پھرتا رہا۔

اے کعب (رضی اللہ عنہ)! آنسو بہا عثمان (رضی اللہ عنہ) پر جو کہ نہایت شریف النفس تھے۔

اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تجھے ان لوگوں نے ناحق قتل کیا حالانکہ یہ لوگ تیری پاکیزہ زندگی سے آگاہ تھے۔''

ایک اور موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یوں مرثیہ کہا۔

عثمان (رضی اللہ عنہ) نے انتقام لینے والے ہاتھوں کو روکا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور یہ یقین کر لیا کہ بے شک اللہ عزوجل ان سے غافل نہیں اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم مقابلہ مت کرو۔

پھر دیکھنے والوں نے دیکھا شہادتِ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے امت میں کس قدر فتنہ پیدا کر دیا اور پھر تم نے دیکھا عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بعد بھلائی امت سے اس طرح نکل گئی جس طرح آندھی آ کر چلی جاتی ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جنہیں شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز

حاصل ہے انہوں نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو آنسو بہاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں مدح سرا ہوتے ہوئے قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خلاف یوں لب کشائی کی۔

تم نے جہادِ عظیم کو پس پشت ڈال دیا اور یہاں آ کر روضہ رسول اللہ ﷺ پر ہم سے لڑنے لگے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کا یہ بدترین طریق رہبری کے ساتھ قتل کرنے والا کس قدر بدکار ہے۔

تم نے مدینہ منورہ کے اردگرد پیش قدمی کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے چراگاہوں کو تمہارے تیروں کا مہمان خانہ بنایا۔

اور اگر تم نے پشت پھیری تو تمہارا یہ سفر یقیناً بدترین سفر ہوگا اور تمہارے گمراہ امیر کا حکم ماننا بہت ہی برا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ قربانیاں ہیں کہ وہ مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر شام کے وقت ذبح کر دیئے جاتے ہیں۔

میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے روتا ہوں جو آزمائش کے سخت دور سے گزرے اور جنت البقیع میں جا سوئے۔''

ایک اور موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں لب کشائی کی۔

جسے بغیر کسی ملاوٹ کے خالص موت کی تمنا ہو وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دسترخوان پر چلا جائے۔

آہنی شمشیروں کے حلقے تمہیں دکھائی دیں گے اور ان میں وہ

چمکتی تلواریں بھی نظر آئیں گی جنہوں نے کئی جسموں کو لالہ
زار کر دیا۔

تم پر میری ماں اور ماں کے بیٹے قربان، صبر کرو کہ بعض اوقات
مصیبت میں صبر ہی کام آتا ہے۔

ہم راضی ہیں اہل شام سے جو اس باغی گروہ سے نفرت کرتے
ہیں، امیر و پر اور اپنے بھائیوں کی اخوت پر خوش ہیں۔

میں اس شامی برادری میں رہوں گا چاہے وہ مجھ سے دور ہو یا
میرے پاس ہو۔

میں جب تک زندہ رہوں گا میرا یہی فیصلہ ہے تم مجھے ان کے
دیس میں پڑا ہوا پاؤ گے۔

اے خونِ عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل بڑا زبردست حکمت والا
ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک اور موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا۔

آج ابن اروی کا گھر ان سے خالی ہے، کوئی دروازہ ٹوٹا ہوا
ہے اور کوئی جلا ہوا ویران ہے۔

اروی کے اس دروازے پر کبھی لوگ اپنی حاجت اور بھلائی
کے لئے جمع ہوتے تھے اور شرافت اس دروازے پر سر جھکاتی
تھی۔

لوگو! اپنے اندرونی جذبات کا مظاہرہ کرو اور یاد رکھو کہ اللہ کے

نزدیک سچ اور جھوٹ کبھی برابر نہیں ہوتے۔

لوگو! تمہیں پروردگار عالم کا واسطہ! باغیوں کی فوج در فوج کے مقابلے کے ملئے کھڑے ہو جاؤ۔

باغیوں کی اس جماعت میں وہ بد باطن بھی ہیں جو کمینے ہیں اور اپنی اس جماعت کی قیادت کر رہے تھے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعریف کرنا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت فرمایا۔

''خدا کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کیسے بیان کروں؟ مجھے ایسی کوئی بات معلوم نہیں جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہوں۔ میں ایسی کسی بات کے بارے میں نہیں جانتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ بے خبر ہوں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی علم حاصل نہیں کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہ کیا ہو۔ جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سنا اور جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً ہم سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کی۔''

یہ ناحق ان فتنوں میں شہید کیے جائیں گے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی فتنوں کا ذکر فرماتے تھے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ یہ ناحق ان فتنوں میں شہید کیے جائیں گے۔''

تم نے انہیں برتنوں کی مانند مانجا:

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم نے انہیں برتنوں کی مانند مانجا اور ان کے مال سے نفع اٹھایا اور پھر تم نے انہیں ناحق شہید کر دیا۔''

O.....O.......O

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کا
شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر ردِ عمل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کو بچاتے ہوئے زخمی ہوگئی تھیں انہوں نے شدید ردِ عمل کا اظہار کیا اور اہل مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

''اما بعد! اے لوگو! عثمان (رضی اللہ عنہ) کو مظلومی کی حالت میں تم لوگوں کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ ان کا قتل عوام الناس کے اعتماد کو حاصل کرنے کے بعد کیا گیا۔

اے لوگو! میرے خطاب پر تم حیران نہ ہو کیونکہ مصیبت کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹا ہے اور وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب الرائے سمجھا اور جنہوں نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان اور مال کے ذریعے دین اسلام کی خدمت کی اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تھے۔

اے لوگو! عثمان (رضی اللہ عنہ) کو ناحق قتل کیا گیا اور ان کا خون بہایا گیا اور ایک ہی وقت میں چار حرمتوں کو پامال کر دیا گیا۔ اوّل

اسلام کی حرمت، دوم خلافت کی حرمت، سوم اس مقدس مہینہ کی حرمت اور چہارم مدینہ طیبہ کی حرمت۔ انہیں دفن کرنے میں کئی رکاوٹیں بھی کھڑی کی گئیں اور ان کو شہید کرنے والے اور اس سازش میں شامل ہونے والے جان لیں کہ عنقریب ان کا انجام نہایت دردناک ہوگا۔ ان شرپسندوں کے ارادے انہیں غلامی کا طوق پہنائیں گے اور اے شرپسندو! تم نے اس شخص کو قتل کیا ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ پیار کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح کیا۔ ان کا دستر خوان وسیع تھا اور وہ نیکیوں کا منبع تھے۔ اے لوگو! اب تمہاری ندامت اور شرمندگی کسی کام کی نہیں ہے اور تمہارا کوئی عذر اب قبول نہیں ہوگا۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا اور اپنی کٹی ہوئی انگلیوں کو اس خط سمیت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ملک شام روانہ کیا۔ اس خط کے مندرجات کچھ یوں تھے۔

''نائلہ (رضی اللہ عنہا) بنت فرافصہ کی جانب سے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے نام!

میں تم لوگوں کو اس خط کے ذریعے اس پروردگارِ عالم کی طرف بلاتی ہوں جس نے تم پر کئی احسانات کیے۔ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو

شہید کر دیا گیا۔

کیا تم پر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے کچھ حقوق نہیں؟ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میری آنکھوں کے سامنے ہوئی اور اہل مصر کے شرپسند جو دین اسلام کے بدترین دشمن ہیں انہوں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان شرپسندوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ناپاک ارادوں سے باز نہ آئے۔

میں اس خط کے ساتھ اپنی کٹی ہوئی انگلیاں اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کا خون سے رنگین کرتہ تمہیں بھیج رہی ہوں اور ہم پر جو مصیبت ٹوٹی ہے اس کی فریاد اللہ عزوجل سے کرتی ہوں۔ اللہ عزوجل عثمان (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلوں پر اس کی لعنت ہو۔"

صاحبزادی کا ردِعمل:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

"اما بعد! میرے والد عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتلو یہ بات یاد رکھو کہ ہر ایک کو اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے۔ تم نے میرے باپ کو حرم نبوی میں شہید کیا اور ان کا خون ناحق بہایا۔ میرے باپ کے قاتلو! تم نے اپنے مطالبے اس وقت کیوں نہ بیان کئے جب عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب خلیفہ تھے۔ اس وقت تمہاری یہ

ہمت کہاں گئی؟ جب میرے باپ کو خلیفہ بنایا گیا تو تم نے
جرأت کی اور شر پھیلانا شروع کیا۔ میرے والد نرم دل اور
درگزر کرنے والے تھے۔ تم نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا اور
تم سمجھے کہ شاید تمہاری معافی جلد ہو جائے گی اور تم نے اپنی
تلواریں نکال لیں۔ اللہ عزوجل نے فیصلہ کر دیا ہے اور تمہاری
یہ تلواریں ہی تمہارے لئے نحوست کا باعث ہوں گی۔ تم ہاتھ
پھیلا کر رحم مانگو گے مگر تمہارے سر تمہارے کندھوں سے جدا کر
دیئے جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے اپنی مدد تم سے دور کر دی
اور جو لوگ اللہ عزوجل سے سچے دل سے معافی مانگتے ہیں
میں ان کے ساتھ ہوں۔''

O.....O.....O

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاندان

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سات شادیاں کیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی ان ازواج سے کثیر اولاد بھی ہوئی مگر آپ رضی اللہ عنہ کے تمام بچے ماسوائے ایک بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب ہی اوائل عمری میں ہی وصال فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ابتدائی دو شادیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجزادیوں حضرت سیّدہ رقیہ اور حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن سے ہوئیں۔ ذیل کی سطور میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا مختصر تعارف بیان کیا جارہا ہے۔

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاجزادی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی بہن حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد اور بعث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سات برس قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ جب ابولہب کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی بڑھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے تو اللہ عزوجل نے سورۂ لہب نازل فرمائی۔

اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں اور اس وقت ان دونوں شہزادیوں کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور شرافت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے موقع پر فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے میری جانب وحی کی کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کروں۔''

روایات کے مطابق نکاح کے وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح کے وقت بارہ برس تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے تیسرے سال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ خود کو حضور نبی کریم ﷺ کا داماد ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کی شہزادی کو بھی ہر طرح کی آسائش مہیا کیں اور ان کے آرام اور سہولت کا خیال رکھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابھی مسلمان نہ ہوا تھا۔ ایک روز میں خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا کہ مجھے خبر ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دی ہے۔ مجھے حسرت ہوئی کہ کاش ان کا نکاح میرے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کیفیت میں جب میں گھر پہنچا تو میری خالہ نے مجھ سے کہا اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو

منصب رسالت پر فائز کیا ہے پھر انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جن کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! کس سوچ میں گم ہو؟ میں نے انہیں خالہ کی بات بتائی تو انہوں نے بھی مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے گزرے اور آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے جنہیں آپ ﷺ نے اپنی چادر میں اٹھا رکھا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرنے کے بعد درخواست کی کہ وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ عزوجل تمہیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور تم اس دعوت کو قبول کرنے میں دیر نہ کرو۔ اللہ عزوجل نے مجھے سب لوگوں کی جانب اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح میرے ساتھ ہو گیا۔

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ھ میں بیمار ہو گئیں اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ اپنی بیوی کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں رہیں اور ان کے ہمراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ بدر میں شامل نہ ہونے کا غم تھا حضور نبی کریم ﷺ نے فتح بدر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔

"اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم بھی غزوۂ بدر میں حصہ لینے والوں میں سے ہو اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔"

روایات میں آتا ہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب غزوۂ بدر میں فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ لوٹے تو اس وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا اور ان کی تدفین کی جا رہی تھی۔ وصال کے وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اکیس برس تھی اور ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو چھ برس کی عمر میں ہی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ برس قبل تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے ایک سال چھوٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا مگر رخصتی نہ ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت اور سورۂ لہب کے نزول کے بعد عتیبہ نے اپنے باپ کی ایماء پر آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد روتے ہوئے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہی مقرر فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن ام حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اور انہیں کہا کہ اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کروا دوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار بارگاہِ رسالت

ﷺ میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا چھ برس تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نہایت غمگین تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی جبکہ حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہن نے غسل دیا۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اگر میری ایک اور بیٹی ہوتی تو میں اسے بھی تمہارے عقد
میں دے دیتا۔''

حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا بنت غزوان بن جابر سے نکاح کیا۔ ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ اصغر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔

حضرت ام عمر رضی اللہ عنہا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت ام عمر رضی اللہ عنہا بنت جندب سے نکاح کیا جن سے حضرت عمرو، حضرت خالد، حضرت ابان، حضرت عمر اور حضرت مریم رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ یہ سب بچے بھی اوائل عمر میں ہی وصال فرما گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ام عمر رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت ولید بن عبد شمس سے نکاح کیا جن سے حضرت ولید اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم تولد ہوئے اور یہ دونوں بچے بھی اوائل عمر میں ہی وصال فرما گئے۔

حضرت ام البنین رضی اللہ عنہا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضرت ام البنین بنت عینیہ بن حصین بن حذیفہ سے نکاح کیا اور ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبدالملک رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔

حضرت رملہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت رملہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت عائشہ، حضرت ام ابان اور حضرت ام عمرو تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھیں جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بچانے کی کوشش بھی کی مگر کامیاب نہ ہو سکیں۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا:

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا بنت فرافصہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آخری زوجہ ہیں اور ان سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے پاس موجود تھیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بچاتے ہوئے شدید زخمی بھی ہوئی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی انگلیاں کٹ گئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطبہ بھی دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط بھی لکھا جس میں انہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کا کہا تھا جس کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔

O.......O.......O

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا ردِ عمل

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ناحق شہادت کے بعد امت مسلمہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ عبداللہ بن سبا کی سازش رنگ لے آئی تھی اور اس کے پیروکاروں نے امت مسلمہ میں رخنہ ڈالنے کا جو گھناؤنا منصوبہ بنایا تھا وہ منصوبہ پورا ہو چکا تھا۔ امت مسلمہ میں اس انتشار کے بعد فتوحات کا دروازہ بھی بند ہو گیا اور مسلمانوں کا رعب و دبدبہ جو دیگر قوموں پر قائم ہوا تھا اس میں بھی کمی آ گئی۔ امت مسلمہ کے اس انتشار کا فائدہ غیر مسلموں نے بھرپور اٹھایا اور آج تک امت مسلمہ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد سے کبھی متحد نہیں ہو سکی اور گروہ در گروہ تقسیم ہوتی چلی گئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا منصب خلافت پر فائز ہونا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شرپسند پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اس دوران انصار و مہاجرین کا ایک گروہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کا مشورہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے سے یکسر انکار کر دیا۔ اس دوران حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو خلیفہ بننے کی بھی پیش کش کی گئی لیکن ان حضرات نے بھی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔ جب

ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی منصب خلافت پر بیٹھنے کو تیار نہ ہوا تو شرپسند پریشان ہو گئے۔ معاملات اب ان کے ہاتھ سے نکلتے جا رہے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے وہ جو سنگین غلطی کر چکے تھے اس کا خمیازہ اب ساری قوم بھگتنے والی تھی۔ ان شرپسندوں میں اکثریت مصریوں کی تھی انہوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا۔

''تم دو دن کے اندر اپنے خلیفہ نامزد کر لو کیونکہ تمہارا حکم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نافذ العمل ہے ہم اس خلیفہ کی بیعت کر کے واپس چلے جائیں ورنہ ہم تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیں گے۔''

اہل مدینہ نے جب باغیوں کا یہ اعلان سنا تو وہ ایک مرتبہ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں خلافت کے لئے قائل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت قبول کر لیا۔

منصب خلافت قبول کرنے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

''اما بعد! اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نے مجھے خلافت کے لئے اہل قرار دیا ہے۔

لوگو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ہر وہ شخص جو خالی دعوے کرتا ہے وہ اپنے نفس کا نقصان کرتا ہے۔ ہر شخص ایک ذمہ داری سے گزرتا ہے۔ جنت اور دوزخ اس کی نظروں کے سامنے ہے۔ انسان تین قسم کے

ہوتے ہیں ایک وہ جو کوشش کر کے دین اسلام پر قائم ہے۔ دوسرا وہ جو بھلائی کا طلبگار ہے اور اللہ عزوجل کی رحمت سے امید لگائے بیٹھا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جو نیک اعمال میں کوتاہی کرتا ہے اور ایسا شخص دوزخی ہے۔

یاد رکھو! پانچ کے سوا کوئی چھٹا نہیں۔ جس شخص نے گمراہی میں قدم رکھا وہ ہلاک ہوا اور جو صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا وہ برباد ہو گیا۔ سیدھا راستہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے اور اس کے دائیں بائیں تمام راستے گمراہی کے ہیں۔

اللہ عزوجل نے اس قوم کو دو چیزوں کے ذریعہ سے تہذیب سکھائی۔ اوّل تلوار اور دوم کوڑا۔ خلیفہ پر فرض ہے کہ وہ ان دونوں چیزوں کا استعمال کرے اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی رعایت سے کام نہ لے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماضی کو درگزر فرمائے اور ہمیں مستقبل میں سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

راستے صرف وہی ہیں ایک حق کا اور دوسرا باطل کا۔ اگر تم نے حق کو راہنمائی کا موقع فراہم کیا تو خیر ہے اور جو چیز جا چکی ہے وہ لوٹ کر نہیں آنے والی۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد اہل مدینہ بیعت کے لئے آگے بڑھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کرنا شروع کر دیا۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرتے

وقت یہ شرط رکھی کہ آپ رضی اللہ عنہ سنت و شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کریں گے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص طلب کریں گے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ خلافت بصرہ میں تشریف لائے تو حضرت ابن الکواء اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے اس میں کہاں تک سچائی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا۔

''یہ بات قطعی غلط ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کرتے تو میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ چڑھنے دیتا خواہ اس معاملہ میں میرا کوئی اور ساتھ نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت مرض وصال فرمایا اور اپنے مرض کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین جانشین تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحیح

جانشین اور سنت نبوی ﷺ پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے تھے اور انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد منصب خلافت کا بھرپور حق ادا کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سمیت چھ افراد کو خلافت کے لئے نامزد کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کریں جس کے بارے میں انہیں جوابدہ ہونا پڑے اور انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) جو کہ خلافت کے بہترین امیدوار ہو سکتے تھے انہیں منصب خلافت سے باہر کر دیا۔ پھر ہم چھ ارکان کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی اور پھر میں نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور میرے جو حقوق تھے وہ میں نے ادا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی۔ ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں۔ ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں دیں۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خطبہ خلافت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تشریف لے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کا مطالبہ کیا اور کہا۔

''ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی شرط پر کی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ،
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیں گے۔''
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
''مجھے بذاتِ خود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دکھ ہے
اور میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے
قاتلوں کو گرفتار کروں۔''

روایات میں آتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی پہچان کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور ان سے قاتلوں کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کی گواہ تھیں انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے محمد بن ابی بکر اور دو شخص گھر کے اندر داخل ہوئے۔ محمد بن ابی بکر کے ساتھ جو دو شخص تھے انہیں میں نہیں پہچانتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو طلب کیا تو انہوں نے قسم کھا کر اس بات کا اقرار کیا کہ وہ ضرور قتل کی نیت سے داخل ہوئے تھے لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شرم دلانے پر واپس چلے آئے تھے اور ان کے ساتھ جو دو شخص تھے وہ باغیوں میں سے تھے اور وہ انہیں نہیں جانتے چنانچہ ان تمام بیانات کی روشنی میں قاتلوں کی شناخت کرنا بہت مشکل ہو گیا جس کی وجہ سے یہ معاملہ الجھ کر رہ گیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بلند پایہ صحابی تھے اور ۵ھ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ غزوات میں شرکت فرمائی اور دادِ شجاعت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ اور بصرہ کے گورنر بھی رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور انہیں مشورہ دیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ گورنروں کو برقرار رکھا جائے خاص طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر برقرار رکھا جائے یہاں تک کہ وہ بیعت کرلیں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر نامزد کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس مشورہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری پر مجھے اعتراض ہے جبکہ باقی دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گورنری کے بارے میں وہ غور کریں گے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ دوراندیش تھے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رویہ سے اس بات کا اندازہ کرلیا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معطل کردیں چنانچہ انہوں نے اپنی قسمت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وابستہ کرلی۔

اگلے دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گورنروں کو معزول کردیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو انہیں جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کل تم نصیحت کرتے تھے آج دھوکہ دیتے ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے اور صاحب علم و حکمت تھے انہوں نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا تمہارا مشورہ کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

"مناسب تو یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ چلے جاتے لیکن اب

ایسا نہیں ہو سکتا مگر اب بہتر یہی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھیں تا کہ حکومت مضبوط ہو سکے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو بنی امیہ لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کر دیں گے کہ ہم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں جس طرح اہل مدینہ کا دعویٰ ہے اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت ختم ہو جائے گی اور آپ رضی اللہ عنہ ان کو روک نہ سکیں گے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب میں فرمایا۔

''اگر ایسے حالات ہوئے تو ہم امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو تلوار کے سوا کچھ نہ دیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''آپ رضی اللہ عنہ شجاع ضرور ہیں لیکن لڑائی میں صاحب الرائے نہیں اور کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا کہ الحرب خدمتہ۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم سچ کہتے ہو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''واللہ! اگر آپ رضی اللہ عنہ میرے مشورے پر عمل کریں تو میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایسے راستے پر چلاؤں گا جس میں آپ رضی اللہ عنہ کا ذرا

برابر بھی نقصان نہ ہوگا۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مجھ میں تمہاری طرح اور امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح کی خصلتیں نہیں ہیں؟''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا۔

''آپ رضی اللہ عنہ ینبوع چلے جائیں اور اپنے اوپر دروازہ بند کر لیں اس طرح اہل عرب پریشان ہو جائیں گے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو خلافت کا اہل نہیں پائیں گے لیکن اگر آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ اٹھیں گے تو یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا الزام آپ رضی اللہ عنہ پر عائد کریں گے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم وہ کرو جو میں تمہیں کہتا ہوں، میں تمہیں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی جگہ شام کا گورنر مقرر کرتا ہوں، تم سامانِ سفر تیار کرو اور شام روانہ ہو جاؤ۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''یہ مناسب نہیں ہے۔ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ)، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار ہیں وہ مجھے ملک شام پہنچتے ہی قتل کروا دیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ خط و کتابت کریں اور ان سے بیعت لیں۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں ایسا ہر گز نہیں کروں گا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقررہ گورنروں کی معزولی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کو معزول کرتے ہوئے نئے گورنر تعینات کئے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ جب اپنی گورنری کا پروانہ لے کر ملک شام روانہ ہوئے تو راستے میں ان کی ملاقات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چند سواروں سے ہوئی جن کے پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے ملک شام کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ ان سواروں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دھمکی دی اگر تمہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے گورنر مقرر کیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بہتر یہی ہے کہ واپس چلے جائیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ آ گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار تمام حالات بیان کر دیئے۔

حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ جب کوفہ روانہ ہوئے تو راستے میں ان کی ملاقات حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ اہل کوفہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو

گورنر ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ بھی اس واقعہ کے بعد واپس لوٹ گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالات دیکھے تو آپ رضی اللہ عنہ کو حالات کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو جان لیا کہ حالات آسانی سے قابو میں نہیں آنے والے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط حضرت معبد اسلمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خط کا فوراً جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور انہوں نے یہ بیعت اپنی مرضی اور خوشی سے کی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تھا اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص قاصد کے ہاتھ ایک لفافہ بھیجا۔ اس قاصد نے وہ لفافہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کھول کر دیکھا تو وہ خالی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد بہت ہوشیار تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کر لی۔ قاصد نے کہا کہ ملک شام میں کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت نہ کرے گا کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیص جامع مسجد دمشق کے منبر پر رکھی ہے اور ان لوگوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص نہیں لیں گے ان کی تلواریں نیام میں واپس نہیں جائیں گی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قاصد کی بات سننے کے بعد فرمایا۔

"وہ لوگ مجھ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص مانگتے ہیں واللہ! میں ان کے خون سے بری الذمہ ہوں۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد واپس شام روانہ ہوگیا۔

اس دوران حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ انہیں مدینہ منورہ سے جانے دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا جس کے بعد یہ دونوں حضرات مکہ مکرمہ عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ اس دوران ان دونوں حضرات کی جانب سے قصاص کا مطالبہ بدستور جاری تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ملک شام سے واپسی کے بعد شام پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اہل مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے مخالفت کی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر حملہ کا فیصلہ فی الوقت منسوخ کر دیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا تاکہ ان سے مشورہ کر سکیں لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم وہی کریں گے جو اہل مدینہ کریں گے۔ اس کے بعد یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملک شام روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ملک شام جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کروا دی۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں وہ حاضر

ہوئیں اور انہوں نے اس غلط فہمی کو ختم کیا اور کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ عمرہ کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ردِ عمل:

شام میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف محاذ کھڑا ہو چکا تھا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں موجود تھیں انہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مکہ مکرمہ سے واپسی پر سرف کے مقام پر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس خبر کو سنتے ہی فرمایا۔

"مفسدین نے وہ خون بہایا جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔ مفسدین نے اس مقدس شہر کی حرمت کو داغدار کیا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ تھا۔ انہوں نے اس مہینے میں خونریزی کی جس میں خون بہانا منع تھا اور انہوں نے وہ مال لوٹا جس کا لینا ان کے لئے کسی طور جائز نہ تھا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اس خبر کے بعد ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس لوٹ گئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس پہنچیں تو لوگ آپ رضی اللہ عنہا کی سواری کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے اس مجمع عام سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) ناحق شہید کر دیئے گئے اور میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ لوں گی اس لئے تم لوگ بھی اپنے خلیفہ کا خون رائیگاں نہ جانے دو اور قاتلوں سے قصاص لے کر اسلام کی

حرمت قائم رکھو۔ اللہ کی قسم! عثمان (رضی اللہ عنہ) کی انگلی باغیوں
کے تمام عالم سے بہتر ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عبداللہ بن عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ان جوشیلی باتوں کو سنا تو انہوں نے کہا۔

''حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ سب سے پہلے
میں لینے والا ہوں۔''

روایات میں آتا ہے اس دوران حضرت سعید بن العاص اور حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم جب مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے بھی مدینہ منورہ کے حالات بیان کئے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کو بھی اپنے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرلیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے والوں کی ایک زبردست جمعیت مکہ مکرمہ میں تیار ہوگئی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات سے مشورہ کیا تو کچھ نے ملک شام جانے کا مشورہ دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ملک شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان باغیوں کو روکنے کے لئے کافی ہیں ہمیں بصرہ کی جانب جانا چاہئے کیونکہ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں اور وہاں میرے مراسم بھی گہرے ہیں۔ جب بصرہ پر ہماری گرفت مضبوط ہوگئی تو پھر اہل بصرہ بھی ہمارے

ساتھ مل کر قصاص کا مطالبہ کریں گے اور اس طرح ہم بہتر طور پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام حاضرین نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اس بات کا اعلان کر دیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم بصرہ روانہ ہو رہے ہیں اور جو لوگ کسی بھی طرح اسلام کے ہمدرد ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے حق میں ہیں وہ ہمارے ساتھ بصرہ روانہ ہوں۔ جس شخص کے پاس سواری نہ ہو گی اسے سواری فراہم کی جائے گی۔

مکہ مکرمہ سے بصرہ کی جانب سفر شروع ہوا تو ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کی تعداد قریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ بصرہ پر اس وقت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ واپس چلے جائیں لیکن تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ان کوششوں کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہا کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک گروہ آپ رضی اللہ عنہا کے مؤقف کو درست تسلیم کرتا تھا جبکہ دوسرا گروہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے مؤقف کو درست تسلیم کرنے لگا۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کو مقابلہ کر کے راہِ فرار پر مجبور کرنا چاہا لیکن اس میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور وہ قیدی بنا لیے گئے۔ اس لڑائی کے بعد بصرہ پر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جوابی ردِ عمل:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب بصرہ پر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ کی خبر ملی تو انہوں نے محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم کو ایک خط دے کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے جنگ کی صورت میں بھرپور تعاون کا وعدہ لینا چاہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا پیغام ملنے کے بعد تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور کہا جنگ کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھے رہنا آخرت کی راہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مؤقف کوفہ والوں کا مؤقف تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر جنگ ضروری ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے کیونکہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا۔ محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم واپس مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مؤقف سے آگاہ کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مالک بن اشتر رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا لیکن یہ حضرات بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کے باوجود حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کے مؤقف سے نہ ہٹا سکے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ایک ہی مؤقف تھا کہ جب تک یہ فتنہ ختم نہیں ہو جاتا میں خاموش رہوں گا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس وفد کی ناکامی کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو کوفہ بھیجا۔ جب یہ دونوں حضرات کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں لوگوں کے

اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فتنہ کی پیشین گوئی کی تھی وہ آچکا ہے اپنے ہتھیار ضائع کر دو اور گوشہ نشینی اختیار کرو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس موقع پر سونے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔''

حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اس وقت مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سلام کرنے کے بعد ان سے گفتگو شروع کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی کوئی مدد نہیں کی اور فاجروں کے ساتھ شامل ہو گئے۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر غصہ آگیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے مابین مداخلت کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگوں نے اس بارے میں ہم سے مشورہ نہیں کیا اور سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں اور امیرالمومنین اصلاح امت کے کاموں میں کسی سے خوف نہیں کھاتے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

''میرے ماں باپ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے

درست فرمایا مگر تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور
بھائی کا خون و مال حرام ہے۔''

مصالحتی کاوشیں:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگرچہ بصرہ پر قابض ہو چکی تھیں لیکن اہل بصرہ تین واضح گروپوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ ان میں ایک گروپ غیر جانبدار تھا۔ دوسرا گروہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حامی تھا جبکہ تیسرا گروپ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا۔ وہ گروپ جو غیر جانبدار تھا اس نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے ہی دو گروہوں کے درمیان لڑائی کا خطرہ بڑھ رہا ہے تو اس نے مصالحت کروانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی دورِ اسلام کے اس نازک موقع کو سمجھ رہے تھے اس لئے انہوں نے بھی حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو بصرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ بات چیت سے معاملہ طے کیا جا سکے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بصرہ پہنچے اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا موقف سنا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''ہم لوگوں کے اختلاف اور ان کی اصلاح کے لئے خروج کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) سے قصاص لیا جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ قرآن مجید کی تعلیمات کے خلاف ہوگا۔''

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم کا موقف جاننے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی وہی موقف ہے

جو ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کا جواب سننے کے بعد کہا کہ آپ تمام حضرات درست فرماتے ہیں اور ہم بھی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لیا جائے لیکن آپ حضرات کا یہ طریقہ درست نہیں اور آپ نے بصرہ کے چھ سو افراد کو قتل کر ڈالا جبکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں تھے اور ایسی کاروائیاں امت میں اختلاف ختم کرنے کی بجائے اختلاف بڑھائیں گی۔

اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہا ہمارے لئے باعث خیر و برکت ہیں آپ رضی اللہ عنہا ہمیں اس خیر سے محروم نہ کریں اور مصالحت سے کام لیں تاکہ فتنہ دم توڑ جائے اور ہم بھی قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص وصول کر سکیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”میں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار ہوں تم علی (رضی اللہ عنہ) کو بھی اس پر آمادہ کرو۔“

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس پر کچھ اعتراض نہ ہوگا۔“

جنگ جمل:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مصالحتی کوشش کامیاب ہوئیں تو عبداللہ بن سبا نے جب دیکھا کہ ان دونوں لشکروں کے مابین صلح ہو رہی ہے تو اس نے سوچا کہ اگر انہوں نے صلح کر لی تو پھر یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی تلاش شروع کر دیں اور پھر ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا چنانچہ اس نے منصوبہ تیار کیا کہ اس صلح کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ عبداللہ بن سبا نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ رات کی تاریکی میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر شب خون ماریں۔ عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں نے رات کی تاریکی میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا جس سے ام المومنین سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے سمجھا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

منافقین کی کوششیں کامیاب ہو چکی تھیں اور مسلمانوں کے دونوں گروہ آپس میں لڑنا شروع ہو گئے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لشکر کو روکنے کی کوششیں شروع کر دیں تا کہ معاملہ صلح و صفائی سے نبٹ جائے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی لیکن اس دوران جنگ کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جب تمام معاملہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ جنگ میں موجود حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

> ''اے طلحہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے میری مخالفت میں یہ سب کیا تم اللہ عزوجل کو کیا جواب دو گے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں؟ کیا

تم پر میرا اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے؟''

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا۔

''کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش نہیں کی؟''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ بہتر جانتا ہے اور اس کی لعنت قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ہے۔''

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے زبیر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں وہ دن یاد ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم مجھے (علی رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتے ہو تو تم نے کہا تھا ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم ایک دن مجھ سے ناحق لڑو گے۔''

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ اگر مجھے یہ بات مدینہ منورہ میں یاد دلاتے دیتے تو میں ہرگز آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نہ نکلتا۔''

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی حکم دیا لیکن

انہوں نے جنگ سے علیحدہ ہونے سے انکار کر دیا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے علیحدہ ہو کر تنہا بصرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں احنف بن قیس کے لشکر کا ایک بد بخت عمرو بن الجرموز، آپ رضی اللہ عنہ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا: مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نماز کی ادائیگی کے بعد تیرے سوال کا جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس بد بخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب خادم نے عمرو بن الجرموز کے آنے کی خبر دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بد بخت کو جہنم کی بشارت کے ساتھ اندر آنے کی اجازت دو۔ عمرو بن الجرموز جب آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تلوار دیکھ کر فرمایا او بد بخت! یہ وہ تلوار تھی جو عرصہ دراز تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرماتی رہی۔ عمرو بن الجرموز نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اپنے پیٹ میں وہی تلوار مار کر خودکشی کر لی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سوچ میں پڑ گئے کہ انہیں بھی میدانِ جنگ چھوڑ دینا چاہیے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی سوچ میں تھے کہ مروان بن الحکم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں بصرہ لے جایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وصال فرما گئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جو ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ان کی حفاظت کر رہے تھے آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں حکم دیا کہ وہ قرآن مجید پکڑ کر اس بات کا اعلان کریں کہ ہمیں قرآن مجید کا فیصلہ منظور ہے تم بھی قرآن مجید کا فیصلہ منظور کر لو۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اعلان کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سبا نے جب دیکھا حالات ایک مرتبہ پھر قابو میں آنے والے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو تیروں کی بارش کرنے کا حکم دے دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار جانثار شہید ہو گئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرنے والے باری باری شہید ہوتے جا رہے تھے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا جنگ میں کمی کی بجائے شدت آتی جا رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر کسی طرح جنگ نہ روکی گئی تو بہت سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو جائیں گے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے ناقہ نیچے گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو حکم دیا تم اپنی ہمشیرہ اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرو تاکہ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچے چنانچہ محمد بن ابی بکر نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا اور عماری کے مقام پر لے گئے جہاں قریب کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے بیٹھتے ہی جنگ کا زور کم ہونا شروع ہو گیا اور کچھ دیر بعد جنگ ختم ہو گئی۔

جنگ کے ختم ہوتے ہی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حال دریافت کیا۔ پھر

دونوں فریقین کے مابین صلح کا معاہدہ طے پایا گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ کی چالیس عورتوں اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصرہ روانہ کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہلی منزل تک چھوڑنے خود آئے اور دوسری منزل تک حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھوڑا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں جہاں حج کی ادائیگی کے بعد ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوبارہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

جنگ جمل میں شہید ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں۔ مستند روایات کے مطابق اس جنگ میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے۔ جنگ جمل تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی افسوسناک پہلو ہے جس میں بے شمار مسلمان ناحق مارے گئے۔

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کی صورتحال:

جیسا کہ گذشتہ سطور میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قصاص کے معاملہ میں مسلمانوں کے دو گروہوں کے مابین ہونے والی جنگ کا ذکر ہو چکا جس میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد کوفہ کو دارالحکومت بنا لیا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا جس میں مزید کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور بالآخر یہ معاملہ اس وقت بہتر ہوا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین امن معاہدہ تحریر ہوا اور مملکت

اسلامیہ کی سرحدیں دو حصوں میں تقسیم ہو گئیں۔ ایک حصہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی جبکہ دوسرے حصہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرتے ہوئے اس تقسیم کو ختم کر دیا اور معاملہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے خود اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے امن معاہدہ کے بعد وقتی طور پر مسلمان متحد ہو گئے مگر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور یزید تخت نشین ہوا تو امت مسلمہ ایک مرتبہ پھر دوراہے پر آن کھڑی ہوئی یہاں تک کہ یزیدی لشکر نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت بلاشبہ امت مسلمہ کا ایک بڑا نقصان ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو خلا پیدا ہوا وہ آج تک پر نہیں ہو سکا اور امت مسلمہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد گروہ در گروہ تقسیم ہوتی چلی گئی اور آج تک تمام مسلمان کبھی دوبارہ متحد نہ ہو سکے۔ مسلمانوں کو جو عروج دورِ فاروقی اور دورِ عثمانی رضی اللہ عنہم میں حاصل ہوا تھا وہ عروج دوبارہ حاصل نہ ہو سکا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ امت مسلمہ کے اتحاد کی علامت تھی مگر عبداللہ بن سبا جو کہ اسلام دشمن قوتوں کا پیروکار تھا اور امت مسلمہ کی ترقی اور خوشحالی اسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اس کی سازشوں نے امت مسلمہ کے اس اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و کردار کو تنقید کا نشانہ بنانے والے اور آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے یہ بھول گئے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد سے تادمِ شہادت اپنے مال سے غرباء، مساکین اور یتیموں کی دیکھ بھال کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کے ذریعے دین اسلام کی آبیاری کی خواہ وہ بیئر رومہ خریدنے کا معاملہ ہو یا پھر قحط سالی میں عوام الناس کی خدمت یا پھر غزوات میں حضور نبی کریم ﷺ کو مال پیش کرنے کا معاملہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب غزوۂ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا مال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا عثمان (رضی اللہ عنہ) آج کے بعد جو بھی عمل کرے گا اس پر ان کا کچھ مواخذہ نہ ہوگا پس وہ معترضین کیسے حق پر ہو سکتے تھے جو آپ رضی اللہ عنہ پر تنقید کر رہے تھے مگر یہ بھول گئے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے داماد اور حضور نبی کریم ﷺ کے پروردہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی فعل شریعت اسلام اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہے بلکہ درحقیقت آپ رضی اللہ عنہ حقیقی شریعت اور حقیقی تعلیمات اسلام کا پرچار کر رہے تھے اور ان پر عمل پیرا تھے۔

O.....O.....O

حلیہ مبارکہ

ابن عساکر کی روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قد مبارک درمیانہ، رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے اور داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے شانے چوڑے اور جسم کی ہڈیاں بھی چوڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لمبے تھے اور ان پر بال بہت زیادہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال گھنگھریالے اور دانت موتیوں کی مانند سفید تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زرد رنگ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مردوں اور عورتوں میں سب سے زیادہ حسین تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گوشت کا پیالہ دیا اور فرمایا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر لے جاؤ چنانچہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور وہاں حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ میں کبھی دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا۔ پھر جب میں وہ پیالہ دے کر واپس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر کے اندر داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ان

سے بڑھ کر کوئی حسین جوڑا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس سے قبل ایسا جوڑا کبھی نہیں دیکھا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنا چاہا تو اپنی بیٹی سے فرمایا۔

"تمہارے ہونے والے شوہر عثمان (رضی اللہ عنہ) تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہیں اور وہ شکل وصورت میں تمہارے باپ محمد (ﷺ) سے مشابہ ہیں۔"

O....O....O

ارشادات

- علم بغیر عمل کے نفع دے سکتا ہے مگر عمل بغیر علم کے کچھ نفع نہیں دیتا۔
- اللہ عزوجل کے ساتھ تجارت کرنے والا تاجر کبھی خسارہ میں نہیں جاتا۔
- بہترین ایمان یہ ہے کہ ہر وقت اللہ عزوجل کو اپنے ساتھ تصور کرے۔
- عمل علم کا پھل ہے، سخاوت مال کا پھل ہے اور اللہ عزوجل کی رضا اخلاص کا پھل ہے۔
- بندگی یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے احکامات پر عمل کرے اور جو عہد کیے ہیں انہیں پورا کرے اور اسے جو مل جائے اس پر صبر کرے۔
- محب کی تنہائی کو اللہ عزوجل بے حد پسند کرتا ہے۔
- دنیا کے اندر ہنسنا عجیب اور جنت کے اندر رونا بھی عجیب ہے۔
- مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو ایمان کا دعویٰ تو کرتا ہے اور پھر بھی آخرت کی تیاری نہیں کرتا۔
- مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو دوزخ کو حق مانتا ہے مگر پھر بھی گناہ سے باز نہیں آتا۔
- مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو موت کو تو حق مانتا ہے مگر پھر بھی ہنستا ہے۔
- مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن تو جانتا ہے مگر پھر بھی اس کی

فرمانبرداری کرتا ہے۔

- مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو دنیا کو فانی سمجھتا ہے پھر بھی اس کی جستجو کرتا ہے۔
- مجھے حیرت ہے اس شخص پر جو اللہ عزوجل پر ایمان رکھتا ہے مگر پھر بھی غیروں سے امید رکھتا ہے۔
- غصے کا بہترین علاج خاموشی ہے۔
- جو شخص سارا سال بیت جانے کے باوجود بیمار نہ ہوا ہو وہ جان لے اللہ عزوجل اس سے ناراض ہے۔
- جو دنیا کو اپنے لئے قید سمجھتا ہے قبر اس کے لئے راحت کا مقام ہے۔
- جب کسی کو نیکی کرتے دیکھو تو اس کے ساتھ اس میں شامل ہو جاؤ۔
- دنیا کی فکر کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے دل میں نور پیدا ہو جاتا ہے۔
- فقیر کا ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم کے صدقہ سے بہتر ہے۔
- حیاء کے ساتھ نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ برائیاں وابستہ ہوتی ہیں۔
- عافیت کے نو حصے ایسے ہیں جو علیحدہ رہ کر حاصل ہوتے ہیں اور ایک حصہ ایسا ہے جو لوگوں کے ساتھ رہ کر ملتا ہے۔
- اگر تم گناہ کرنا چاہتے ہو تو ایسی جگہ جا کر کرو جہاں تمہیں اللہ عزوجل نہ دیکھے۔
- اعلانیہ صدقہ کرنا اس نیت سے کہ ترغیب دلانا مقصود ہو خفیہ صدقہ سے بہتر ہے۔

- جسے اللہ عزوجل نے لمبی عمر عطا کی اور اس نے پھر بھی آخرت کی کچھ تیاری نہ کی اس کے لئے بربادی ہے۔
- تلوار جسم پر زخم لگاتی ہے اور بری گفتگو روح پر زخم لگاتی ہے۔
- مومن کی ذلت بے دین ہونے میں ہے نہ کہ بے رہونے میں۔
- جب دل متکبر ہو تو اپنے جوتے گانٹھو، کپڑے دھوؤ، کپڑوں میں پیوند لگاؤ اور کسی بیمار غلام کی عیادت کرو تکبر بھاگ جائے گا۔

O.....O.....O

رہے جاتے ہیں یہ ارماں ہائے میرے سینے میں
نہ کعبے کی گلی دیکھی نہ پہنچا میں مدینے میں
سنا ہے نور کی برسات ہوتی ہے مدینے میں
الٰہی ایک چھینٹا آ لگے ہم سب کے سینے میں
محمد ﷺ اس طرح تشریف فرما ہیں مدینے میں
کہ جیسے سورۂ یٰسین ہے قرآں کے سینے میں
مہ کیا خاک آئے دور رہ کر ایسے جینے میں
کہ پروانہ یہاں تڑپے جلے شمع مدینے میں
محمد ﷺ کی جدائی آگ بھڑکائی ہے سینے میں
رواں جب دیکھتا قافلے حج کے مہینے میں
غریب جائے کہاں یا رب تڑپتی روح کو لے کر
تیرے محبوب کا صدقہ تو پہنچا دے مدینے میں

O.....O.....O

کتابیات

۱۔ صحیح بخاری

۲۔ صحیح مسلم

۳۔ مسند امام احمد

۴۔ مستدرک الحاکم

۵۔ سنن ابوداؤد

۶۔ البدایہ والنہایہ

۷۔ سیرت ابن ہشام

۸۔ تاریخ طبری

۹۔ تفسیر ابن کثیر

۱۰۔ مشکوۃ شریف

۱۱۔ ترمذی شریف

۱۲۔ تفسیر روح المعانی

۱۳۔ تفسیر خزائن العرفان

۱۴۔ سیرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۱۵۔ شرح فقہ اکبر

۱۶۔ کنز العمال

۱۷۔ اسد الغابہ

۱۸۔ شعب الایمان

۱۹۔ تفسیر کبیر

۲۰۔ تفسیر خازن

۲۱۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ

۲۲۔ تاریخ الخلفاء

۲۳۔ کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم

۲۴۔ طبقات ابن سعد

۲۵۔ حلیۃ الاولیاء

۲۶۔ نزہۃ المجالس

۲۷۔ سنہرے فیصلے

۲۸۔ الصواعق المحرقہ

۲۹۔ مدارج النبوۃ

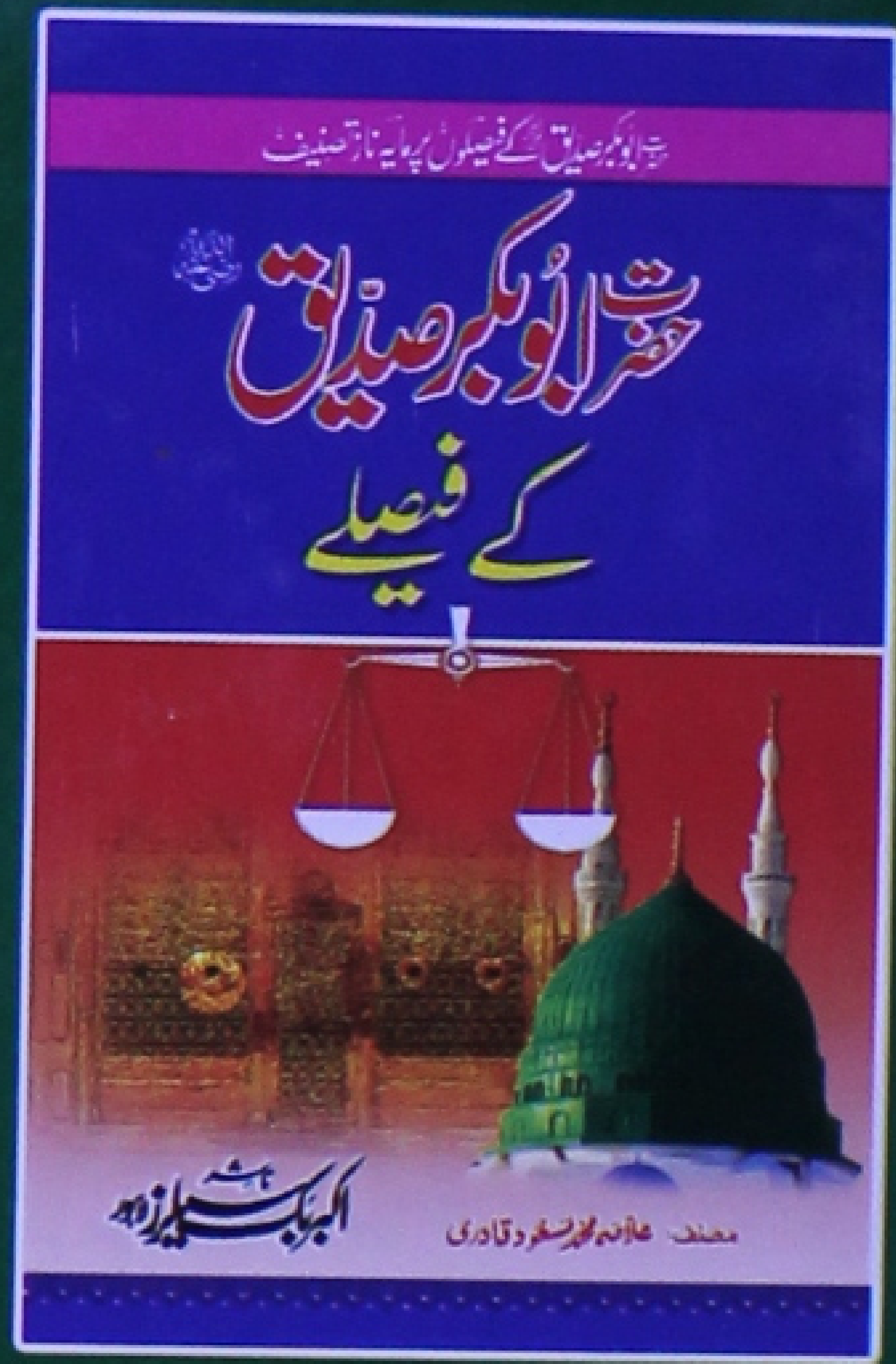
۳۰۔ شواہد النبوۃ

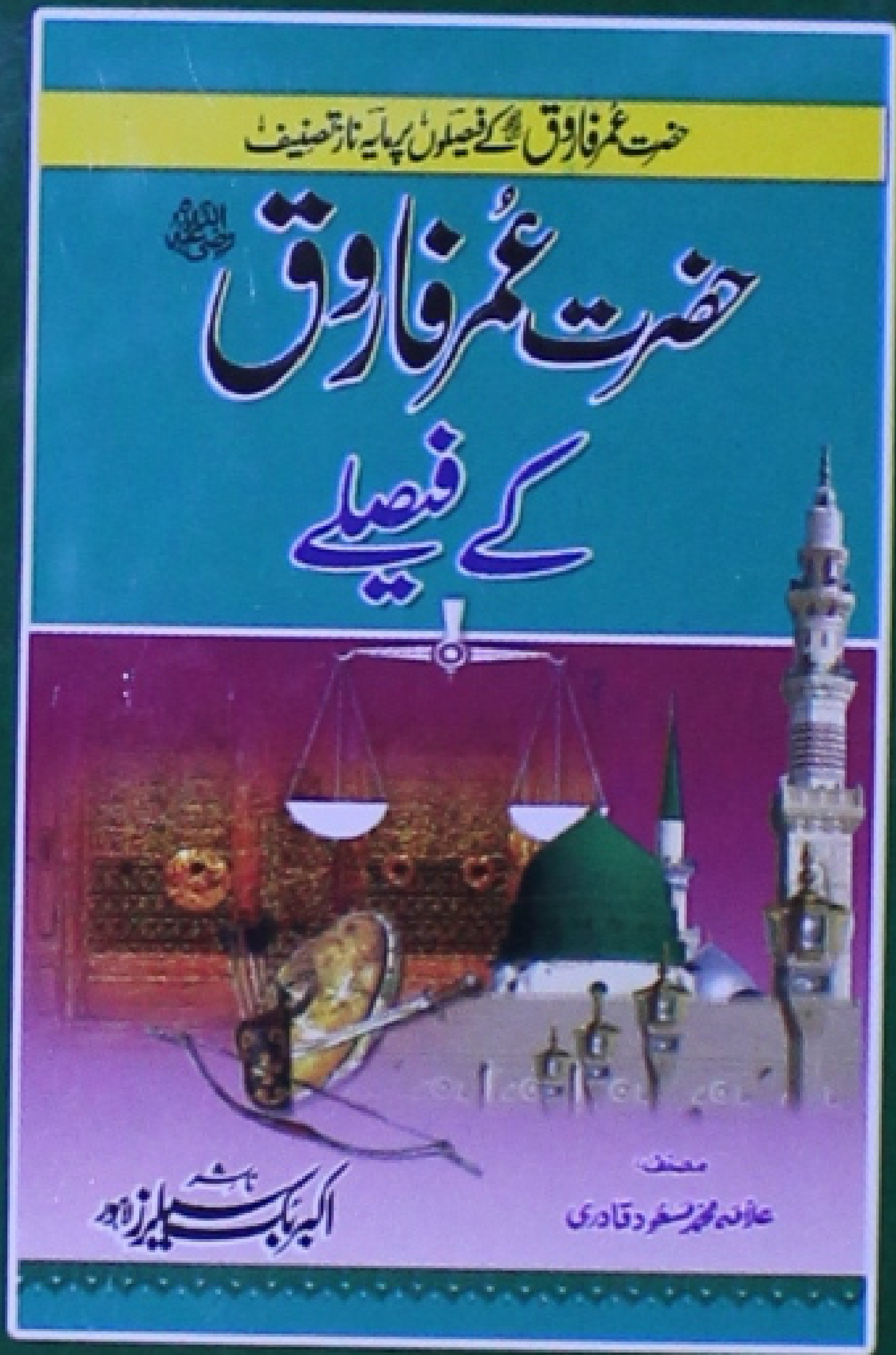
۳۱۔ ریاض النضرۃ

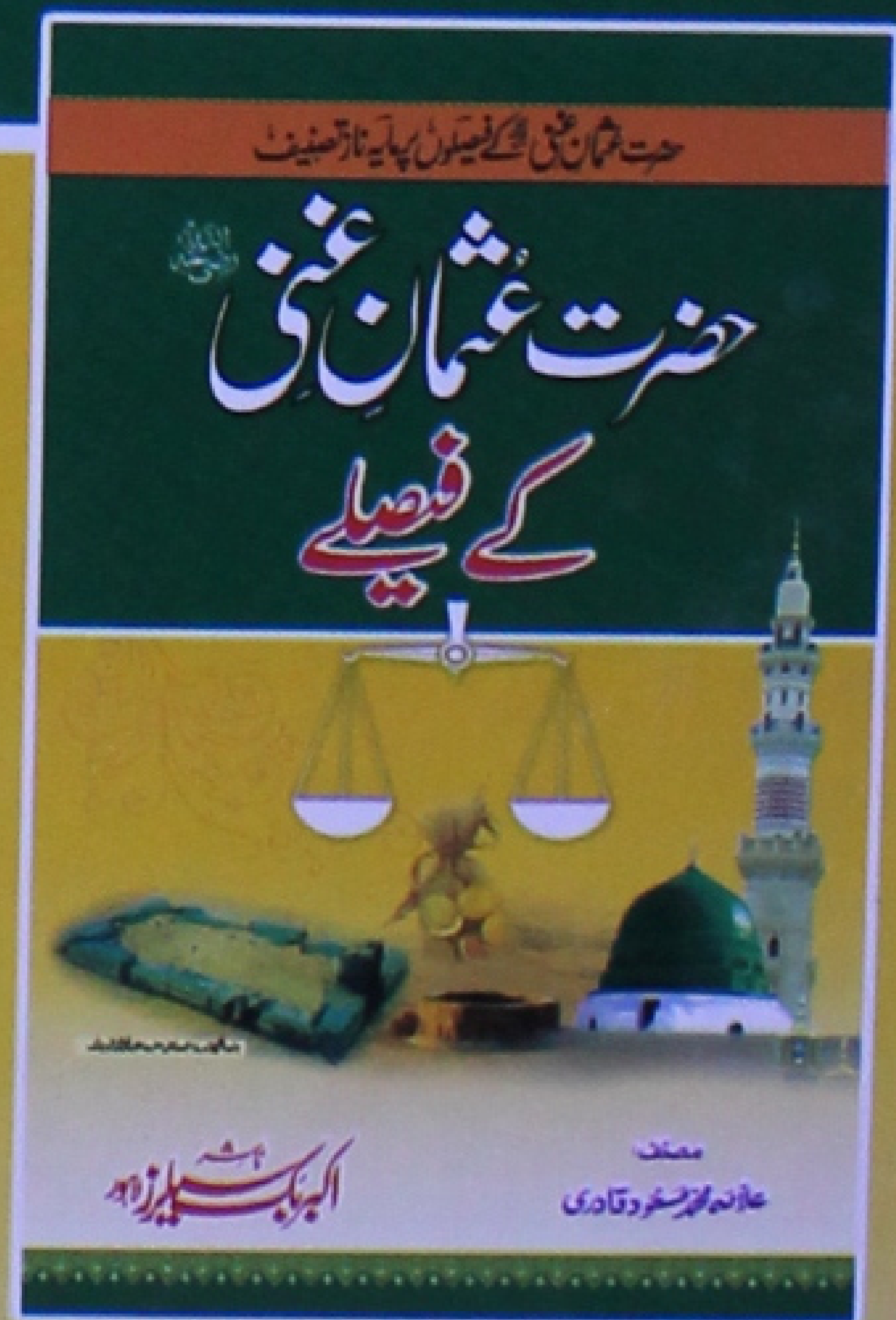
۳۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

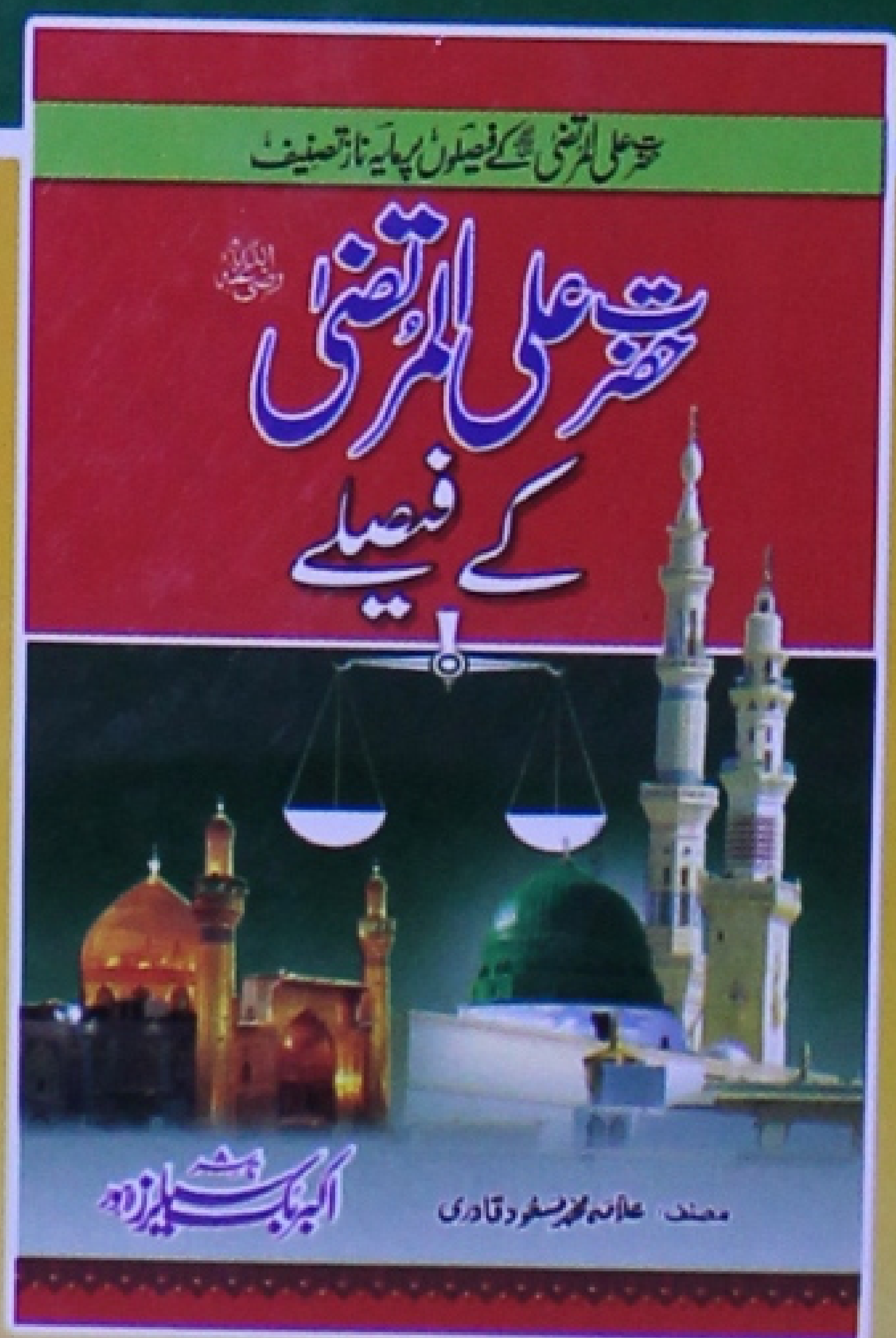
۳۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

O....O....O









ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022